SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 14, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وآت ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرًا ○ انّ المبذرین کانوآ اخوان الشیٰطین وکان الشیطن لربہ کفورًا ○ و امّا تعرضنّ عنہم ابتغآء رحمۃ مّن رّبک ترجوھا فقل لّہم قولاً مّیسورًا ○ ولا تجعل یدک مغلولۃً الیٰ عنقک ولا تبسطہا کلّ البسط فتقعد ملوماً مّحسورًا ○ انّ ربّک یبسط الرّزق لمن یّشآء ویقدر انّہ کان بعبادہ خبیرًا بصیرًا ○

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 14, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وآت ذا القربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذّر تبذیرًا o انّ المبذّ رین
کانوآ اخوان الشیٰطین و کان الشیطٰن لربه کفورًا o و امّا تعرضنّ عنهم ابتغآ ء رحمة من
رّبک ترجوها فقل لّهم قولاً میسورًا o ولا تجعل یدک مغلولةً الیٰ عنقک ولا تبسطها
کلّ البسط فتقعد ملوماً محسورًا o انّ ربّک یبسط الرّزق لمن یشآ ء ویقدر انّه کان
بعباده خبیرًا بصیرًا o

ترجمہ : شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق۔ فضول خرچی نہ کرو۔ فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اگر ان سے (یعنی حاجت مند رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں سے) تمہیں کترانا ہو، اس بنا پر کہ ابھی تم اللہ کی اس رحمت کو، جس کے تم امیدوار ہو تلاش کر رہے ہو، تو انہیں نرم جواب دے دو۔ نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔ تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل(۲۵۔۳۰)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: I will take up the leave applications.

جناب الیاس احمد بلور ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 تا 18 مئی تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب اسفندیار ولی نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 تا 16 جون کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، پروفیسر ساجد میر ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے اس تاریخ کے لیے، انہوں نے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now, we may continue with the discussion. Before I have the first speaker, I would like to emphasize with the colleagues that we must strictly adhere to the time frame because I have so many speakers. So, we will strictly follow the time. Mr. Raza Sahib.

Point of Order

Loadshedding in the Country

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! اس وقت بجلی کی صورت حال نے پورے پاکستان میں بدترین صورت حال اختیار کر لی ہے۔ جناب والا! ڈیرہ اسماعیل خان سے لے کر یعنی ٹانک، مروت، بنوں،۔۔

جناب چیئرمین، آپ اسے اپنی تقریر میں cover کر سکتے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! میں واقعہ بتاتا ہوں کہ پورے صوبہ پشتونخواہ میں مظاہرے تھے۔ یعنی اس کا مطلب ہے کہ تمام صوبے میں کہیں بھی بجلی نہیں تھی۔ ان سب علاقوں میں لوگوں roads پر آئے ، دن بھر مظاہرے کرتے رہے۔ اس وقت بجلی کی بدترین صورت حال ہے۔ کوئی رحم فرمائے کیونکہ اس وقت سخت ترین گرمی ہے۔ یہ کروڑوں لوگ ہیں۔ جناب والا! سوات تک تمام علاقوں میں مظاہرے، جلسے، اور احتجاج کئے گئے ہیں۔ roads بند تھیں۔ جناب والا! یہ کیسی صورت حال ہے۔

جناب والا! ہمارے صوبے بلوچستان میں بھی یہی صورت حال ہے۔ کل واپڈا والوں نے کہا کہ یہ load management ہے۔ جناب والا، یہ کیسی management ہے؟

جناب چیئرمین، رضا صاحب، میرا کہنا یہ ہے کہ جب آپ تقریر کریں تو یہ اس میں cover کر سکتے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین، بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اخبارات میں بھی raise ہوا ہے۔ بالکل ٹھیک

ہے۔

I think, our first speaker today will be Dr. Babar Awan. Please adhere to the time.

Further Discussion on the Budget 2007-2008

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Then I sit before I start. I thought

کہ جس طرح کل آپ کا timer خراب رہا ہے، آج بھی رہے۔

جناب چیئرمین، اس کی مرمت کرائی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ time strictly adhere کرنا ہے۔

جناب چیئرمین، اسی طرح ہے کیونکہ اور کئی ساتھی رہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : جناب والا! مجھے تو یوں لگا کہ میں in the line of fire آ گیا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاعر نے کوئی اور غرض پوری کرنے کے لیے کہا تھا کہ

ہٹی سڑے کراڑ دی جتھے دیوانت بلے
کتی مرے فقیر دی جیڑی چوں چوں نت کرے
گلیاں ہو جان سنجیاں وچ مرزا یار پھرے

حکمرانوں کی خواہش تو یہی ہے کہ صرف حکمران بولیں اور سب سنیں لیکن تھوڑا بہت حصہ اپوزیشن کے حصے میں بھی آ جاتا ہے۔ آپ کی اجازت سے مجھے تھوڑا بہت بولنا تو پڑے گا۔

جناب والا! سب سے پہلے میں آپ کی توجہ کے لیے گزارش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی توجہ چاہوں گا کہ ہماری پارلیمنٹ کے ایک رکن حافظ حسین احمد صاحب، تیسرا دن ہے کہ پارلیمنٹ کے باہر کیمپ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ چیئرمین صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو ان کے مطالبات تحریری شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔ یہ میں نے ان سے کاپی لی ہے۔ اسے

property of the House بناتا ہوں۔ آپ اس میں intervene کریں۔ آپ توجہ دیں۔ آپ کا ایک brother parliamentarian is sitting outside for the last three days. دھوپ ہے، گرمی ہے، اس کا ویسے تو احساس ہمیں تب ہو جب اس ایوان کی بتیاں بند ہوں، یہ سپیکر بند ہو اور مجھے اس کے بغیر بولنا پڑے۔ تھوڑی دیر کے لیے AC بند ہو تو ہمیں پتا چلے کہ اس کی اور ملک کے دوسرے لوگوں کی جہاں load shedding ہے، کیا miseries ہیں، لیکن میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ مہربانی کرکے اسے property of the House بھی بنائیں اور ان کے مطالبات پر اگر آپ اپنے good offices استعمال کر سکتے ہیں، تو کریں۔

یہ جناب چیئرمین! میں آپ کو پیش کرتا ہوں۔

دوسری گزارش اسی ضمن میں یہ ہے کہ میرے پاس ایک اور تحریری درخواست ہے۔ یہ آپ کے ٹیکنیکل سٹاف کی ہے جن میں لفٹ آپریٹرز، بوائلر آپریٹرز، ٹیوب ویل آپریٹرز، الیکٹریشنز اور ہیلپرز شامل ہیں۔ ان کی تحریری درخواست تھی کہ باقی سب کو Basic Pay Scale 5 سے 7 میں promote کر دیا گیا ہے لیکن انہیں promotion نہیں ملی ہے۔ اس لیے اس discrimination پر یہ آپ کی توجہ چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ یہ دے دیں لیکن یہ ہمارے employees نہیں ہیں، بلکہ CDA کے employees ہیں اور میں اپنے employees سے request کروں گا، جو بھی بات ہو، اسے پہلے سیکرٹریٹ سے discuss کر لیا جائے بجائے اس کے کہ اسے House میں raise کیا جائے۔ اگر مسئلہ حل نہ ہو تو پھر یہاں آیا کریں۔ Direct routing درست نہیں۔ جب ہم available ہیں and we are accessible, then you do not need to take an indirect route. لیکن یہ ہمارے employees نہیں ہیں بلکہ CDA کے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: اگر یہ CDA کے employees ہیں تو پھر میری درخواست ہوگی کہ اگر انہیں یہاں ہونے کی وجہ سے نقصان ہو رہا ہے تو مہربانی کرکے CDA سے یا متعلقہ وزیر سے کہیں کہ وہ ان کا مسئلہ حل کرے۔

جناب چیئرمین، ان کی اپنی پالیسی ہوتی ہے تاہم ہم کہہ دیں گے۔ ہوتا ایسا ہے کہ

اگر ایک سیکشن کے ملازمین کا گریڈ بڑھایا جائے تو پھر دوسرے سیکشن کے ملازمین پر فرق پڑتا ہے۔ بہرحال کہہ دیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : وہ صرف treatment at par چاہتے ہیں۔

Mr. Chairman: We will refer it to the CDA.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : بہت شکریہ۔ میں چاہ رہا تھا کہ 12 مئی کی بات نہ کرتا لیکن یہاں ایوان میں آنے سے پہلے میں نے 12 مئی کی فلم ایک دفعہ پھر چلا کر دیکھی۔ کچھ منظر وہ تھے جو کیمرے کی آنکھ نے ساری دنیا کو دکھا دیے۔ میں صرف دو مناظر کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ آپ کا تعلق اسی صوبے سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بانی پاکستان کے مزار کی وجہ سے، میں سمجھتا ہوں کہ سندھ اسمبلی کی طرف سے پاکستان کے الحاق کا جو خود فیصلہ تھا، اس کی وجہ سے، میں سمجھتا ہوں کہ شہید قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی وجہ سے، میں سمجھتا ہوں کہ حضرت لطیف بھٹائی کے مزار کی وجہ سے، میں سمجھتا ہوں کہ 12 مئی کو ہونے والے قتل عام میں مرنے والے اپنے بھائیوں کے بے گناہ خون کی وجہ سے، میں بھی ان کے حق میں آواز بلند کروں۔

جناب چیئرمین! مختصراً جو منظر میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ تھا کہ 1947 کے فسادات کا منظر جس میں نعرے لگتے تھے کہ "ہرے رام" اور "واہ گرو" کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے، اگر وہ منظر اور 12 مئی کے روز کراچی کی سڑکوں پر پڑے ہوئے بے گور وکفن لاشے آپ دیکھیں گے تو آپ کو اس منظر میں صرف ایک فرق نظر آئے گا، وہ فرق یہ ہے کہ یہاں مارنے والے وہی نعرہ لگاتے ہیں جو مرنے والے لگاتے ہیں۔ دوسرا منظر جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ یہ سارا کچھ مزار قائد اعظم کے احاطے سے چار، پانچ کلو میٹر کے اندر ہوا اور میں اس پر مزید کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا ہوں، میں تبصرہ شورش کشمیری کی زبان میں کرنا چاہتا ہوں اور صرف ایک درد مند پاکستانی کی حیثیت سے کرنا چاہتا ہوں۔ مرنے والوں کے ورثاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے کرنا چاہتا ہوں اور وہ تبصرہ ہمیں آئینہ دکھاتا ہے کسی ایک طبقے کو، کسی ایک فرقے کو، کسی ایک حکومت کو نہیں دکھاتا پوری

قوم کو اس قسم کے واقعات سے وہ آئینہ دکھاتا ہے اور قاتلوں کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی ہمیں دعوت فکر بھی دیتا ہے اور شورش نے کسی ایسے ہی لمحے میں کہا تھا کہ

کہ سوچتا ہوں کہ اسی قوم کے وراث ہمیں
جس نے اولاد پیغمبر کا تماشہ دیکھا
جس نے سادات کے خیموں کی طنابیں توڑیں
جس نے لخت دل حیدر کو تڑپتا دیکھا
برسر عام سکینہ کی نقابیں الٹی
لشکر حیدر کرار کو لوٹتا دیکھا
ام کلثوم کے چہرے پر طمانچے مارے
شام میں زنیب و صغریٰ کا تماشا دیکھا
پھاڑ کر گنبد صغریٰ کے مکیں کا پرچم
عرش پہ فلک تک حشر کا نقشہ دیکھا
اور قلب اسلام کے صدمات میں خنجر بھونکے
کربلا میں کف قاتل کا تماشا دیکھا
اے میری قوم تیرے حسن کمالات کی خیر
تو نے جو کچھ بھی دکھایا وہی نقشہ دیکھا

اور حکمرانوں کی بے حسی پر اس نے کہا تھا۔

یہ سبھی کیوں ہے' یہ کیا ہے مجھے کچھ سوچنے دے
کوئی تیرا بھی خدا ہے مجھے کچھ سوچنے دے

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئر مین! بجٹ کی طرف آتے ہوئے میں دو سرکاری ارکان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ایک کل ہارون اختر صاحب نے یہاں پر کہا انہوں نے ڈبے بھی گنے لیکن ڈبوں کی بات انہوں نے کی انہوں نے can club استعمال کیا تھا انہوں نے پاکستان میں ترقی کے جو اشارے بتائے اس میں کہا کہ پاکستان میں جب سے جنرل مشرف صاحب آئے ہیں

آٹھ سال میں پینے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے ۔ یہ ریکارڈ پر ہے ۔ میں خود ہی کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ کیا پینے والے؛ وہ وضاحت نہیں کر سکے ۔

(قہقہے)

اور دوسری طرف عمر ایوب خان صاحب نے قومی اسمبلی میں جب وہ بجٹ کی تقریر کر رہے تھے انہوں نے کہا بڑی خوبصورت بات کی وہ مجھ کو slip of the tongue کہہ سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو اندر تھا وہ کوزے سے یا ان کے دل سے باہر نکلا ہے انہوں نے کہا کہ اس بجٹ کے بعد عوام جاں بحق ہو گئے ہیں ۔(انا للہ و انا علیہ راجعون) جس طرح کا عوام پر skylab بجٹ کا گرایا گیا مجھے وزیر خزانہ کی اور جناب وزارت امور پیپسی والے بھائی کی دونوں باتوں سے مجھے اتفاق ہے ۔بجٹ کے اوپر کچھ چیزیں ایسی ہیں۔ جس سے مجھے آغاز کرنا پڑے گا ۔ پہلی چیز پاکستان میں ہماری بہنوں ، بیٹیوں اور ماؤں کی جو آبادی ہے وہ 52 فیصد ہے۔ یہ سارے جانتے ہیں، لیکن بجٹ کے اندر grant میں خواتین کی ترقی کے لیے نہ کوئی رقم مختص کی گئی ہے اور نہ خواتین کے لیے ملک میں کوئی نیا منصوبہ شروع کیا گیا ہے ۔میں اس حوالے سے آپ کی توجہ چاہوں گا ۔ Detail of demand for grants volume No.2 صفحہ نمبر 3157 کی طرف جہاں منسٹری آف وومن ڈویلپمنٹ کا بجٹ statement ہے ۔ یہ باقی ساری وزارتوں سے کم ہے ۔ آپ چاہیں تو اس کی تصدیق کر لیں اور چاہیں تو ایک بھائی کے حیثیت سے ، ایک باپ کی حیثیت سے ، ایک بیٹے کی حیثیت سے ، یہ حکومت سے ضرور پوچھیں کہ ملک کی 52% خواتین کا کیا قصور ہے کہ ان کی وزارت کا بجٹ نہ صرف کم ہے، بلکہ ان کے لیے سرے سے نہ کوئی نیا منصوبہ ہے اور نہ کوئی نیا ان کے لیے اس میں فنڈ رکھا گیا ہے پہلی بات دوسری بات یہ ہے کہ WHO کے عالمی سروے کے مطابق پاکستان میں maternity جیسی بنیادی انسانی سہولیات اور جان بچانے والی جو ادویات زچگی کے دوران خواتین کو چاہیئے ہوتی ہیں ان کے نہ ملنے کی وجہ سے ایک سال میں 35 ہزار جوان مائیں پاکستان میں راہی ملک عدم ہو جاتی ہیں اور فوت ہو جاتی ہیں اس طرح زچگی کے دوران ہر گھنٹے میں پاکستان میں تین مائیں جو جوان ہیں وہ مر رہی ہیں، لیکن اس مسئلے کے اوپر بھی آپ والیوم نمبر ۲ کے صفحہ نمبر 2537 کی طرف جائیں اور وہاں وزارت صحت کے جو بھاری اخراجات دکھائے گئے ہیں ان

اخراجات کو دیکھیں تو ان میں زچہ و بچہ کے حوالے سے نہ کوئی پراجیکٹ ہے اور نہ ہی کوئی grant ہے۔ یہ دو ثبوت اس حکومت کا بھرم توڑنے اور اس حکومت کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لیے کافی ہیں کہ یہ صرف سیاسی نعرے کے طور پر خواتین کی ترقی کا ذکر کرتے ہیں اور صرف سیاسی ایجنڈے کے طور پر خواتین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ عملاً اس بجٹ میں پورا سال خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا ہے وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔

جناب چیئرمین! ایک دوسرا شعبہ' سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے قول کے مطابق انسان کے تین والد ہیں ایک genetic والد جس کے نطفے سے اس نے جنم لیا' جناب چیئرمین! اگر House سے وزارتی کانفرنس تھوڑی دیر کے لیے ملتوی کروا دیں تو میں اپنی بات کر سکوں۔

Mr. Chairman: I think we should hear the honourable member.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: May I..........

جناب چیئرمین، پلیز جلدی کریں' ٹائم بھی ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب! ابھی تو میں شروع ہی نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین، وہ آپ کا فیصلہ ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، میں آپ کا فیصلہ مان لوں گا' جب آپ کہیں گے' بیٹھ جاؤں گا۔ جناب چیئرمین!---

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے interrupt نہ کریں' ایک ممبر بول رہے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! House کا decorum یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی مقرر یہاں سے اٹھتا ہے تو ہمارے وزرائے کرام وہاں جا کر خوش گپیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ House کا decorum بھی نہیں اور میں نے یہ ہمیشہ note کیا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات صحیح ہے' میرا خیال ہے سب کو اس پر---

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، کم از کم جب ایسے اچھے مقرر تقریر کریں تو میں کہتا ہوں کہ سوئی بھی گرے تو اس کی آواز ہمیں سنائی دینی چاہیے۔ ایسے مقرر خال خال ملتے ہیں' ہر جگہ نہیں ملتے' ہم ان کی تقریر سننے کے لیے بے چین رہتے ہیں اور جب یہاں سے disturbance

ہوتی ہے تو ہمیں بڑا دکھ ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، اگر یہ follow ہو تو بڑی اچھی بات ہے۔ میرا خیال ہے کسی طرف سے، کبھی بھی disturbance نہیں ہونی چاہیے۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان (وفاقی وزیر برائے بین الصوبائی رابطہ)، ہم بڑے غور سے ڈاکٹر بابر اعوان صاحب کی تقریر سن رہے ہیں۔ میرا خیال ہے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی، مجھے حیرانگی ہے کہ سینیٹر صاحب کیوں تنقید کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے بابر صاحب، آپ continue کریں۔ کسی طرف سے بھی کوئی disturbance یا interruption نہیں ہونی چاہیے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جن سے گلہ تھا وہ نہیں بولے اور جن سے گلہ نہیں ہے، وہ بول پڑے ہیں۔ آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ سینیٹر صاحب نے آپ کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا تھا۔ میں آپ کی اجازت سے کہہ رہا تھا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے مطابق انسان کے تین باپ ہیں۔ ایک وہ جس نے اس کو جنم دیا، دوسرا وہ جس نے اس کو بیٹی دی اور تیسرا وہ، جس نے اس کو تعلیم دی۔ اب اپنے اس تیسرے روحانی باپ کے ساتھ حکومت نے کیا سلوک کیا، اس کی طرف quickly جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ آپ کے، میرے علم میں ہے کہ پاکستان میں سب سے زیادہ over burdened and under paid جو ہیں وہ چھوٹے سکولوں، ہائی سکولوں کے اساتذہ ہیں، لیکچررز ہیں، جن کے ساتھ ہمیشہ سوتیلی ماں جیسا سلوک پورے ساٹھ سال میں، میں کسی کا بھی لحاظ نہیں کرنا چاہتا، میں کسی کو بھی exempt نہیں کرنا چاہتا، میں کسی کو بھی رعایت نہیں دینا چاہتا، بدقسمتی سے آج تک ساری حکومتوں نے ان کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا ہی سلوک کیا ہے اور اس غلطی کو اس بجٹ میں دہراتے ہوئے اساتذہ کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا۔

یہ ایک ایسا بجٹ ہے جناب چیئرمین! جس میں حکومت کے اپنے اخراجات جو پاکستان کے سب سے بڑے سفید ہاتھی، بیوروکریسی کے لیے رکھے گئے ہیں، اتنے اخراجات امریکہ، برطانیہ، فرانس اور کینیڈا کی حکومتیں بھی بیوروکریسی پر اتنا خرچ نہیں کرتیں this I am saying

with the fullest authority at my command Mr. Chairman اور یہ کیا ہے؟ دس کھرب، پچپن ارب، ترپن کروڑ روپے، یہ بیوروکریسی کے لیے ایک عیاشی کا کارنر بنایا گیا ہے، سفید ہاتھی کے لیے اس کے مقابلے میں ہمارے جو معزز اساتذہ کرام ہیں، جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے بقول تیسرے باپ ہیں، ان کے حوالے سے جو سلوک ہوا ہے وہ وزارت تعلیم پر، آپ صفحہ نمبر 2315, 2nd volume کو ذرا دیکھ لیجیے۔ وزارت تعلیم کے بجٹ میں پرائمری سکولوں، ہائی سکولوں کے اساتذہ، لیکچراروں اور عام کالجوں کے پروفیسروں کے لیے ایک ٹیڈی پیسے کا بھی relief موجود نہیں ہے۔ حکومت کے لیے یہ شرم کا مقام ہے کہ ایک طرف جب نقشہ کشی کی جا رہی تھی، ہارون اختر خان صاحب بول رہے تھے تو یہاں حکومتی اراکین بیٹھے ہوئے تھے، اپوزیشن کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، کسی نے مجھ سے پوچھا کہ بابر بتاؤ کہ یہ موصوف کس ملک کی بات کر رہے ہیں جہاں پر ہر طرف ترقی ہے، جہاں ہر طرف امن و امان ہے، جہاں پر ہر طرف شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں اور جہاں ہر طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی رہیں تو کسی دوسرے نے کہا کہ یہ اپنی کمپنی کی بات کر رہے ہیں، یہ پاکستان کی بات نہیں کر رہے۔ پاکستان میں اساتذہ کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے، اس کا بدترین مظاہرہ اس بجٹ میں کیا گیا اور جناب! میں نے آپ کے سامنے volume 2, page No. 2315 سے reference پیش کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اگلی بات کرنے کے لیے میں کن مناسب الفاظ کو تلاش کروں، کن مناسب الفاظ کو تراشوں اور کن مناسب الفاظ میں وہ بات کہوں جو آپ کے ریکارڈ پر موجود ہے پچھلے بجٹ کے موقع پر یہ پارلیمنٹ کے اندر دوسرا بجٹ ہے جو میں نے سنا، پارلیمنٹ کے باہر میں نے بہت سے بجٹ سنے، لیکن مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ اگر وزیر اعظم کوئی بات کہہ دے اور وہ بااختیار شخص ہو، اگر وزیر خزانہ کوئی بات کہہ دے اور وہ با اختیار شخص ہو تو اس کی بات سے کوئی سرکاری ملازم منہ موڑ جائے اور وزیر اعظم اور وزیر خزانہ کی بات نہ مانے۔ جناب میں آپ کے ریکارڈ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں، آپ کے ریکارڈ کی کاپی نکال کر ساتھ لایا ہوں کہ پچھلی دفعہ بجٹ کے موقع پر یہ کہا گیا کہ حکومت پاکستان میں سفید انقلاب لا رہی ہے۔ آپ کو بھی یاد ہے، مجھے یاد ہے اور اس پورے ایوان کو یاد ہے کہ یہ اس

معزز ایوان کے سامنے commitment کی گئی کہ پاکستان میں ایک گھرانہ' ایک کوچہ' ایک قریہ' ایک گاؤں ایسا نہیں بچے گا کہ جس میں ایک سال میں بجلی نہیں پہنچے گی۔ میں ان سے سوال نہیں کرنا چاہتا' میں اس ایوان سے سوال کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر جو شخص جھوٹ بولے گا اس کے ساتھ کوئی مناسب لائحہ عمل طے کر کے اس کا احتساب آپ ضرور کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کو اس کمیٹی میں بھیجیں جہاں وعدوں پر عمل درآمد کا کام ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آسان اردو میں بات کر رہا ہوں' میں اس وعدے کی بات کرتا ہوں جو Chief Executive نے کیا' جو وزارت خزانہ نے کیا اور اس کا حشر کیا ہوا؟ آج ایک سال گزرنے کے بعد کراچی میں 12 گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ' لاہور کی کل کی خبر 18 گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ' پشاور کے نواحی علاقے نواکلی کی خبر کہ سات ہفتے سے بجلی بند ہے۔ یہ خبریں کیا کافی نہیں ہیں کہ وہ وعدے جو یہاں پر کیے گئے تھے ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا' بلکہ سینیٹ' ایوان بالا کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے' ساڑھے پندرہ کروڑ لوگوں کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے' وعدوں کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے' پاکستان کی ریاست کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے' پاکستان کی حکومت کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے' اور مذاق کرنے والا کون ہے؟ وزیر اعظم صاحب ہیں' وزیر خزانہ ہیں۔ ان کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ

اوصاف سے عاری ہیں' نوری ہیں نہ ناری ہیں
طاقت کے پجاری ہیں' لفظوں کے مداری ہیں
رہ رہ کر اُبھرتے ہیں' جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
کہنے کی جو باتیں ہیں' کہتے ہوئے ڈرتے ہیں

جناب چیئرمین! مجھ پر time کی بھی قدغن ہے اس لیے میں quickly آپ کی توجہ واپڈا کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ دو تین منٹ میں ختم کریں please.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب! واپڈا کے وزیر موصوف نے یہاں پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا کہ اگلے سال لوڈشیڈنگ نہیں ہو گی' آپ نے بھی سنا اور میں نے بھی

سنا۔ (عربی) ایسی باتیں ایمان والو! کیوں کہتے ہو جن پر تم عمل نہیں کر سکتے۔ میں ایمان والوں کی definition میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ اس موضوع پر کافی ساری اور آیات ہیں۔ یہاں عربی کے عالم اور علماء کرام بھی بیٹھے ہوئے ہیں' میں اس جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتا' میں سیدھی بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میں کم از کم اتنا personal pride ضرور ہونا چاہیے کہ اگر KESC والے آپ کی بات نہیں سنتے' واپڈا پر آپ کا عمل دخل نہیں ہے تو آپ وزارت کو تو لات مار سکتے ہیں' آپ استعفیٰ تو دے سکتے ہیں' لیکن جناب چیئرمین! یہ بھی نہیں ہو گا اور اس کا سبب ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ حکومت 8 سال سے صرف دعوے' وعدے اور تقریروں پر گزارہ کرتی آئی ہے۔ پہلی دفعہ ان کو وکلاء اور صحافیوں سے پنجہ ملانا پڑا تو ان کی سانس پھول گئی' یہ سمجھتے تھے کہ ہم بادشاہ ہیں' شاید پرویز ہیں ان کی سانس پھول گئی' انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ان کی صفوں کی صفیں غائب تھیں' وہ یوسف بے کارواں ہو گئے۔ جناب چیئرمین! ہم تو ان کو 8 سال سے سمجھاتے آ رہے ہیں کہ

اسی خاطر تو قتل عاشقاں سے منع کرتے ہیں
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہو کر

جناب چیئرمین! اس یوسف بے کارواں کی حکومت کو چاہیے تھا کہ اپنے چار مہینے کے لیے عبوری بجٹ دیتی اپنی ساری خرابیاں' اپنی ساری کوتاہیاں' اپنی لغزشیں' اپنی ساری غلطیاں' اپنی ساری ناکامیاں' اپنی ساری بے مرامیاں آنے والی حکومت کے لیے سنبھال کر اس کی جھولی میں ڈالنے کی کوشش نہ کرتی۔ آخری تین چار باتیں جو quickly میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ان میں سے ایک important بات واپڈا کی ہے' جس پر بہت ضروری ہے کہ میں بات کروں۔ Volume No. 2 کا صفحہ نمبر 3123 ' واپڈا کے شاہانہ اخراجات کے لیے اور پھر جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ کے لیے اس ہاؤس میں on record مطالبہ کروں گا۔ کہ ان کو دونوں طرف سے بہت اچھا input آتا ہے اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کیا میں سوال کر سکتا ہوں؟ ہم نے پچھلے سال یہ exercise خون جگر کے ساتھ سینیٹ کے ارکان نے کی' اس کے نتیجہ میں کیا ہماری کوئی ایک recommendation بھی بجٹ میں شامل ہوئی؟ اگر شامل نہیں ہوئی تو پھر rubber stamp کس کو کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، 16 یا 17 ہونگیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب! جاننا چاہتاہوں کہ کونسی ہیں؟

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہاں پر بتایا تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب! جاننا چاہتاہوں کہ کونسی ہیں؟ جناب! وہ ساری یہ تھیں کہ full stop غلط ہے، سوالیہ نشان غلط جگہ آ گیا، comma غلط جگہ لگ گیا، کسی Senate کی substantial recommendation کو بجٹ میں شامل نہیں کیا گیا

Mr. Chairman, this is a point of concern on which I am agitating very seriously before this august House.

میں WAPDA کی بات کر رہا تھا کہ page No. 3123, Volume No.2 اس میں WAPDA کے اخراجات کے لیے جو پیسے مانگے گئے، وہ 64 ارب 84 کروڑ، 38 لاکھ 80 ہزار روپے ہیں۔ یہ کھربوں روپے لٹانے والے۔

جناب چیئرمین، بابر صاحب! دو منٹ میں ختم کریں، آپ کا کافی time ہو گیا ہے، آگے بڑھ گیا۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب! آپ جیسے کہیں۔

جناب چیئرمین، ایسا ہے کہ پھر باقی ساتھی رہ جائیں گے، ایک discipline رکھنا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، WAPDA کے ادارے کو یا تو ختم کیا جائے، اسے بند کیا جائے ورنہ سرکاری مال کھا کر، سرکاری کار میں تساہل کے الزام میں مدد کرنے کے لیے تیار ہوں۔ WAPDA کے Chairman کو پکڑیں، ممبران کو پکڑیں، مقدمے بنائیں، عدالت میں لائیں، ان کا trial کریں، وہ عوام کے کس طرح اربوں روپے کھاتے ہیں اور وقت آنے پر عوام کو بجلی فراہم نہیں کر سکتے۔ ان کے گھروں میں check کیا جائے کہ بجلی کے کس طرح ناجائز connections لگتے ہیں۔ بڑے بڑے فیکٹریوں کے owners, ان کے لیے بھی ایک درمیانہ راستہ موجود ہے، بڑے بڑے قرضے معاف کروانے والے، جناب چیئرمین! ان کے

لیے بھی ایک درمیانہ راستہ موجود ہے۔ بے شمار ایسے جن کے پاس دو' دو شناختی کارڈ' دو' دو nationalities ہیں' دو' دو passports ہیں' ان کا کیا بنے گا جو اس ملک سے نہیں بھاگ سکتے؟ ان کا کیا بنے گا جن کے پاس پاکستان کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے؟ جناب چیئرمین! ان کا کیا بنے گا جن کو صرف اسی تنخواہ پر گزارا کرنا ہے اور انہی حالات میں جینا ہے؟

میں آپ سے آخری گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ ایک اور سفید ہاتھی جو اس حکومت نے پالا ہوا ہے' اس پر میں اپنی بات کو ختم کروں گا اور وہ سفید ہاتھی کیا ہے؟ وہ ہاتھی NAB ہے' اس دفعہ اس سفید ہاتھی نے پچھلی دفعہ کے مقابلے میں 38% تک زیادہ رقم مانگی ہے۔ جناب چیئرمین! میں صرف ان scandals کی بات کرنے لگا ہوں جن کا اس ایوان کی بحث میں ذکر آ چکا ہے' میں یہاں سے باہر نہیں جانا چاہتا میں ایک ادارے پر آخری گزارش کرنے لگا ہوں۔ میرے پاس بہت لمبی list تھی' آپ کے پاس وقت بہت کم ہے' ویسے بھی حکومت کے پاس وقت بڑا کم رہ گیا تو آخری دھکے کے طور پر' میں یہ بات کرنے لگا ہوں۔ Sugar scandal دیکھ لیجئے' cement scandal دیکھ لیجئے' گندم scandal, کھاد scandal , Steel Mills scandals , Stock Exchange crisis scandal , Forex scandal , internal trading scandal , Gwadar land scandal , privatization scandal, petroleum prices scandal

یہ Parliament جیسے اعلیٰ ترین اداروں میں آچکے لیکن' NAB نے ان پر کوئی action نہیں لیا۔ ایسے ادارے کی جو صرف "نیب زادے" پیدا کرے جو حکومت کا سیاسی agenda آگے بڑھائے' اس کو ختم کیا جائے اور اگر احتساب کرنا ہے تو اس کو Parliament کی احتساب کمیٹی بنا کر' اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ تاکہ احتساب میں سے سیاست کا خاتمہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین! میں نے جو باتیں کہیں' بہت سے وزیر کہنا چاہتے ہیں' بہت سے Treasury Members کہنا چاہتے ہیں' بہت سے سرکاری ملازم کہنا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ بھی مجھ سے اتفاق کرتے ہوں لیکن ایک طبقہ پاکستان میں ایسا ہے' یہ طالبان وزارت کا طبقہ ہے' یہ عوام کی بات نہیں کرتے' صرف وزارت کی بات کرتے ہیں اور صرف نوکری بچانے کی بات کرتے ہیں۔ اٹھ کر کھڑا ہونا چاہئیے' یہ کہنے کا وقت ہے' پاکستان کے اندر defining

moment ہے، کہنے والی بات کہنی چاہئیے لیکن ان کے بارے میں کسی نے کہا کہ یہ طالبان وزارت، یہ لیڈران کرام،

تلاش جاہ میں جو کچھ کہو وہی کرلیں
اور نئے جنم میں اگر یقیں ہو وزارت کا
خدا گواہ ہے یہ آج ہی خودکشی کرلیں۔

بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب محمد اعظم سواتی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کتنی خوبصورتی سے فرمایا، (تلاوت)" کہ تم سچ جھوٹ کو آپس میں نہ ملاؤ اور سچی بات کو نہ چھپاؤ"۔ اگر آج ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو کسوٹی مان لیں اور یہ بجٹ جو آمدن اور اخراجات کا میزانیہ کے علاوہ موجودہ حکومت کے معاشی اور معاشرتی مقاصد کی تکمیل کا ترجمان ہے تو پھر ہمیں ان آیات کریمہ پر پرکھ کر یہ کہنا ہوگا کہ 1999 سے لے کر آج تک اس حکومت کے بجٹ سے متعلق صرف چار اہداف رہے ہیں، چار مقاصد رہے ہیں۔ غربت میں کمی، good governance, structural reform, اور sustainable growth ۔ جناب چیئرمین ! وقت کی کمی کے پیش نظر میں باقی تین مقاصد پر اپنا تنقیدی تجزیہ تو نہیں پیش کرسکتا ہوں لیکن پہلی اور بہت ہی اہم بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اعداد و شمار کے گورکھ دھندے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے میں روایتی طور پر اپنا تنقیدی تجزیہ پیش کروں گا۔ وزیر موصوف نے اور میرے بہت سارے فاضل ممبران نے غربت کے معیار کو ماپنے کا جو معیار آپ کے سامنے پیش کیا اس میں، میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ موبائل فونوں کی بہتات، گاڑیوں کی درآمدات کی بہتات، موٹرسائیکلوں کی تعداد میں اضافہ، نئی نئی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے بننے کا وجود، یہ ایک لمبی کہانی تھی کاش ! وہ میرے فاضل دوست آج پاکستان میں بھوک اور افلاس کی وجہ سے گردے، جگر اور جسم کے باقی قیمتی اعضاء کو فروخت کرنے والوں کی تعداد میں جو اضافہ ہوا اس کا کچھ تصور ایوان میں پیش کرتے۔ کاش! اس دوران آتش سوزی اور خودکشی کی تعداد کے اندر جو اضافہ

ہو رہا ہے اس کا بھی تذکرہ یہاں ہوتا۔ اس ماں سکینہ بی بی کا بھی ذکر ہوتا جس نے اپنے چار سالہ بچے کو بھوک و افلاس کی وجہ سے 'غربت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے باندھ کر دریائے سندھ میں چھلانگ لگا دی۔ اگر یہ معیار صحیح نہیں تو آؤ گریڈ سات سے نیچے اس سینیٹ کے تمام ملازمین ' کو اکٹھا کریں اور ان سے غربت کے معیار کی بات کریں اور ان سے یہ پوچھیں 'ایک ہی بات کہ کیا چھ سات سال پہلے آپ آسودہ حال تھے یا آج۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے آجائے گا۔

جناب والا! اگر یہ معیار بھی درست نہیں تو پھر وزیر موصوف صاحب! میرے ساتھ آؤ ' میرے ایک ہفتے کی ڈاک کو چیک کرو' اس میں بیواؤں' یتیموں اور غریب لوگوں کی فریادوں کا ازالہ کرو' اگر ان میں کچھ اضافہ ہوا ہے تو پھر اس معیار کو مقرر کرو۔ اگر یہ بھی نہیں تو پھر میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ شہزاد رائے سے کم از کم اتنا پوچھ لیجئیے جو پاکستان کے گلی کوچوں میں میرے معصوم بچے جو کوڑا کرکٹ سے ہڈیاں ' کاغذ اور لوہے کے چند ٹکڑے دن کو اکٹھے کرکے ان کو فروخت کرکے اپنے اور اپنے والدین کے پیٹ کا دوزخ بھرتے ہیں اور اپنے والدین کی بھوک اور پیاس کو مٹاتے ہیں۔ اگر ان کی تعداد میں کوئی کمی ہوئی ہے تو وہ مجھے بتائیں اور اسی کو کم از کم اپنا معیار مقرر کرلیں۔ اگر یہ بھی نہیں تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اگی اور مانسہرہ کے غریب بچوں کو نہیں دیکھا ہوگا۔ لیکن حالیہ دورہ سندھ کے دوران ٹھٹھہ میں پیر پٹھ کے مقام پر ان معصوم بچوں کو کم از کم دیکھا ہوگا جو ہر آنے والے سفید کپڑے کے مالک کی طرف کس آس سے اپنی آنکھیں لگائے ہوئے ہیں۔ یہ ہے ہماری غربت کا معیار میں جناب چیئرمین! اس المیے کا ذمہ دار قطعاً اس حکومت کو نہیں ٹھہراتا بلکہ جس طرح بابر اعوان صاحب نے کہا کہ ہر حکومت جو ساٹھ سال میں آئی ہے اس غربت کی ذمہ دار ہے اور میں اس لئے کہتا ہوں کہ تکتم الحق وانتم تعلمون کہ سچائی کو مت چھپاؤ۔ لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا جناب چیئرمین! کہ غربت بقول وزیر موصوف کہ کم نہیں ہوئی 'یہی سچ ہے۔

جناب چیئرمین! غریب اور تعلیم کا احساس مجھے ذاتی طور پر اس لئے ہے کہ ۱۹۷۸ء میں جنرل ضیاء الحق جو وقت کا بہت بڑا Dictator تھا' اس کے عتاب تلے جیلوں اور گولی کے زخموں کی وجہ سے جب میں اس ملک سے ہجرت کرکے امریکہ گیا۔ ایک سال میں نے بے سر و سامانی کی حالت میں ' مزدوری کی۔ ایک سال کے بعد جب میری بیوی ' میری چار سال کی بچی '

میرا ڈیڑھ سال کا بچہ وہاں پہنچے تو ایک طرف مجھے ان کی فکر تھی اور دوسری طرف خوش قسمتی سے مجھے Dallas کے ایک بہت بڑے prestigeous law school S.M.U میں LLM میں داخلہ ملا۔ جو بچت میرے پاس موجود تھی اس کو لے کر وہاں داخلہ لیا، کتابیں لیں اور ہاسٹل میں چھوٹا سا کمرہ لیا۔ میری جیب میں اس وقت صرف چار ہزار ڈالر بچے تھے۔ اسی رات سوچتا رہا، بے بسی سے آنسو بہاتا رہا، اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کی میری غیرت نے یہ برداشت نہیں کیا کہ میں ان سے پیسے منگواؤں۔ آخر فیصلہ یہ کیا کہ میں تعلیم کو ترک کرکے بیوی بچوں کا خیال رکھوں گا۔ اگلے روز میں ڈین کے پاس گیا اور میں نے اپنی ساری روداد اس کے سامنے بیان کی۔ اس نے ساری میری فیس، اور ساری کتابیں واپس لے کر مجھے پیسے ادا کئے۔ مجھے اس لئے احساس ہے کہ میری وہ بے بسی، وہ غربت میری تعلیم کے حصول میں دیوار بن گئی۔ جس دیوار کو میں پھلانگ نہ سکا اور اسی کی وجہ سے آج خدا کا شکر ہے۔ غریب اگر میرے در پر تعلیم کے لئے آئے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ واپس مایوس نہیں جائے گا۔ اس کو کچھ نہ کچھ خدا کے فضل سے ضرور ملے گا۔

جناب والا! یہ ۱۹۷۳ء کا آئین، یہ فیڈریشن کا ایک عظیم تصور پیش کرتا تھا۔ آج یہ بالکل بے معنی ہوکر رہ گیا ہے۔ اس ایوان بالا میں ہم چھوٹے اور مظلوم صوبوں کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی آواز بھی نہیں پہنچا سکتے۔ مرکزی حکومت کی من مانی پالیسی کے تحت آج ہم اس ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ کہیں ہم NFC Award کے لیے التجا کرتے ہیں اور کہیں گیس کی royalty کے لیے بلوچستان کے بھائیوں کے ساتھ ملے ہیں۔ کہیں پانی کی تقسیم پر مبنی التجائیں کر رہے ہیں تو کہیں ہم نوکریوں کے لیے اپنے صوبوں کے لیے انصاف کی بنیاد پر معروضات پیش کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ Council of Common Interests جیسے اداروں کو متحرک کیا جاتا جس پر میں کہتا کہ واقعی اس آئین کی پاسداری ہو رہی ہے، آج ایک انتہائی جرائم پیشہ ادارے NAB، نہ صرف اس کے تشخص کو قائم کرنے کے لیے ہم نے اس بجٹ کے اندر ایک خطیر رقم رکھی بلکہ 2006 اور 2007 کے بجٹ میں 12.7% increase کی۔ یہ ادارہ لوٹ مار کو روکنے اور احتساب کے لیے رکھا تھا، لیکن آج مجھے کہنے دیجیئے کہ پاکستان کی عوام کی آنکھیں شرم سے جھکتی ہیں جب وہ اپنے "نیب زدہ" کو وزارتوں میں براجمان دیکھتے ہیں۔ یہ

بدنام ترین ادارہ صرف اور صرف سیاسی انتقام کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے جہاں مجرم کو بے گناہ اور بے گناہ کو مجرم ٹھہرایا جا رہا ہے۔ میں Combined Opposition کا مشکور ہوں جنہوں نے اپنی recommendations کے اندر اس ادارے کے سارے funds کو منجمد کر کے صرف پانچ ملین روپیہ اس کی بساط کو سمیٹنے کے لیے رکھا ہے۔ میں اس پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! وقت کی کمی کا احساس رکھتے ہوئے میں انتہائی اختصار کے ساتھ کہوں گا کہ صحت کا بجٹ کل بجٹ کا 38%. ہے۔ یہ غربت کو کم کرنے کا یا غریبوں کو ختم کرنے کا صحیح طریقہ ہے۔ اس غریب مکاؤ پالیسی کے تحت CPI اگر 7.9% ہے' food inflation 10. 2% ہے تو پھر سرکاری ملازمین کی تنخواہ 15% کس حساب کتاب سے بڑھائی جا رہی ہے۔Direct-tax میں آمدن چار لاکھ آٹھ ہزار دو پچاس اور indirect میں چھ لاکھ بائیس ہزار دو سو ستاون اور اس بجٹ کا خسارہ کتنی خوبصورتی سے چھپایا جا رہا ہے۔ اس خسارے کے لیے privatization سے جو پیسے ملے ہیں وہ اور باقی بنکوں سے loan لیا جائے گا۔ اس طرح اپنے ہی بنائے ہوئے مالیاتی قانون کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے کہنے دیجئے کہ ملک کی اس بہترین دستاویز کو فوج کے بوٹوں کی جھنکار نے مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ آج میرے ملک کے ادارے عدلیہ اور انتظامیہ بے بس ہے۔ پارلیمنٹ کی حالت یہ ہے کہ اسی ایوان میں ہم نے دیکھا کہ ایک Health Secretary کے آگے Federal Minister بے بس' پوری سینیٹ بے بس اور آج دور نہ جائیے اس سیشن کے اندر ہم نے یہ دیکھا کہ سوئی سدرن میں سپریم کورٹ کا فیصلہ بے بس۔ آپ کی موجودگی میں پارلیمنٹ بے بس۔ جناب شیر افگن نیازی صاحب اور جناب شوکت عزیز صاحب بے بس۔ یہ ان فوجی بوٹوں کی جھنکار کا صلہ ہے جو میرے ملک کو ملا۔

جناب چیئرمین! آخر میں' میں وزیر موصوف کو داد دیتا ہوں جنہوں نے اپوزیشن کی چیخ و پکار کے دوران اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی آواز finishing line تک پہنچائی۔ اس میں انہوں نے کسی قافیہ' ردیف کا خیال نہ کیا۔ اس میں شوکت عزیز صاحب اور جناب مشرف صاحب کی تعریف کے کارنامے پیش کیے۔ افسوس! کہ اس میں ان روایتی قومی خزانے کے چوروں' سیمنٹ کے چور' چینی کے چور' ٹیکس کے چور' پلاٹوں کے چور' Stock Exchange کے

چوروں کا بھی کچھ ذکر کیا ہوتا تو میں انہیں شاباش دیتا۔ صدر اور Prime Minister Sahib کی شاہ خرچیوں کو بھی سامنے لایا ہوتا تو کم از کم میں کچھ ضابطہ اخلاق کی بات کرتا۔ جناب عالی لیکن یاد رکھیں یہ میرے لیے بھی ہے اور آپ کے لیے بھی کہ (ثم انا علینا حسابھم)

کہا ہے میرے پروردگار نے کہ میں تم سے ضرور حساب لوں گا ان غریبوں کا سولہ کروڑ غریبوں کا حساب کتاب لیا جائے گا ان شاہ خرچوں سے۔

جناب عالی! وقت کی گھنٹی چونکہ بج چکی ان دلائل اور اعدادوشمار کی روشنی میں، میں وزیر موصوف کا دعویٰ اپنے سابقہ حکمرانوں، اس ملک کے حکمرانوں کی طرح صرف خود ساختہ نعروں سے کہ جب بھی میرا مزدور، جب بھی اس ملک کا غریب اٹھا، بیدار ہوا تو کسی نہ کسی نعرے کی وجہ سے اس کو سلا دیا گیا اور کیا خوب کہا ہے شاعر نے کہ

خواب سے بیدار ہوتا ہے جب ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

مگر آج میں اس بالا ایوان میں اپنے بھائیوں سے یہ کہہ دوں، بہنوں سے یہ کہہ دوں کہ ساحری کا طلسم ٹوٹنے والا ہے۔ خدا جانے مجھے کچھ محسوس ہو رہا ہے کہ آج عوام کا غم و غصہ، محرومی اور میرے ملک کے اداروں کی تباہیوں کو دیکھ کر آج میرے ملک کے عوام، پڑھے لکھے عوام، سارے عوام جناب چیف جسٹس افتخارحسین چوہدری کی صورت میں ابھر اٹھے ہیں اور مجھے پاکستان کے گلی کوچوں سے فیض احمد فیض کی وہ آواز سنائی دے رہی ہے جو یا تو بغاوت کی نوید ہے اور یا پھر ہمارے ان قومی اداروں کے بقاء کی خوش خبری، اس کی سلامتی کی خوش خبری وہ آواز میں آپ سے share کرتا ہوں جناب چیئرمین۔

جب محکوموں کے پاؤں تلے یہ دھرتی دھڑ دھڑ دھڑکے گی
اہل حکم کے سر اوپر یہ بجلی کڑ کڑ کڑکے گی
پھر نام رہے گا اللہ کا جو غائب بھی ہے حاضر بھی
جو ناظر بھی ہے منظر بھی پھر راج کرے گی خلق خدا
جو میں بھی ہوں، جو تم بھی ہو
لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، (قائد حزب اختلاف) Mr. Chairman I will just take two or three minutes جناب چیئرمین کل یہاں پر جب آپ preside نہیں کر رہے تھے تو بات ہوئی تھی کہ پچھلے سال وزیر پارلیمانی امور صاحب نے یہ undertaking دی تھی اور یہ بات سینیٹر خالد رانجھا نے اٹھائی تھی کہ Finance Bill میں صرف وہ قوانین آئیں گے جو Article 73 کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور he was bold enough to admit. یہاں میری یہ undertaking تھی اور میں نے غالباً کابینہ میں یہ بات کی بھی تھی اور اس کے بعد احمد علی صاحب نے بھی apprehensions کا اظہار کیا تھا اور ابھی چونکہ کمیٹی meet ہو رہی ہے اور وسیم سجاد سے بھی بات ہوئی تھی کل، تو انہوں نے کہا تھا کہ اگر یہ تمام چیزیں پوائنٹ آؤٹ کی جائیں تو this matter could be taken up اور جو recommendations ہیں ' اس میں بھی شامل ہو گا اور وزیر پارلیمانی امور نے کہا تھا کہ he will take it up with the Prime Minister میں صرف دو یا تین منٹ میں یہ بات آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں تاکہ کمیٹی کے سامنے بھی یہ بات ہو اور آپ کے سامنے بھی بات ہو اور غالبا وزیر پارلیمانی امور نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ اپنے چیمبر میں کوئی important کام کر رہے ہیں' but he promised that he will have the microphones on, so probably his loud speakers are on so, he would be hearing. جناب چیئرمین یہاں بڑی simple سی اور بنیادی بات ہے کہ Article 73 of the Constitution, وہ clearly procedure lay down کرتا ہے with regards to a Money Bill, and without going into the details of it, and without reading into it, I would just say that Clause-2 of Article 73 contains the ingredients that constitute a Money Bill, and after having gone through the ingredients of Clause-2 of Article 73 of the Constitution, I will very quickly come, because I am conscious of the fact that there are

a lot of Opposition Members, who have to speak to the present Finance Bill, that has been moved by this Government, while presenting the Budget, Mr Chairman,

اس بل میں اکیس ایسے قوانین ہیں، جن میں ترمیم کے لیے کہا گیا ہے Finance Bill میں۔ اکیس ایسے قوانین ہیں جن میں ترمیم کے لیے یہاں پر پیش کیا گیا ہے۔ میرے مطابق اور میری جو understanding ہے Clause-2 of Article 73 کی اس میں، اکیس میں سے پندرہ ایسے بل ہیں اور یہاں پر میرے پاس ان کی فہرست موجود ہے، میں وقت کی قلت کی وجہ سے وہ فہرست آپ کو پڑھ کر نہیں سناتا۔ لیکن میں on the record of the House ضرور اسے بتاؤں گا تاکہ یہ کمیٹی کے پاس بھی چلی جائے اور یہاں کا ریکارڈ بھی ہو کہ اس میں سے پندرہ ایسے قوانین ہیں جو Article 73 کے ambit کے تحت Money Bill کی definition میں نہیں آتے۔ پچھلی دفعہ بھی آپ کو یاد ہو گا کہ CRPC and PPC تک کا انہوں نے amend کیا Money Bill کے ذریعے اور یہاں پر یہ undertaking دی گئی کہ جی یہ آئندہ نہیں ہو گا۔ اس دفعہ بھی پندرہ ایسے قوانین ہیں۔ اکیس میں سے پندرہ ایسے ہیں جو totally Money Bill کے زمرے میں نہیں آتے۔ پہلی بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکیس میں سے چار ایسے قوانین ہیں جن کی کچھ شقیں تو منی بل کے زمرے میں آ سکتی ہیں، دیگر شقیں منی بل کے زمرے میں ان کے نزدیک بھی نہیں آ سکتیں

So if you add that up out of 21, then there are 19, such laws which do not constitute or do not fall within the ambit of Clause-2 of Article 73 of the Constitution and I would like to draw your attention, Mr. Chairman, very briefly, finally, to a Draconian law, which is being resorted to by way of an amendment to the Banking Companies Ordinance

اور یہ قانون ایسا قانون ہے جناب چیئرمین صاحب کہ یہ privacy of an individual کی دھجیاں اڑا دے گا اور یہ ایک ایسا قانون ہے کہ اگر یہ قانون نافذ ہو گیا تو کسی بھی individual کی privacy یا اس کے accounts کی privacy باقی نہیں رہے گی۔ یہ

ایک ایسا کالا قانون ہو گا جس پر ہر آدمی ' چاہے وہ ایک individual شہری ہے ' چاہے کسی بزنس سے اس کا تعلق ہے -----

Mr. Chairman: Please, hear the honourable Member please.

Senator Mian Raza Rabbani: He will be at the whim and fancy of an ordinary banker or any person. And Mr. Chairman, this is Disclosure of Information Section 92(e).

جس کو یہ لانا چاہ رہے ہیں۔ اس کی sub section (2) کہتی ہے۔

"In case of any ground of suspicion exists in respect of a business transaction, the banking company or the financial institution concerned shall forthwith report to the State Bank giving details in respect of the identity of the person involved, the transaction or any other circumstances concerning such transaction" And then it says, "explanation, suspicion, refers to suspicious business transaction as the State Bank may by a regulation determine". How vague is this Mr. Chairman, and then it goes on to say, "if the State Bank has reasonable grounds to suspect that a person, or a company, or a corporation is involved in an attempt of money laundering, or funding of terrorism, or terrorists, it may send such information to the law enforcing agencies having jurisdiction in the matter"

اب جناب چیئرمین! اس کی enquiry بھی کون کرے گا؟

"pending investigation in the case the State Bank may pass an order for freezing the accounts of such person, company or corporation"

اب سٹیٹ بنک کو کوئی preliminary information مل گئی اس پر کسی شخص یا کمپنی یا

Section (3) says: "The provisions of Censor Board of Revenue Act, 1924 are hereby substituted in the manner specified in the first schedule to this Act", Sir, and in that context on page 131

پورے کا پورا law' میں point out کر رہا ہوں .Article 70 کی violation کی کہ پورے کا پورا law substitute ہو گیا ہے۔ Under Article 73 میں صرف سفارشات پیش کر سکتا ہوں' میں صرف recommendations دے سکتا ہوں مگر یہاں پر ایک نیا law enact ہو رہا ہے۔ میں اس کو refer کر رہا ہوں .Section (3) and after that Section (37) اس Section (3) کے حوالے سے آ جائیے .on page 131 of it

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ سارا وہ لوگ already دیکھ چکے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے یہ discussion کی ہے۔یہ جو آپ point out کرنا چاہتے ہیں کمیٹی کو بتا دیں۔ کمیٹی کو لکھ کر بھیج دیں بجائے اس کے کہ House کا time waste ہو۔

Senator Kamran Murtaza: No, Sir. They are talking of amendment.

بس قوانین amend کر رہے ہیں' دو نئے law پورے کے پورے enact کر رہے ہیں اور جو اس سے پہلے موجود تھے ان کو ان سے repeal کر رہے ہیں۔ اس لئے میں اس کو point out کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین، نہیں۔ میرا یہ خیال تھا کہ کمیٹی اسی چیز کو دیکھ لے جو بھی اس معاملے سے منسلک بات ہے۔ آپ اس کو کمیٹی کو، جیسے یہ refer ہو رہا ہے House کو دیدیں۔ اسی کے ساتھ آپ کمیٹی کو لکھ کر بھیج دیں۔ اس سلسلے میں وسیم صاحب سے رابطہ کر لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

Sir, this is very important question raised by my colleague Mian Raza Rabbani and also Kamran Murtaza. Yesterday, sir, you were not

کارپوریشن کے accounts freeze ہو جائیں گے۔ State Bank freeze کرے گا' State Bank ہی اس کی enquiry کرے گا اور آگے جا کر sub section 7 کہتا ہے'

"Any person agrieved by such order may make a representation to the State Bank"

یعنی سٹیٹ بنک نے ہی enquiry کی' سٹیٹ بنک نے ہی اپنی finding دی اورپہلی جو right of appeal جا رہی ہے وہ سٹیٹ بنک کو ہی جا رہی ہے کہ آپ نے ہمارے خلاف یہ ایکشن کیا ہے۔ جناب! یہ amendment جو لائی جا رہی ہے یہ لاہور ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ آیا تھا اس کو circumvent کرنے کے لیے لائی جا رہی ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے اندر this matter was agitated اور اس کی جو citation ہے

Corporate Law decision 2004, Lahore. And this is in the matter of M.D. Tahir Advocate Versus the Director, State Bank of Pakistan, Lahore and three others Here the Lahore High Court has held that the State Bank is not only the National Policy maker of monetary policies of the state, but it was created as an independent agency to do this national job. In particular, this institution has no connection with law enforcement or revenue collection for the administration for which, by statute, other agncies exist. And then it goes on that direction of the State Bank of Pakistan requiring banks, financial institutions to supply to Central Board of Revenue informtion regarding transactions/returns in access of rupees ten thousand paid to account holders the depositors alongwith their names, addresses, income tax numbers and national identity card numbers-validity seeking of such information that privilege by normal banking practices in respect of by normal banking practices in respect of private account of ordinary depositors would be in the nature of a fishing

expedition. Then it further goes on to say, Mr. Chairman, that taking of private information without any allegation of wrong doing of ordinary people would affect their lives making them potentially vulnerable and insecure being an extra-ordinary invasion of fundamental right of privacy. Such directions in the nature of subordinate legislation was illegal on the ground that unreasonableness, discrimination being ultra vires of Articles 4 and 25 and then it further goes on to say sir, about the Banking Companies Ordinance in which they are trying to make this amendment and bring this law, its prime object, of Banking Companies Ordinance, 1962 was to provide general details and guidelines on how Banking Companies would have to operate and then it goes on and on So, Mr. Chairman, this is in violation of fundamental rights. It is in violation of the decision of the Superior Courts. I would like to place this list of 21 of 19 laws that I have said and this citation is on the record so that it could be sent down to the Committee and for the benefit of the Leader of the House and for the benefit of the Minister for Parliamentary Affairs.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Could I respond to this?

تاکہ مسئلہ ختم ہو جائے۔

Senator Kamran Murtaza: Please give me a minute.

اس میں شاید ایک چیز اس سے omit ہو گئی ہے - اس Finance Bill 2007 کا section (3) دیکھیئے اور اس کے بعد section(37) دیکھیئے جناب۔ دو schedule اس میں متعارف کروائے گئے ہیں۔

here when this question was raised by Dr. Khalid Ranjha in his speech and he also pointed out that this is a law and one or two matters which are being introduced through the Finance Bill of 2007, and we have examined it *prima facie*, I have seen it, Kamil Ali Agha has seen it, Bhinder Sahib has seen it. Already Mr. Ahmed Ali Senator has also been apprised of the situation. *Prima facie*, as a personal opinion, because I have not discussed it. *Prima facie*, this is an important piece of legislation which requires a detailed discussion and detailed discussion means discussion in both the Houses of Parliament which is the National Assembly and the Senate. P*rima facie*, I am of the opinion that this is not a Money Bill. Why do I say that? Because Money Bill deals with matters pertaining to taxes but this is a law which creates criminal offences, which creates criminal offences of Money Laundring and terrorism related activites and prescribes punishment and procedure for those offences and therefore, *prima facie*, it should be discussed as a proper piece of legislation which should then come before both the Houses of the Parliament and, therefore sir at least my opinion is, and several of my colleagues agree with this that we will be asking the Committee, we will be making recommendations to the Committee that this particular legislation, we should recommend to the National Assembly so that it should not form part of the Money Bill.

And it should be brought up if at all as a separate piece of legislation and we will discuss it because it has very far reaching implications for Pakistan and such legislation needs comprehensive

analysis and discussion. Similarly, the other, this is very important because it creates criminal offences but there are other pieces of legislation also which needs to be very closely analysed and looked at as to whether it could be in the national interest that they should be passed as a part of the Money Bill or brought up for proper and comprehensive discussions in the National Assembly and in the Senate. So, *prima facie*, I agree with this analysis as a personal opinion only and I would be recommending to the Committee that this should be looked at from this point of view.

Mr. Chairman: I think we should look at it very critically and keep in mind sensitivity that have been raised in this House from both sides.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to the honourable Leader of the House for his *prima facie* acceptance of the fact.

Mr. Chairman: He is a legal mind and he is very conscious.

Mian Raza Rabbani: And I would also request him that I have given a list of the other laws if he and his colleagues could kindly go through those because the defination that he has given of a Money Bill I subscribe to that in totality and those bills which I have pointed out do not fall within that category, so I think it would be, as Senator Kamran Murtaza very rightly pointed out that two new acts are being sought to be passed through this, and existing acts sought to be repealed so therefore, it would be in the interest of the supremacy of the Parliament and in the

interest of legislation in both the Houses if they would go through that list and see what can be done about. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. We will take it up and discuss.

Senator Wasim Sajjad: And whenever something like this comes up especially something with far reaching consequences, we look at it with an open mind and I think we proved that on many occasions that we do not look at it. Basically I feel that this is all done by the bureaucrats. They want an easy way out, they do not want a proper discussion in the Parliament. They feel in this way they can easily get through. In the Senate we look at in more responsible way and we will ensure that there is proper discussion and analysis so that each one of us is aware of what legislation is coming. We should not allow any legislation to bypass sir and then we are faced with this situation where we feel that something improper or wrong has been done. We are conscious of this, we look at everything with an open mind and I give my personal opinion. Obviously it is up to the Committee and the Senate to decide what to do.

جناب چیئرمین، کامران مرتضیٰ آئے گا کمیٹی میں۔

Mr. Ahmed Ali discussed it with me also and he told me after discussion with you I let you this matter has been taken up also at different level. Mr. Kamran.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ان کے جواب کے دو حصے ہیں۔ پہلا تو انہوں نے کہا کہ *prima facie* میں اس بات کو مانتا ہوں۔ اس بات کو accept کرتا ہوں دوسرا انہوں نے

کہا ہم recommend کریں گے to the National Assembly کہ اس میں ایسا نہ کیا جائے۔ یہاں بات recommendation کی نہیں ہے۔ یہاں بات violation کی ہے۔ Article 70 جو ہے وہ clear cut violate ہو رہا ہے۔ اگر ہم نے recommend ہی کرنا تو they may accept our recommendation or may not accept sir. تو پھر بہت غلط ہو جائے گا۔ یہاں پر violate ہو رہا ہے۔ Article 70 of the Constitution ہمارا ایک right جو ہے وہ لیا جا رہا ہے، infringe ہو رہا ہے، تو اس لئے request یہ ہے کہ recommendations کی بات نہیں ہے recommend نہ کریں بلکہ یہ point out کریں اور اس بات کو روک لیں۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں point out سے آگے جائیں۔ recommend کرنا point out سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور آپ جیسے discuss کر رہے ہیں recommendations ہی کر رہے ہیں تو procedure کے حساب سے ہی وہ ہو گا۔

Senator Wasim Sajjad: Obviously if we recommend we will also recommend to our colleagues and Ministers. We will also recommend to the Government but beyond that what can we do, we are not like someone where can be lodged FIR

کہ جی یہ violation ہو گی۔یعنی کس قسم کی ہو گی؟

Mr. Chairman: What is being said please follow that also.

Senator Wasim Sajjad: We know that what we can do and if we feel stronlgy about the things we will do everything....

آپ کو یاد ہو گا کہ جی Law Reforms Bill آیا تھا ہم نے سمجھا اس میں کوئی حکم ہے۔

We did not pass it we sent it back to the Mediation Committee because we feel we are responsible to the House, to the people, to the Country that whenever something serious legislative measure comes up and we should analysis it discuss it and then pass it and not pass it in the

allusion and what we can do. We are not going to the...

یعنی یہ ٹھیک کہ violation ہوئی تو پھر کیا کریں۔ پھر یہ بتائیں ناں کہ کیا کریں۔

Mr. Chairman: He wants an active follow-up which you committed, which is committed.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ہم چیز کو recommend کرتے ہیں جو ہمارا right ہو یا آئین ہمیں اس کی اجازت دیتا ہو۔ جب سینیٹ کو آئین کے اندر یہ اختیار ہے تو آپ recommend کیوں کرتے ہیں، آپ اپنا حق مانگیں۔ ہم باقاعدہ demand کریں گے۔

جناب چیئرمین: آئین کے مطابق جو کچھ آپ کر سکتے ہیں وہ یہ commit کر رہے ہیں کہ وہ کریں گے اور وہ انہوں نے commit کر دیا ہے۔ جی سینیٹر رزینہ عالم خان صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر کے بارے میں، میں دو points کا جواب دینا چاہتی ہوں جو ہمارے دوسری جانب بیٹھے ہوئے honourable Senators نے کچھ کہے ہیں۔ خواتین کی بہبود کے بارے میں جو حکومتی اقدامات ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ جناب والا! جو یہ کہا گیا ہے کہ Women Development کا fund اتنا قلیل ہے کہ یہ کوئی اہمیت ہے جو خواتین کو اس حکومت نے دی ہے۔ یہ تھوڑی سی misleading بات ہے کیونکہ جو 520 billion کے منصوبے ہیں کیا اس میں خواتین کو علیحدہ کر دیا گیا ہے؟ کیا تعلیم میں خواتین پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی ہے؟ کیونکہ صرف بچیاں ہیں جن کو incentive دیا گیا۔ صحت میں خواتین کو incentive زیادہ دیا گیا ہے۔ ان کو زیادہ مواقع فراہم کیے گئے ہیں اور اسی طرح جو صوبوں میں خواتین کی جو وزارتیں ہیں یا departments ہیں ان کا جو کام ہے خواتین کی بہبود کے لیے وہ کیا گیا ہے اور میں ایک خاتون کی حیثیت سے اور ہماری سب بہنیں اس سے متفق ہوں گی کہ جتنا اس حکومت نے حقیقتاً خواتین کی بہتری اور فلاح و بہبود اور ان کے empowerment کے لیے کام کیا ہے، اس سے پہلے تاریخ میں کبھی بھی نہیں ہوا۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے اور ہم شکرگزار ہیں ان لوگوں کے، صدر صاحب کے اور جو باقی حکومتی ارکان ہیں جنہوں نے ہم خواتین کے لیے

اتنی راہیں ہموار کی ہیں۔

دوسری بات جناب والا! teachers کے لیے کہا گیا ہے کہ teachers کے لیے کچھ نہیں ہوا، ان کے جو scale ہیں وہ نہیں بڑھائے گئے تو یہ میں بتا دوں جناب والا! کہ یہی حکومت ہے جہاں "سلام ٹیچر ڈے" پر teachers کے لیے extra income announce کی گئی۔ اس کے علاوہ ابھی جب teachers نے ہڑتال کی تھی تو جو وزیر تعلیم یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ جا کر ان سے ملے، ان کی ساری بات سنی۔ چوہدری شجاعت صاحب ان کے پاس خود تشریف لے گئے اور ان تمام ٹیچرز کو وزیراعظم صاحب کے پاس لے کر گئے اور ان کے وہ مطالبات جو مانے جا سکتے تھے وہ فوری طور پر مانے اور باقی مطالبات کے لیے ایک کمیٹی بنا دی گئی کہ وہ ان کو دیکھیں اور ان کی recommendations دیں۔ ان دونوں کے لیے جناب والا! ٹیچرز اور خواتین کے لیے اس حکومت نے بہت کچھ کیا ہے اور اس لیے میں نے کہا کہ میں تھوڑا سا record کی درستگی کے لیے کہہ دوں۔

جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے جناب والا! وہ باتیں نہیں دہراؤں گی جو پہلے کہی جا چکی ہیں لیکن یہ ضرور کہوں گی کہ یہ ایک عوام دوست اور فلاحی بجٹ ہے۔ یہ وہ بجٹ ہے جس میں عوام کی بہبود کے لیے 5000 یوٹیلیٹی سٹورز کھولے جائیں گے اور وہاں جو اشیائے ضروریہ ہیں ان کی قیمتوں میں خاصی کمی کی گئی ہے جیسا کہ آپ نے بھی دیکھا ہوگا اور میں نے بھی ٹی وی دیکھا کہ کس طرح عوام وہ خوشی خوشی وہاں جا رہے ہیں اور خریداری کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مزدوروں کی تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے وہ ہے -/Rs.4600 جو کہ پہلے -/Rs.2500 ہوا کرتی تھی پھر -/Rs.3000 ہوئی اور پھر -/Rs.4000 ہوئی اور اب Rs. 4600/- ہوگئی جو اسی حکومت کے دوران ہوا ہے جناب والا۔ اب ان کے لیے apartments بن رہے ہیں اور اس کے علاوہ ان کو چھوٹے چھوٹے plots دینے کی منصوبہ بندی ہوئی ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود اگر یہ کہنا کہ اس میں عوام کے لیے کچھ نہیں ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ مبالغہ ہے۔ حقیقتاً ہم جتنا بھی شکرگزار ہوں ان حکومتی ارکان کے، جن میں جو vision ہے وہ ہمارے صدر جناب پرویز مشرف صاحب کا ہے اور اس کے علاوہ وزیراعظم صاحب نے جس طرح اس قوم کی معیشت کو، اس ملک کی معیشت کو مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ جناب چوہدری

شجاعت صاحب جن کا اس بجٹ میں کافی input ہے پارٹی لیڈر کی حیثیت سے اور Finance Division کے تمام عہدیدار اور وزیر صاحب حقیقت میں وہ سب قابل تحسین ہیں اور میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب والا! میں یوٹیلیٹی سٹورز کے بارے میں کچھ تجاویز دینا چاہتی ہوں کیونکہ جو مہنگائی ہے اس پر تو کسی کو شک نہیں ہے کہ وہ بڑھی ہیں۔ خاص طور پر جو اشیائے ضروریہ یا خورد و نوش کی اشیاء ہیں ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کو کم کرنے کے لیے جو یوٹیلیٹی سٹورز بنے ہیں ان میں میری ایک تجویز تو یہ ہے کہ وہ ضلعی سطح کے علاوہ تحصیل یونین کونسل اور گاؤں کی سطح پر بھی قائم کیے جائیں۔ ابھی تو پانچ ہزار ہیں پھر اس کی تعداد انشاء اللہ اور بھی بڑھے گی۔ بے شک وہ بہت بڑے نہ ہوں لیکن چھوٹے چھوٹے ہوں تاکہ اس کی افادیت پورے ملک کے کونے کونے میں پہنچے۔ اس کے علاوہ جو وہاں پر سامان رکھا گیا ہے جن کی قیمتیں باقاعدہ کم کی گئی ہیں، دالیں، چاول، گھی چینی اور چائے کی پتی اور ادویات بھی جس کی قیمت پچیس فیصد کم رکھی گئی ہے۔ ان کی دستیابی یقینی بنائی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں پر وہ اشیاء نہ ملیں اور دکانداروں کو اجازت نہ ہو کہ وہ ان یوٹیلیٹی سٹورز پر جا کر اکٹھا سامان خرید لیں۔

تیسری چیز یہ ہے کہ جو اشیاء وہاں پر رکھی گئی ہیں وہ sub-standard نہ ہوں بلکہ ان کی کوالٹی اچھی ہو تاکہ کبھی بھی یہ شکایت نہ آئے کہ وہاں کی چیزیں ہم اس لیے نہیں لے پاتے کہ وہ غیر معیاری چیزیں ہیں۔ چوتھی یہ ہے کہ کوئی monitoring cell قائم ہو، جو کہ مرکزی، صوبائی، ضلعی سطح پر جا کر ان یوٹیلیٹی سٹورز پر ان کو دیکھے اور جو بھی عوام کی شکایات ہیں وہ دیکھیں کہ واقعی وہاں پر صحیح کام ہو رہا ہے یا نہیں۔ عوام کے رابطے کے لیے بھی میں یہ suggest کروں گی کہ کوئی جگہ ایسی ہو، چاہے وہ internet کے ذریعے کہ عوام کی feed back لی جا سکے کہ یوٹیلیٹی سٹورز میں اور مزید کیا چاہتے ہیں۔

جناب والا! دفاع کے بارے میں ہماری جو recommendations گئی ہیں اس میں ایک recommendation ہے جو ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں نے دی ہے کہ دفاعی بجٹ کو پانچ سال کے لیے freeze کر دیا جائے۔ جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کی suggestionsیا recommendations دینا حب الوطنی کے منافی ہے کیونکہ ہمارا ملک، اس کی

بقا اس کی سلامتی سب باتوں سے زیادہ افضل ہے۔ ملکی سلامتی میں جو ہمیں خطرات سامنے ہیں تو وہ اسی طرح موجود ہیں۔ اس معاملے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ last year کا بجٹ 252 billion تھا۔ اب وہ 275 ہوگیا ہے صرف 23 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے جو کہ دفاعی ماہرین کہتے ہیں کہ اگر ہم inflation کی شرح لیں تو وہ کم ہے۔ اس وجہ سے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ زیادہ ہے وہ غلط ہے۔ ہمیں دفاعی طور پر ہر حالت کے لیے تیار رہنا ہے۔ میں قائد اعظم کی ایک چھوٹی سی quotation پڑھنا چاہوں گی۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ

"اس مشینی دور میں جب کہ انسان کی گمراہ ذہانت ہر روز تباہی اور بربادی کے نئے نئے انجن ایجاد کرتی ہے آپ کو زمانے کے مطابق چلنا پڑے گا اور اپنے علم سازو سامان اور اسلحے کو جدید تقاضوں کے مطابق بنانا پڑے گا۔ اس لیے نہیں کہ ہم اپنے کسی پڑوسی کے خلاف برے عزائم رکھتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ہماری سلامتی کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ ہم کمزور نہ رہیں اور کوئی ہم پر اچانک حملہ نہ کرسکے۔"

جناب والا! دفاع کے لیے جو کچھ بھی کہا گیا ہے میں سمجھتی ہوں اس کے لیے جو حکومت نے اقدام اٹھائے ہیں وہ کم ہیں اور ان کی ضروریات پوری کرنی بہت ضروری ہیں اور ہماری مسلح افواج کو جدید اسلحے اور تربیت سے لیس کرنا، اگر بجٹ میں اضافہ ہوا ہے تو اس پر کسی قسم کی تنقید نہیں کرنی چاہیے۔

اب میں تین پوائنٹس آپ کی خدمت میں نہایت اختصار سے، ان وزارتوں کے بجٹ کے بارے میں کہوں گی جو وزارتیں اس کمیٹی میں ہیں جس کی میں چیئرپرسن ہوں۔ سب سے پہلے میں تعلیم کی بات کروں گی۔ جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت تعلیم کے فروغ میں نہایت serious ہے۔ پہلی دفعہ یہ ہوا ہے کہ 211 بلین بجٹ جو سال ابھی گزر رہا ہے، رواں سال میں تعلیم پر خرچ کیا گیا، جس میں صوبوں کے بجٹ کو بھی شامل کیا جائے۔ حکومت نے اس دفعہ بھی اعادہ کیا ہے کہ جی ڈی پی کا چار فیصد تعلیم پر خرچ ہو گا۔

لیکن جو amount allocate ہو جاتی ہے اس کے خرچ کرنے میں کچھ bottle-necks ہیں اور اسی وجہ سے وزارت تعلیم میں ایسا ہوا ہے کہ کچھ فنڈز utilize نہیں ہو

سکے جس کے لیے میں وزارت تعلیم اور فنانس ڈویژن والوں کی ایک کمیٹی کی meeting اسی ماہ میں بلاؤں گی اور جس میں بیٹھ کر ہم ان مشکلات کا یا ان problems کو solve کرنے کی کوشش کریں گے کہ جس کی وجہ سے کہ full utilization of resources نہیں ہو سکی لیکن میں یہ کہوں گی کہ یہ کہنا کہ حکومت تعلیم کے لیے بالکل بےحس ہے تو ایسی کوئی بات نہیں تعلیم کی اہمیت جتنی اس حکومت کے دوران ہوئی ہے اور جس طرح اس حکومت کے دوران تعلیم اور خصوصاً HEC ہائر ایجوکیشن جو ہے اس کی ترقی ہوئی ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی - ہائر ایجوکیشن کمیشن کے بارے میں یہ کہوں گی کہ یہ تاثر ہے کہ اس کو زیادہ رقم ملتی ہے اور نیشنل اسمبلی میں بھی یہی بات کی گئی ہے تو وہ اس لیے محسوس ہوتا ہے کیونکہ ہائر ایجوکیشن کمیشن جو ہے وہ پورے ملک کو چیک کرتا ہے ان یونیورسٹیوں کو اور جو ہائر ایجوکیشن کا ریسرچ کیا جو نئی یونیورسٹی جو ابھی ہماری بننی ہیں جس میں جو انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کی ہوں گی تو اس کے لیے ظاہر ہے اس کے اخراجات بھی اسی طریقے سے ہوں گے - میں آپ کے وساطت سے فنانس ڈویژن کو ایک recommendation یا تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ جو ان کا development کا بجٹ ہے ٹھیک ہے اس میں جو کچھ کم کرکے انہوں نے 19.6 بلین کر دیا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن اس پر وہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کو کوئی اعتراض نہیں لیکن جو recurring budget ہے جو پچھلے سال گزر رہا ہے اس میں بھی یہ ہوا تھا کہ اس میں ایک substantial decrease کر دی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے کہا کہ یا تو ہم یونیورسٹی کی فیس بڑھائیں تو جس پر ہماری کمیٹی نے متفقہ طور پر کہا کہ نہیں، تعلیم ہر ایک کا حق ہے تو اس کی فیس یونیورسٹی میں بالکل نہ بڑھائی جائے - تو اب recurring budget میں پھر بہت زیادہ کمی کر دی گئی ہے تو میرا آپ کی وساطت سے یہ کہنا ہے کہ HEC کا جو recurring budget ہے اس کو بھی 19.6 billion جیسا کہ انہوں نے development budget کیا ہے اس کا اتنا ہی کر دیا جائے - تو ٹھیک ہوگا - اس کے علاوہ جناب والا! سائنس ٹیکنالوجی کی وزارت جو ہے جو کہ میری کمیٹی کی ہے آپ اور پورا ایوان یہ جانتا ہے کہ سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کیے بغیر ہم جو تقاضے ہیں اور جو نئے چیلنج ہیں اس کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے ہیں اور سائنس و ٹیکنالوجی میں ہمیں جو ترقی ہے وہ بہت ضروری ہے - سائنس و ٹیکنالوجی کا ایک مسئلہ

ہے جو کہ منسٹری فنانس ڈویژن کے حل کرنا سے ہوگا اور جناب والا! یہ ہے کہ وہاں 33% ٹیکنکل پوسٹ جو ہیں وہ خالی ہیں اور اس وجہ سے vacant ہیں کہ جو pay scale ہم سائینٹسٹ کو offer کرتے ہیں وہ منسٹری offer کرتی ہے اس پر کوئی سائینٹسٹ آنے پر تیار نہیں ہے تو جس طرح سے HEC میں Tenure Track System جو performance based ہے اس کی فنانس ڈویژن والوں نے اجازت دی ہے تو وہ منسٹری آف سائنس و ٹیکنالوجی کو بھی دی جائے تاکہ وہ بھی اپنے سائینٹسٹ کو اس سکیل پر رکھ سکیں۔

دوسری چیز جناب والا! سائنس و ٹیکنالوجی کے لیے میری ایک تجویز یہ ہے کہ Centre of Excellence قائم ہو اور جس کا فنڈ علیحدہ ہو اور وہاں پر سائینٹسٹ کی ریسرچ اور ان کی تحقیق کا کام جو ہے وہ کریں اور وہاں سے سائینٹسٹ جو ہیں وہ ہمارے ملک میں کام کریں۔ جناب والا! ہمارے ہاں talent بہت ہے ہمارے جو پاکستانی ہیں وہ بڑے سے بڑے کسی سائینٹسٹ کی طرح ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ان کو صحیح مواقع فراہم کریں اور resources دیں۔ اس کے علاوہ جناب والا! ایک National Innovation Fund ہے جس کے لیے منسٹری آف سائنس و ٹیکنالوجی نے پورا PC-1 تیار کیا ہوا ہے تو آپ کی وساطت سے میری گزارش فنانس منسٹری سے ہے کہ وہ بھی ان کی funding میں تعاون کریں اور ایک re- vamping or restructuring plan تیار ہوا ہے جو کہ منسٹری آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں اگست میں اس کی فروخت کے لیے تیار ہوا ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے اس کے لیے بھی فنانس ڈویژن سے کہتی ہے کہ اس کی جب منظوری ہو جائے گی تو پھر اسکے لیے بھی وہ ان کا تعاون اور ان کو جو بجٹ دیا ہے۔ اس پر ضرور غور کریں۔ ایک بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں resources ہیں لیکن جس طریقے سے خرچ کیے جاتے ہیں--- اس میں موجودہ حکومت نے جو غریب طبقے اور کم آمدنی والے طبقے کو جو مراعات دی ہیں' اگر ذاتی یا حکومتی سطح پر ایک austerity drive شروع ہو اور بیجا اخراجات نہ کیے جائیں تو وہ رقم بھی ان کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوسکتی ہے۔ تو ہمیں اپنی سوچ میں ایک یہ تبدیلی بھی کرنی ہے۔ جناب والا! آخر میں اتنا کہوں گی کہ حکومت نے بجٹ جن resources سے اور جس بہترین طریقے سے تیار کیا' یہ واقعی قابل تحسین ہے لیکن اب ہم تمام پارلیمنٹیرین کا فرض ہے کیونکہ جناب والا! یہ کسی ایک پارٹی

کا بجٹ نہیں ہے' یہ پوری قوم کا بجٹ ہے تو ہمارے اپوزیشن اور Treasury benches اور تمام parliamentarians اور عوام کا فرض ہے کہ وہ اس بجٹ کی جو افادیت ہے وہ عوام تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں اور جس طرح ہو سکے وہ ان چیزوں کو کامیاب بنائیں' ان projects کو کامیاب بنائیں جو کہ اس بجٹ میں دیے گئے ہیں۔

Mr. Chairman: Malik Sahib, I have your name next.

اس کے بعد ایس ایم ظفر صاحب ہیں' ان کی ٹلاٹ ہے۔ انہوں نے شاید جانا ہے' ظفر صاحب' آپ کے پاس وقت ہے؛ ڈاکٹر عبدالمالک۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، شکریہ جناب۔ جناب چیئرمین! میں ذاتی طور پر کبھی بھی اس خوش فہمی میں نہیں رہا ہوں کہ کوئی ڈکٹیٹر عوام دوست بجٹ دے گا۔ نہ ہی اس بات کا قائل ہوں کہ ایک ڈکٹیٹر عوام دوست ہو سکتا ہے۔ میں طاقت کا سرچشمہ عوام کو سمجھتا ہوں اور ڈکٹیٹر ہمیشہ طاقت کا سرچشمہ بندوق کو سمجھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ساٹھ سالوں میں یہاں پر اسٹیبلشمنٹ نے ایک مخصوص طبقے کی آبیاری کی ہے جس کو ہم elite class کہتے ہیں۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین میر جان محمد خان جمالی نے کرسی صدارت سنبھالی)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، شکریہ اس بات کا کہ آپ مجھے زیادہ وقت دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، وقت کا خیال کریں کیونکہ بعد میں پھر time short ہو جائے گا۔ بسم اللہ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ان ساٹھ سالوں میں اسٹیبلشمنٹ نے صرف اور صرف ایک طبقے کی آبیاری کی ہے اور وہ ہے .elites جس کا ایک بھائی فوج میں جنرل ہے' دوسرا بھائی بائیس گریڈ کا آفیسر ہے' تیسرا بھائی industrialist ہے اور چوتھا بھائی اس ملک کا سب سے بڑا زمیندار اور یہ طبقہ گزشتہ ساٹھ سالوں سے اس ملک کی ستر سے اسی فیصد دولت کا مالک ہے اور بدقسمتی سے جو میں یہاں پر سنتا ہوں' ہمارے نوجوان وزیرمملکت صاحب نے اپنی speech میں کہا کہ ہم نے نکری' جمہوری اور اس قسم کی اصطلاحات استعمال کیں۔ میں political science کا ایک ادنیٰ سا طالبعلم ہوں' میں نے سوچا کہ یہاں پرجمہوریت

کہاں ہے؟ کیا آپ سقراط ہیں؟ کیا آپ بقراط ہیں؟ آپ ارسطو ہیں جو آپ نے ایک نیا نظریہ دیا؟ جنرل مشرف نے گدھے اور گھوڑے سے ایک چیز تخلیق کی: وہ نہ گدھا ہے' نہ گھوڑا ہے۔ نہ یہ جمہوریت ہے' نہ آمریت ہے۔ یہ تو ایک خچر ہے۔ ایک خچر بنایا ہے اور کچھ مخصوص لوگوں کو کہا ہے کہ تم کہو کہ یہ عوام کا ہے۔ بھئی یہاں پر عوام کہاں ہیں؟ یہاں تو elites ہیں۔ یہاں چور ہیں جو ساٹھ سال سے اس عوام کو لوٹ رہے ہیں۔ یہ دوسرا بجٹ ہے' میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اس بجٹ میں ایک اچھی خاصی رقم دو سو ستر ارب روپیہ ڈیفنس کے لیے ہے اور یہ شکر ہے کہ پہلے تو ہم قوم پرستوں کو کہتے تھے کہ تم غدار ہو۔یہ وفاقی بجٹ پر تم لوگ زیادہ بکواس کرتے ہو لیکن------

جناب ڈپٹی چیئرمین، بکواس کا لفظ استعمال نہ کریں۔ آپ اس طرح کہیں کہ زیادہ غیرضروری باتیں کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، ٹھیک ہے آپ کو اختیار ہے۔ ابھی انہوں نے یہ بھی کہا جن لوگوں نے یہ proposal بھیجا کہ Defence کے بجٹ کو کم کریں وہ غدار ہیں۔ خوشی اس بات کی ہے کہ اس میں MMA بھی آ رہا ہے اور ARD بھی آ رہا ہے۔ یہ جو 275 ارب روپیہ ہے' میں اس ملک کے 44% رقبے کو contribute کر رہا ہوں۔ آج یہاں جو strategical importance ہے وہ بلوچستان کی ہے' آج جو آپ کو international strategical help مل رہی ہے وہ بلوچستان کی برکت سے ہے۔ بلوچستان میں اس بجٹ سے ایک percent بھی trickle down نہیں ہوتا ہے' اس لیے نہیں ہوتا ہے کہ میں Martial Race نہیں ہوں' میرا فوج میں داخلہ ممنوع ہے۔Martial Race کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ بوقت ضرورت ہتھیار ڈال دے اور بقول فیض

نہ اِس عشق پر' نہ اُس عشق پر نادم ہیں
مگر دل ہر بار اس دل میں ہے۔بجز داغ ندامت

جناب چیئرمین! مجھے وردی کی پابندی ہے' میں فوج میں نہیں جا سکتا ہوں۔ یہاں پر جو ایک huge current account کا بجٹ ہے جس میں 1353 ارب کے نام کے قرضہ جات بھی

ہیں۔ بقول رضا صاحب کے 35 ہزار ملازمین ہیں' اس میں میں اپنے آپ کو ڈھونڈ رہا ہوں' مجھے کہیں پر اپنی خودی نظر نہیں آ رہی۔ چیئرمین صاحب ! آپ مجھے اس طرح نہ دیکھیں۔ یہ تمام expenditures ہیں' یہ مجھ تک نہیں پہنچ پا رہے ہیں۔ باقی تھوڑا بہت بجٹ 520 ارب development کا ہے۔ میں نے اسی floor پر کہا ہے کہ میں اس دن خوش ہوں گا کہ اگر کوئی کہے کہ بلوچستان کے تمام development کے indicators بڑھے ہیں' میں جو کچھ کروں گا میں اس کو withdraw کروں کیونکہ میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں اکیسویں صدی میں ان انسانی سہولتوں کو enjoy کروں جو کہ دوسرے انسان کر رہے ہیں۔ مجھے بجلی ملے لیکن روشن پاکستان میں بلوچستان کے 80 فیصد لوگ بجلی سے محروم ہیں' 75 فیصد لوگوں کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے' education کا تو حال یہ ہے اور منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہماری یونیورسٹیوں پر بھی بریگیڈیئروں کو بٹھایا ہے' ہمیں پنجاب کا کوئی intellectual دے دو ہم کبھی اعتراض نہیں کریں گے' ہمیں پڑھے لکھے لوگ دے دو۔ بلوچستان کی تین یونیورسٹیاں ہیں تینوں پر بریگیڈیئروں کو بٹھا دیا ہے۔ ہمیں ان سے خوف آتا ہے۔ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ اس بجٹ میں Cadet Colleges رکھے گئے ہیں لیکن ان کی جو allocation ہے وہ meagre ہے' بنگلور کیڈٹ کالج کا تین دفعہ افتتاح ہوا ہے' ایک دفعہ جنرل مشرف صاحب نے کیا' دو دفعہ جام صاحب نے کیا ہے' ابھی تک اس کی utilization zero ہے اور یہاں بجٹ میں اتنی utilization دکھائی گئی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ جو financial utilization ہے اور جو زمینی حقائق ہیں اس کو دیکھیں۔

جناب چیئرمین! دنیا میں جو سب سے بڑی لڑائی ہے وہ wealth کی ہے' دولت کی تقسیم پر ہے' چاؤ ریکارڈو سے لے کر مارکس تک جتنے فیصد لیڈرز آئے ہیں وہ سب دولت کی تقسیم پر ہے۔ جب تک وفاق دولت کی تقسیم میں ہمارے ساتھ انصاف نہیں رکھے گا' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں غلامانہ زندگی دی جا رہی ہے۔ جب تک وہ NFC Award کو برابری کے بنیادوں پر تقسیم نہیں کریں گے۔ اور جو gas ہماری ہے۔ یہ details ہیں' میں نے پہلے بھی یہاں پیش کی ہیں' بلوچستان 54 سے gas دے رہا ہے' اس کی utilization 1% ہے اور وہ gas within couple of years ختم ہو رہی ہے۔ جناب! آپ جب تک دولت کی تقسیم کو منصفانہ نہیں بنائیں گے'

آپ یہاں پر قومی برابری نہیں دیں گے، آپ کا یہاں جو رویہ ہے، وہ جمہوری نہیں ہو گا، ہم اپنی جدو جہد جاری رکھیں گے۔ جناب چیئرمین! انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بلوچستان میں آج بھی نواب اکبر خان کی شہادت کے بعد فوجی operation جاری ہے، آج بھی ہمارے ہزاروں لوگ دربدر کی زندگی گزار رہے ہیں، وہاں پر آج بھی bombs گرائے جا رہے ہیں، کب تک آپ کا رویہ یہ ہو گا۔ آپ اختر مینگل کو اس لیے گرفتار کرتے ہیں کہ اس کے اہلکاروں نے agencies کے دو آدمیوں کو اغوا کیا، آپ کو یہاں پر روزانہ اٹھایا جا رہا ہے، آپ وہاں پر کیوں چھپتے ہیں کیونکہ آپ ان کے خود ساتھی ہیں، ان سے خود کروا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! تمام گوادر کی بلکہ بلوچستان کی ساحلی پٹی جو کہتے ہیں کہ ساڑھے سات سو کلو میٹر ہے، وہ گیارہ سو کلو میٹر ہے، اس کو ہم سے چھین لیا گیا ہے، میں کہتا ہوں کہ زبردستی چھینا ہے۔ آج 5 لاکھ 80 ہزار acre سون میانی کو آپ نے ایک روپیہ پر بیچا ہے، جہاں پر اس ملک میں ایک انڈے کی قیمت چار روپے ہے، کیا ہماری قیمت یہی ہے؟ انڈا چار روپے کا بکتا ہے اور بلوچستان کی سرزمین ایک روپیہ پر بکتی ہے اور ہمیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ انصاف نہیں کرتے۔ آپ کیا انصاف کر رہے ہیں! کیا آپ مجھے اسلام آباد دے دو گے؟ میں چندا کر کے ایک ایک روپے پر لے لوں گا، اس کا ایک acre مجھے دے دو، لاہور مجھے دے دو۔ آپ ہماری تمام ساحلی پٹی کی 2000 سال کی تاریخ کو مسخ کر رہے ہیں، آپ ہماری سرزمین کو ہم سے چھین رہے ہیں، آپ ہمیں Nomads بنا رہے ہیں، آپ ہمیں Red Indians بنا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ خدارا! Establishment اس کے عوام پر رحم کرے، یہاں عوام کی بالادستی کو چھوڑیں، اس ملک کی ایک true federation بنا دیں، جہاں عوام کی بالادستی ہو، یہاں قوموں کو برابری کے حقوق ملیں ورنہ ہم اس وقت تک آپ کا ظلم، جبر اور بدمعاشیوں کو برداشت کریں گے جب تک ہم میں طاقت نہیں ہے۔ ہم جس دن اپنے عوام کو منظم کرنے میں کامیاب ہوئے تو پھر وہی ہو گا جو دنیا میں ہوا ہے، وہی ہو گا جو تاریخ میں ہوا کرتا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ gas (PPL) کو privatize کر رہے ہیں، gas کے more than 90% assets ہیں، وہ بلوچستان کے پیسوں سے بنے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ PPL کو لینے کا حق بلوچستان کا ہے۔ بلوچستان کو پہلے

یہ حق دے دیں کہ اس کے shares خریدیں ورنہ پیسے بھی ہمارے ہیں، آپ کسی سرمایہ دار یا multinational کے ہاتھوں بیچ دو گے اور کل کہو گے کہ یہ بلوچستان کنگال ہے، اس میں کیا ہے۔ جو تھوڑا بہت gas تھا، وہ بھی آپ نہیں دیتے کہ gas پر تو آپ نے عیاشی کی۔ اتنے سالوں میں 54 سے ہم آپ کو سستی energy دے رہے ہیں، fertilizer دے رہے ہیں، آپ ہر چیز میں subsidize کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور میں آپ کے توسط سے کہتا ہوں کہ PPL پر پہلا حق بلوچستان گورنمنٹ کا ہے۔ بلوچستان گورنمنٹ کا حق بنتا ہے کہ وہ PPL کو لے لے۔ اس کے علاوہ بلوچستان میں GST کا جو مسئلہ ہے۔ پندرہ ارب روپے سال کا ہے ہمارے ساتھ بیٹھ کر ہماری GST طے کریں۔ آپ ہر سال ہمارے پندرہ ارب روپے پر ڈاکہ مار رہے ہیں۔ کہتے ہیں جی کہ ہم آپ کو grant دے رہے ہیں۔ ہمیں کیوں grant دیتے ہو۔ آپ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ کر حساب کتاب کرو۔ ہمارے لئے تمہاری kitty میں کچھ بھی نہیں ہے، ہمیں کچھ بھی نہ دو چھوڑو ہم بھوکے مر جائیں گے۔ ویسے بھی ہم لوگ یہاں کون سی عیاشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ ہمارے سات سے نو ارب روپے کا حساب کرو۔ ہمارے پیسے دے دیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت بلوچستان میں ڈیڑھ کروڑ ایکڑ زمین پڑی ہوئی ہے۔ دس لاکھ کیوسک فٹ پانی ضائع ہو رہا ہے۔ آپ ٹوکن بنا رہے ہیں۔ ہنگول کے لئے پچھلے سال بھی دس ملین اور اس سال بھی دس ملین۔ ہنگول بلوچستان کا سب سے بڑا دریا ہے۔ آپ اس کے لئے دس ملین ٹوکن رکھتے ہیں۔ تمام ڈیموں کے پیسوں کو ملا کر دیکھ لیں، جیسا کہ ہمارے ساتھی نے کہا کہ آپ ایک ملین، دو ملین، واقعی بلوچستان والوں کو بہت کچھ دیا لیکن جب اس کو calculate کرو گے تو وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں آپ کو NFC میں از سر نو تبدیلی کرنی ہو گی۔ یہ NFC جو کیا ہے ہم اس کو نہیں مانتے ہیں۔ یہ کوئی NFC نہیں ہے کہ آپ جا کر کہیں کہ جنرل صاحب! آپ کی مہربانی ہے، آپ جو کچھ کرتے ہیں۔ بھائی جنرل ہو گا آپ کا، ہمارا تو نہیں ہے۔ ہم اس کو صدر نہیں مانتے ہیں، ہم کہتے ہیں اس نے ہمارے عوام کے اقتدار اعلیٰ پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ اس ملک کے اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ عوام ہیں۔ آپ کون ہوتے ہیں جو اس کو کہتے ہیں کہ آپ دولت کی تقسیم کریں۔ میں نے NFC میں بلوچستان کو fight کیا ہے مجھے پتا ہے

کہ وہاں کیا ہیرا پھیری ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے یہ ضرور کہوں گا کہ اگر یہاں کے حکمرانوں نے یہاں کی مظلوم قوموں کا، یہاں کے محکوم طبقات کا خیال نہ رکھا تو میں پھر یہ کہوں گا کہ

بدلنا ہے تو رندوں سے کہو اپنا چلن بدلیں

جب تک اس ملک میں Establishment کا چلن نہیں بدلے گا یہ ملک ٹھیک نہیں ہوگا۔ یہاں کچھ دوست ہوں گے جو اٹھ کر اس کی تعریفیں کریں گے کہ یہ بجٹ بہت اچھا ہے ہم نے اس میں یہ کیا وہ کیا۔ آپ poverty کی بات کر رہے ہیں poverty alleviation میں کہتا ہوں یہ غلط کہتے ہیں میں یہاں بیٹھا ہوا اس چیز کے لئے تیار ہوں، میں جاہل آدمی ہوں کہ بلوچستان میں 23% نہیں ہے۔ تمام رپورٹیں کہہ رہی ہیں کہ more than 50% poverty ہے بلوچستان میں۔ inflation کا یہ حال ہے کہ آپ نے غریب کو اور امیر کو ایک کردیا ہے۔ امیر اور غریب کا taxation آپ نے برابر کیا ہے۔ غریب کی 70% آمدنی وہ فوڈ میں چلی جاتی ہے آپ نے اس کو food stamp پر 10% inflation دیا اور ہمارے وزیر صاحب کہہ رہے ہیں بڑا زبردست بجٹ ہے۔ واقعی بڑا زبردست بجٹ ہوگا elites کے لئے ہوگا، یہاں کے عوام کے لئے نہیں ہوگا۔ آخر میں، میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ خدا را! بلوچستان میں فوجی اپریشن بند کرو، وہاں کے سیاسی کارکنوں کو رہا کرو، جو لوگ اغواء کیے گئے ہیں ان کو بازیاب کرو اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر چاہے دولت کی تقسیم ہو، چاہے برابری کے حقوق ہوں ان پر بات کریں تب جا کر یہ ایک صحیح معنوں میں وفاق بن سکتا ہے otherwise جتنی بھی آپ زورآوری کریں گے، آپ اس وقت زورآور ہیں جب تک آپ میں زور ہے، میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ جنرل مشرف صاحب اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں، اس stage پر پہنچ گئے ہیں کہ اس کو شیکسپیئر کی میڈی the Julius Caesar دیکھنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Julius Caesar کامیڈی نہیں tragedy ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، Sorry tradegy ہے وہ دیکھنی چاہیے کہ جب وہ آخری خطاب کے لئے گئے تھے تو ہر شخص کے ہاتھ میں ایک چھری تھی ۔ میں ان کو نصیحت کرتا ہوں

آپ کے توسط سے، کم از کم اگر آپ نہیں دے سکتے تو میرے پاس پڑا ہوا ہے میں آپ کو دلوا دوں گا۔ بہت شکریہ، مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر مالک صاحب! تین چیزیں ہیں۔ ایک تو آپ کی جماعت کی طرف سے جو updated calculation about Gas ہے، luckily سلیم سیف اللہ صاحب بیٹھے ہیں، ایک کاپی ان کو دے دیں اور ایک کاپی مجھے بھی دے دیں۔ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ آپ ہمیں صوبائی خودمختاری کے بارے میں کچھ بتاتے اور مکران، چاغی، فاران، آواران کے لئے بجلی جو ایران سے لیتے، اس کے بارے میں کوئی حل بتاتے تو بہت اچھا تھا۔ آپ جذباتی ہوگئے۔

میں ایوان کے اندر سلیم سیف اللہ صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آج بھی بلوچستان اور سندھ کے درمیان پانی کے معاملے میں crises ہیں۔ مہربانی کرکے مداخلت کریں۔ بلوچستان کو پانی کا حصہ نہیں مل رہا۔ آپ چونکہ صوبائی رابطہ کے وزیر ہیں۔ مداخلت کریں، میں وزیر اعظم کے نوٹس میں لایا ہوں۔ اس معاملے کو جلد سے جلد حل کرائیں۔ سینیٹر اسرار اللہ زہری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

سینیٹر اسرار اللہ زہری، جناب! میں کیا کروں میرا نام ابھی تک نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آگے آپ کا نام آرہا ہے۔

سینیٹر اسرار اللہ زہری، آج آرہا ہے جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی۔ ابھی میڈم عافیہ ضیا صاحبہ کی باری آرہی ہے۔ وہ اجازت دیتی ہیں تو پھر بول لیں۔

سینیٹر اسرار اللہ زہری، جناب! پھر میرے جذبات ٹھنڈے ہو جائیں گے اور میں چلا جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہم جانتے ہیں کہ آپ ٹھنڈے مزاج سے logic سے بولیں۔ ایس ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس۔ ایم ظفر، آپ کا بھی بہت شکریہ کہ موقع دیا۔ آپ کا بولنے کا حق تھا۔ جناب چیئرمین! اس بار پاکستان کی تاریخ کا ریکارڈ بجٹ پیش کیا گیا ہے جو مجموعی طور

پر ایک ہزار نوسو ارب کے قریب بتایا گیا ہے ۔ یہ یقیناً ایک اچھی خبر ہے اور من حیث القوم ہمیں اس پر فخر بھی ہونا چاہیے۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور میں پاکستان کی اقتصادی ترقی بھی عروج پر تھی اور اب ان کے پوتے عمر ایوب خان جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں' ان کو یہ موقع ملا ہے کہ وہ پاکستان کا ریکارڈ بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ اس حسن اتفاق پر یقیناً وہ دہری مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب والا! 2007-2008 کا یہ بجٹ اور اس کے اعداد و شمار پاکستان کی اقتصادی صحت کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ اور شاید اس بات سے انکار کرنا بھی کسی کے لئے مشکل ہوگا لیکن اب جو چیز دیکھنے والی ہے وہ یہ کہ جو معیشت کی بہتری ہے یہ عوام کی بہتری میں بھی تبدیل ہو سکی ہے یا نہیں' اور اسی کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں' میں بجٹ کے تین پہلوؤں پر بہ تکرار جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے روشنی ضرور ڈالنا چاہوں گا ۔

اول پارلیمنٹ نے Debt Limitation and Fiscal Responsibility Act کے تحت جو قدغن اور limitation پارلیمنٹ پر لگائی تھی' جو انتظامیہ پر لگائی تھی کہ وہ اپنے مالی معاملات میں ان حدود سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ نہ صرف یہ کہ یہ قانون بنایا ہے بلکہ مجھے خوشی ہے جب میں نے سارا تخمینہ دیکھا کہ اس میں درج limitation اور اس حدود کی پوری طرح پابندی کی گئی ہے ۔ اس طرح حکومت نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا ہے ۔ جناب والا! جس طرح اعلیٰ عدلیہ کو انتظامیہ پر judicial review کرنے کا اختیار ہے ۔ اس قانون کے ذریعے پارلیمنٹ کو انتظامیہ کے مالی معاملات پر oversight کرنے کا حق ہے ۔ یہ بہت ہی اہم قسم کا قانون ہے۔ بڑی اطمینان کی بات ہے کہ اس قانون کے اوپر باقاعدہ عمل ہو رہا ہے ۔ اس وقت ہماری جو ایک کمیٹی سینیٹ کی سفارشات کو مرتب کر رہی ہے ' میں امید کرتا ہوں کہ وہ بھی اس معاملے کو دیکھیں گے کہ آیا حکومت نے اپنی یہ ذمہ داری پوری کی ہے یا نہیں۔ اگر کی ہے تو اس کا ضرور ذکر ہونا چاہیے تاکہ یہ ذمہ داری آئندہ بھی اسی طرح پوری ہوتی رہے۔بجٹ کے مطالعے سے یہ بھی پتا چل رہا ہے کہ GDP اور قرضوں کے لیے جو 60% کا ہدف مقرر کیا گیا تھا اور جو 2009 میں پورا کرنا تھا وہ حکومت نے 2007 میں ہی پورا کر دیا اور 60% کی بجائے قرضے کو GDP کے 53% پر لے آئے ہیں۔ یہ بھی ایک بڑی اطمینان اور خوشی کی بات ہے۔ بجٹ کا دوسرا پہلو ترقیاتی پروگرام کا

ہے۔ جناب چیئرمین ! There has been a quantum increase in the allocation for the public sector development and increase of 520 billion from 435 billion is very commendable اور وزارت خزانہ اتنے اخراجات ترقی کی جانب کو مبذول کرنے کے لیے یقینی طور پر ستائش ہونی چاہیے لیکن اس رقم کا بروقت صحیح استعمال اور صحیح استعمال کا مطلب یہ ہے کہ structure استعمال کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔ Spending should be in a structural and responsible manner. اگر ترقیاتی کام میں اضافہ صحیح طریقے سے نہ نبھایا جائے تو inflation بڑھ جایا کرتی ہے۔

بجٹ کے تیسرے پہلو کا تعلق زراعت کے شعبہ سے ہے۔ بجٹ کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت وقت کو یہ احساس ہے کہ زراعت کو معیشت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تو وہ شعبہ ہے کہ جس میں جتنا گڑ ڈالیں اتنی ہی مٹھاس پیدا ہوتی ہے اور ہم سب نے دیکھا کہ تھوڑی سی توجہ سے ہم گندم، چاول وغیرہ میں خود کفیل ہو گئے ہیں۔ زرعی ضروریات پر بجلی میں 20% کمی قابل تحسین ہے۔ البتہ ڈیم بنانے کے معاملے میں ابھی سست رفتاری ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ بہت اہم ڈیم یعنی کالا باغ ڈیم پر ابھی تک کوئی قومی رائے اور اتفاق رائے قائم نہیں ہوسکی۔ زراعت کے شعبے میں ایک اور کمی ہے جسے پورا کرنا اتنا ہی ضروری ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ لائلپور ایگریکلچرل کالج سارے sub-continent میں مشہور ترین کالج تھا۔ آج جب میں نے ایک meeting میں ڈاکٹر عطاء الرحمن سے پوچھا کہ اب ہمارے زرعی کالجز اور یونیورسٹیوں کا کیا حال ہے؟ آیا وہ ہندوستان کی زرعی کالجز اور یونیورسٹیوں سے compare کرتے ہیں تو کچھ توقف کے بعد انہیں یہ کہنا پڑا کہ ایسی صورتحال نہیں ہے۔ جب تک زراعت میں بھی اسی طرح تحقیقات نہیں ہو گی جیسے کہ باقی شعبوں میں ہو رہی ہے ہم آگے کی جانب قدم نہیں بڑھا سکیں گے اس لیے شعبہ زراعت کے لیے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ اس قسم کی یونیورسٹی اور کالج پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب چیئرمین! مجھے وزیر مملکت عمر ایوب صاحب سے ایک شکایت ہے کہ انہوں نے تعلیم پر بہت ہی مختصر گفتگو کی اور صرف اتنا کہا ہے کہ جدید دور میں علم کے بغیر قوموں کا دنیا کی صف میں کھڑا ہونا ناممکن ہے اور یہ کہ حکومت نے اس کا اندازہ لگاتے ہوئے تعلیم کے شعبے

پر ملکی قومی آمدنی کا 4% خرچ کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ میں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ تعلیم کے میدان میں در اصل ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہماری بہت ساری موجودہ مشکلات کی اصل وجہ بھی تعلیم کی کمی کو پورا نہ کرنا ہے۔ اس شعبے میں تو میرے اندازے کے مطابق خرچ اتنا ہی کیا جانا چاہیے جتنا ہم دفاعی اخراجات کر رہے ہیں۔ جناب والا! میرے نزدیک education is the cheapest defence for the country. تعلیم ہمیں برداشت سکھاتی ہے۔ تعلیم ہمیں آئندہ کے آنے والے حالات سے آگاہ کرتی ہے اور تعلیم ہی ستاروں پر کمند ڈالنے کا حوصلہ دیتی ہے۔

وزیرمملکت نے دفاع پاکستان کے لیے 275 ارب روپے کا تخمینہ دیتے ہوئے یہ بات درست طور پر کہی ہے کہ افواج پاکستان ملکی دفاع کے لیے ہر وقت جان دینے کے لیے تیار ہے اور یہ کہ امن کو اسی وقت یقینی بنایا جا سکتا ہے جب آپ کا دفاع مضبوط ہو۔ جناب والا! ہم سب کو اپنے ان تمام فوجی جوانوں پر فخر ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر شہادت قبول کی۔ ہم جانتے ہیں کہ ساٹھ سال سے پاکستان کی افواج اپنے سے کئی گنا بڑے ملک کا دباؤ کس طرح برداشت کیے ہوئے ہے۔ یہ بھی ہم سب جانتے ہیں کہ ہماری افواج پاکستان دنیا کے سب سے اونچے محاذ، سیاچین پر بیٹھی ہیں جہاں شدت کی سردی اور بہت ہی دقت کی زندگی ہے کس طرح اپنی سرحدوں کی حفاظت کر رہی ہیں۔ ہمیں اس سب پر یقینی طور پر فخر ہے اور وزیرمملکت نے یہ بات بھی صحیح کہی کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے۔ اگر کسی نے میلی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو اس کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اب بہت وقت گزر چکا ہے۔ کیا ضروری نہیں کہ ہم اب غور کریں اور ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کے لیے سہولتوں کی گنجائش پیدا کریں۔

(تالیاں)

سینیٹر ایس ایم ظفر: میں چوہدری شجاعت حسین جو قائد ایوان ہیں قومی اسمبلی کے اور پاکستان مسلم لیگ کے قائد بھی ہیں، ان سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں کوئی نہ کوئی

پیش رفت کریں گے۔

Mr. Chairman, One good news that the budget gives us is that year 2007 is an election year. I am conscious of the objection raised by certain members here and also their criticism that this budget is an election oriented budget. Similar objection has been raised or comments have been made by certain section of opinion formers and media.

It is being said that all these and many concessions are offered to woo the electorate. I say, if it is so, if the budget is for the purposes of making the electorate give us consideration what's wrong with it? Sir, this is the beauty of the democracy that it compells those who govern and the government to go back to the subject the real sovereign and ask for its support. This is exactly what democracy means. It periodically makes them to go to the electorate and election budget is actually what they call is a quid pro quo for the consent of the people in whose name you want to govern.

Mr. Chairman, PML has therefore, and the government has also given a very clear message that it wants to come back to this House only with the consent of the people and therefore, it is a people-oriented budget

جناب والا! غرض کہ انتخابات کی آمد آمد ہے۔ الیکشن کمشنر نے ووٹرز لسٹ کو computerized کرکے اس کی فہرستیں جاری کر دی ہیں۔ جب میں نے اخبار میں یہ پڑھا کہ اس دفعہ جو لسٹیں جاری ہوئی ہیں ان میں ایک کروڑ بیس لاکھ سے کم ووٹروں کی تعداد بیان کی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ کیونکہ پہلے گزشتہ لسٹوں میں خامیاں بھی تھی اور جعلی ووٹ بھی تھے تو معاً یہ خیال آیا کہ دیکھیں ایک جانب ہم انتخابات کی بات کرتے ہیں، ایک جانب ہم یہ

اس ضابطہ اخلاق پر عمل کرنے کے لیے بھی ہمیں طریقہ کار وضع کرنے ہوں گے ۔ تسلسل کے لیے ، ہمارے سینیٹر جناب مشاہدحسین جو اس وقت یہاں بیٹھے نہیں ہیں، انہوں نے بڑی عمدہ تجاویز بھی دیں ہیں ۔ امید کی جاتی ہے کہ ان تجاویز پر بھی عمل ہو گا ۔ لیکن جناب تسلسل آسان کام ہے ، credibility ذرا زیادہ مشکل کام ہے ۔ Credibility کے لیے بڑے فیصلوں کی ضرورت ہے ۔ اپنے آپ میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے ، تسلسل میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے ، اپنے بہتر مستقبل میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے ، یقین پیدا کرنے کے لیے بڑے فیصلوں کی ضرورت ہے اور پرویز مشرف صاحب، صدر پاکستان کو قدرت نے یہ سنہری موقع دیا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ ان میں یہ استطاعت ہے کہ وہ بڑے فیصلے کر سکتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے ، یہ سوال اسی امید اور یقین سے پیش کر رہا ہوں کہ اس کا جواب مثبت ہوگا کہ کیا وہ موجودہ نیم جمہوری دور اور آئندہ کے ، جس کے لیے ہم سب کوشاں ہیں ، آنے والے جمہوری دور کے لیے درمیانی اور مضبوط پل بن سکتے ہیں؟ میرا جواب ہے کہ وہ بن سکتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ صدر صاحب اپنی یہ تاریخی ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں اور کریں گے ۔ "In the Line of Fire" کے مصنف سے یہی امید رکھنی چاہیے ، وہ بڑے فیصلے پہلے بھی کرتے آئے ہیں اور یہ بڑے فیصلے کرنے کی گنجائش اب تاریخ ان کو عطیے کے طور پر دے رہی ہے۔

جناب چیئرمین ! آپ شاید موجود تھے جب مشاہدحسین صاحب نے ایوان کو یہ بتایا کہ جب دو عہدوں کے Bill پر میں نے اپنی پارٹی کے موقف کی مخالفت کی تو اس کے باوجود جب پارٹی نے سینیٹ میں دوبارہ میرے منتخب ہونے کے وقت ، میرا نام تجویز کیا تو جنرل پرویز مشرف صاحب نے اس پر کوئی مخالفت نہیں کی اور انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے سینیٹ کا ٹکٹ مجھے مل جانا چاہیے۔ یہ یقینی طور پر جنرل صاحب کا بڑا پن تھا اور میں ان کا مشکور ہوں ، پارٹی کا بھی مشکور ہوں، لیکن یہ ان کا بڑا پن تھا، میں بڑا فیصلہ نہیں کہتا۔ میں سینیٹ میں رہوں یا نہ رہوں ملک کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ملک کو فرق پڑتا ہے ان بڑے فیصلوں سے جن کا میں ذکر کر رہا ہوں اور اب ان بڑے فیصلوں کا وقت آ گیا ہے۔ تاریخ کے اس اہم موڑ پر صدر پاکستان نے یہ فیصلہ کرنا ہے اور واضح طور پر بغیر کسی ابہام کے فیصلہ کرنا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ یہ فیصلہ کریں گے کہ آنے والے دنوں میں وہ اپنے لیے صرف اور صرف آئینی راہ متعین کریں گے اب

کہتے ہیں کہ اس ملک میں true democracy آنے اور دوسری جانب انتخابات کی جو بنیاد بنتی ہے یعنی کہ ووٹرز لسٹ وہی مال نمبر دو ثابت ہو رہا ہے۔ اب جبکہ computerize lists آ چکی ہیں تو ہم تمام سیاسی جماعتوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم جاکر اس computerized list کو دیکھیں اور اس میں اگر خامیاں ہیں، خرابیاں ہیں ان کو درست کریں۔ لسٹ پہلے شائع ہو چکی ہیں اور computerized ہیں۔ ان کو درست کرنا ہمارا فرض بنتا ہے، بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ چیف الیکشن کمیشن اور پورے الیکشن کمیشن کو اس جانب توجہ دینی چاہیے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ الیکشن میں عدم دلچسپی پائی جا رہی ہے۔ الیکشن کمیشن کو چاہیے کہ اپنے تمام وسائل کو استعمال کرکے اس بات کو عوام تک پہنچائیں کہ الیکشن میں حصہ لینا اس قوم کے لیے نہایت ضروری ہے اور قومی ذمہ داری ہے۔

چیئرمین صاحب! میں آپ کو ایک نئی بات بتاؤں جو یقیناً آپ کو معلوم ہوگی لیکن میں باقی ممبران کے ساتھ share کر رہا ہوں کہ اس سال ہماری وہ آبادی، وہ جواں نسل جو اٹھارہ سال سے پچیس سال کی عمر میں ہوگی وہ تقریباً چار کروڑ کے قریب پہنچ جائے گی۔ اتنے نوجوان ہیں جو اس وقت ہماری اس لسٹ میں شامل ہو چکے ہوں گے۔ ان کو اگر aware کر دیا جائے، ان کو اگر activate کر دیا جائے، ان کو اگر آگاہ کر دیا جائے کہ انتخابات میں حصہ لینا ضروری ہے تو اس ملک کی تقدیر تبدیل کرنے میں وہ بہت مددگار ثابت ہوسکیں گے۔ حکومت کے لیے ایک اور بات بڑی ضروری ہے ۔ ایک Human Rights Wing حکومت میں بنا ہوا ہے ۔ کئی علاقے ایسے ہیں جہاں پر، کہتے ہیں کہ خواتین کو ووٹ ڈالنے کی اجازت ہی نہیں دی جا رہی اور جب وہ ووٹ نہیں ڈالتیں تو شور مچ جاتا ہے کہ وہ ووٹ نہیں ڈال سکیں۔ Human Rights Wing کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان علاقوں میں جائے اور دیکھے کہ اس کا کیا مداوا کیا جا سکتا ہے۔

اب میں جناب والا! ایک بہت اہم معاملے کی طرف آ رہا ہوں۔ آج ہم جس پاکستان میں رہ رہے ہیں، یہ جو پاکستان، ہمارا پاکستان ہے۔ وہ انیس سو ساٹھ یا یا انیس سو ستر کی دہائیوں کا پاکستان نہیں ہے ۔ موجودہ حکومت نے ملک کے سوشل آرڈر میں جو وسعت دی ہے، اس نے ایک جاندار معاشرے کو جنم دے دیا ہے ۔ بلا شک میڈیا نے، خاص کر الیکٹرانک میڈیا نے بھی

عوام کو جس طرح کی جانکاری اور آگاہی مہیا کی ہے ' اس سے عوام میں ایک نیا اعتماد آ گیا ہے ۔ لیڈروں کے بغیر عوام اب خود اپنے فیصلے کرنے کے اہل ہو گئے ہیں ۔ اکتوبر کے زلزلے کے بعد نو مارچ اور بارہ مئی کے واقعات کے فورا بعد جو بے ساختہ عوامی ردعمل دیکھنے میں آیا ' اس پر مختلف آراء تو ہوسکتی ہیں' لیکن یہ امر بالکل واضح ہے کہ اب عوام کی بھی اپنی رائے ہے ۔ ایسے ہی پیمرا آرڈیننس پر جب سارے میڈیا کا متفق ہو کر ردعمل آیا تو اس سے بھی واضح ہے کہ اب ہمارا معاشرہ پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ جاندار اور بہت زیادہ فعال ہو چکا ہے۔

Civil Society is now a stake-holder in the future of this Country, they are not going to sit back.

عوام کی طاقت کو اب قوت اظہار بھی مل گئی ہے ۔ ہمارے مستقبل کو بنانے میں اب عوام شامل ہو چکی ہے ۔ جناب چیئرمین! اکتوبر ۱۹۹۹ء سے ہم نے ایک سفر شروع کیا تھا ۔ تین سال ہنگامی چھتری کے نیچے' proclamation of emergency کے نیچے کا دور تھا ۔ پھر LFO کا غیر جمہوری دور آیا' پھر سترہویں ترمیم کا نیم جمہوری دور ' جس میں سے اب ہم گزر رہے ہیں' اس سے ہم ۲۰۰۷ء کی جانب ' اس منزل کی جانب رواں دواں ہیں' جسے ہم کہتے ہیں کہ مکمل جمہوریت' آئینی جمہوریت ۔ منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے ' جس کا سفر ہم نے ان تمام ادوار میں سے ہوتے ہوئے گزارا ہے ۔ اس میں پہنچنے کے لیے جب کہ معیشت بھی مضبوط ہو ' سول سوسائٹی بھی بیدار ہو چکی ہو ' ہمیں تسلسل کی ضرورت ہے اگر یہ تسلسل قائم رہے گا ' یہ سفر بھی جاری رہے گا اور ہم اس منزل تک پہنچ سکیں گے۔

What we need at this juncture of course, is continuity at this juncture of history we do need continuity, but Mr. Chairman, continuity is not enough, mere continuity will not do, we need continuity with credibility, continuity and credibility shall have to go side by side.

یعنی ایسا تسلسل جس کے نتیجے میں یہ یقین اور اعتماد بھی پیدا ہو کہ ہمارا یہ سفر اپنے نصب العین یعنی آئینی جمہوریت کی جانب جاری و ساری رہے گا ۔ تسلسل کے لیے بلا شک صاف شفاف اور قابل اعتماد انتخابات کی ضرورت ہے ۔ جس کے لیے مشترکہ ضابطہ اخلاق بھی وضع کرنا چاہیے اور

اگر وہ آئینی راہ متعین کرلیں تو یہ وہ فیصلہ ہے کہ جس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ ایک مقبول آئینی صدر کے طور پر اور موجودہ تسلسل کے نتیجے میں وہ پاکستان کو بام عروج تک پہنچا سکتے ہیں۔

Sir, we need continuity, but we need it with credibility. That is what will bring us closer to the vision and to the Pakistan that Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah wanted.

اب میں آخر میں چند مختصر گزارشات کر دوں۔ پچھلے بجٹ کے سیشن میں میں نے درخواست کی تھی کہ an independent Human Rights Commission کی تشکیل ہونی چاہیے۔ اس بجٹ میں بھی اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ Human Rights Commission اس ملک کے لیے بہت ضروری چیز ہے، اگر وہ ہو جائے تو یہ جو missing لوگوں کے معاملات ہیں، جن میں سپریم کورٹ پھنسی ہوئی ہے اور مشکلات میں پڑی ہوئی ہے شاید Human Rights Commission اس کا حل نکال سکے۔

ابھی سینیٹر ڈاکٹر مالک صاحب کی جانب سے تقاضا ہوا اور آخر میں انہوں نے بڑی اچھی بات کی، شروعات تو اس طرح کر رہے تھے اور کہہ رہے کہ میں ڈر جاتا ہوں، ان کی گفتگو سن کر میں بھی کچھ ڈر رہا تھا لیکن آخر میں انہوں نے اچھی بات کی ہے کہ آئیے مشترکہ طور پر سوچیں، میں ان سے متفق ہوں کہ میرے نزدیک بہت revenue generating subjects ہمارے آئین میں سے فیڈرل لسٹ سے صوبوں کو واپس جانے چاہییں تاکہ وہ اپنے معاملات حل کر سکیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Inflation نے عدم مساوات کو جنم دیا ہے، عدم مساوات کو درست کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ امیر اور غریب کے فرق کو مٹانے کے لیے مکمل کوشش کرے۔ جناب والا! میں امید کرتا ہوں کہ اس معیشت کی قوت کے بل پر، اپنے اس تسلسل کی بنا پر جو ہم سب نے اب تک تمام اپنی دانست، اور اس میں اپوزیشن کے ممبران کو داد دیتا ہوں کیونکہ میں نے ان کے ساتھ کام کرکے دیکھا ہے، وہ سب چاہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کی طرف چلیں۔ اب اگر یہ مضبوط اور بڑے فیصلے ہو جائیں تو انشاء اللہ ہمارا مستقبل بہت ہی روشن ہوگا اور ہم بہت جلد صف

اول کے ممالک میں شامل ہوں گے اور ہماری قدر وقیمت اپنے طور پر ہوگی۔ہمیں کسی اور پر انحصار نہیں کرنا پڑے گا۔ بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین ، اسرار اللہ زہری صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔ خصوصی ہے' اگر تقریر ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ علیحدہ کریں۔

سینیٹر اسرار اللہ زہری ، جناب والا! علیحدہ نہیں کروں گا۔ میں بہت مختصر کروں گا۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, please.

سینیٹر اسرار اللہ زہری ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! بجٹ پہ بحث ہو رہی ہے۔ بجٹ کے بارے میں میں اتنا نہیں جانتا ہوں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جو بجٹ کی یہ کتاب ہے اس میں جو تقریر لکھی گئی ہے اس میں مسلم لیگ کے وزیر صاحب نے اپنے تمام حریفوں کو رگڑا ہے۔ جناب! اس پہ مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ وزیر صاحب کی اپنی تقریر ہے اور لکھا ہوا ہے کہ ہم نے ماضی کے حکمرانوں کی طرح اپنی ذاتی جیبیں نہیں بھریں۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کو دیئے جانے والے اس relief سے ہمارے سیاسی "حلیف" بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان پر ذاتی اور سیاسی اغراض غالب ہیں اور وہ ملک میں افرا تفری کا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر وہ عوامی قوت کے سامنے کبھی بھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ جناب ! یہ کون کہہ رہا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، سیاسی "حلیف" ہے' سیاسی "مخالفین"۔

سینیٹر اسرار اللہ زہری ، سیاسی "حلیف" جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ کسی English لکھنے والے نے اردو تقریر لکھ دی ہے۔

سینیٹر اسرار اللہ زہری ،جناب! یہی تو بات ہے ناں۔ اگر لکھا ہوا ہو' بولتے ہیں جی یہ غلطی ہے' اگر بولا جائے' بولتا ہے یہ language کی غلطی ہے۔ یہ کیا ہے جناب؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ حریف ہے؟ حلیف ہے؟

سینیٹر اسرار اللہ زہری ، حلیف ہے جناب۔ حلیف کا مطلب ہے ساتھی۔ اور اس میں میں بھی آیا، MQM بھی آئی اور باقی ساتھی بھی آئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مذکر و مونث ہم بلوچ، پشتونوں کا مسئلہ ہوتا ہے اور ایسی چیزوں کا دیکھ لیں۔

سینیٹر اسرار اللہ زہری ،جناب! صورت حال یہ ہے کہ جس طرح ڈاکٹر مالک صاحب نے اس حوالے سے بات کی، کیونکہ ہمارا focus بلوچستان ہے، ہمارا تعلق بلوچستان سے ہے۔ ہم یہ آپ کے توسط سے request کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے دوست ، ہمارے ساتھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ترقی ہو رہی ہے، لیکن وہاں کی opposition کہہ رہی ہے کہ دھوکہ ہو رہا ہے۔ ابھی کمزوری کہاں پر ہے ہمیں معلوم نہیں ہے۔ کیونکہ میری position یہ ہے کہ میں اس side پہ بیٹھا ہوا تھا مجھے اتنا پیچھے دھکیلا گیا کہ میں دروازے کے پاس آ چکا ہوں اور کچھ دنوں میں شاید ادھر سے بھی نکل جاؤں۔

جناب! جو دعوے ہوتے ہیں، بلوچستان کے بارے میں کئے جاتے ہیں کیونکہ ہم اور مسلم لیگ بلوچستان میں اتحادی ہیں۔ ابھی صورت حال اس طرح ہے کہ وہاں ہم K-2 سگریٹ کی طرح مشہور ہیں کہ ہم جنرل مشرف کے ساتھی ہیں، چوہدری صاحب کے دوست ہیں تو وہاں ہمارا نام ایک دوست کی طرح لیا جاتا ہے۔ لیکن ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو رہا ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ mega projects کی باتیں ہو رہی ہیں، ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ گوادر پورٹ بنی ہوئی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ میرانی ڈیم بنا ہوا ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ coastal highway بنی ہوئی ہے۔ جناب! یہ پورا بلوچستان نہیں ہے۔ سنٹرل بلوچستان ابھی تک پڑا ہوا ہے۔ بلوچستان نوشکی ساحل تک پڑا ہوا ہے۔ وہاں کے ہمارے کارکن ہم سے سوال کرتے ہیں کہ جی آپ یہاں آ کر اپنے جلسوں میں تقریریں کرتے ہیں کہ ہم ترقی لا رہے ہیں، ترقی کر رہے ہیں، ہمیں ایک transformer چاہئے، ہم کہتے ہیں جی نہیں ہے ہماری پاس۔ وہ کہتے ہیں بلڈوزر چاہئے، ہم کہتے ہیں جی نہیں ہے ہمارے پاس تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کس ترقی کی بات کر رہے ہیں؟ جناب ! صورت حال یہ ہے کہ ہم اس سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں اس کا

نام بلوچستان ہے جس کو آدھا پاکستان کہا جاتا ہے۔ رقبے کے حساب سے۔ جناب! اس میں کتنی غیر آباد زمین ہے۔ جو وفاق نے دعوے کئے ہیں ان دعووں پر آیا وہ پورا اترا ہے۔ ہم وفاق سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم پہ اعتبار کیا جائے ۔ ہمارے کچھ لوگ، کچھ دوست جو opposition میں ہیں ہمیں پتا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کا اعتماد یہاں خراب کر چکے ہیں، لیکن پھر بھی وفاق کو بلوچستان پہ اعتماد کرنا چاہئے۔

اپنے دوست کو ہم پر، خواہ وہ مسلم لیگ کے ہوں، بلوچ ہوں، پشتون یا کہ کوئی اور ہوں، لیکن ان پر اعتماد ضروری ہے۔ اگر اعتماد کریں گے تو ہم ساتھ چلیں گے اور اگر اعتماد نہیں کریں گے تو ہم گھر بیٹھیں گے۔ یہی کچھ لوگ جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بات کریں گے اپنی بات منوائیں گے اور وہ کام کریں گے جس طرح میڈیا آزاد ہے جس طریقے سے مسئلوں کو اچھالا جا رہا ہے۔ جناب! آگے جا کر آپ ان کو کنٹرول نہیں کر سکتے ۔ جناب چیئرمین! الیکشن بھی آ رہا ہے۔ ہم سب کو اس طرف بھی جانا ہے۔ وہاں دیکھنا ہے۔ ابھی تک ہم لوگوں کو کچھ نہیں دے سکے، کوئی ترقیاتی کام اپنے علاقوں میں نہیں کرا سکے۔ زیرو بٹہ زیرو، اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہم لوگوں کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ ہمارے اوپر، بلوچستان کے اوپر خدارا غیر سیاسی لوگوں کو مسلط نہ کیا جائے۔ سیاسی لوگوں کو اس حد تک لے جایا جائے جس حد تک ان کا حق بنتا ہے۔ ان سے مشاورت کی جائے۔ اگر ان کی مشاورت غلط ہو جائے تو غیر سیاسی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں مشورہ دینے کے لئے۔

ہم جناب! صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر آنے والے الیکشن میں پاکستان مسلم لیگ اور اس کے حلیف، جس طریقے سے ان کا ذکر کیا گیا ہے، میں بلوچستان کے حوالے سے بات کروں گا پاکستان کے حوالے سے بات نہیں کروں گا، جب جناب! ہم ادھر جائیں گے تو ہمارے پاس ان کو دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ کوئی شک نہیں کہ دو مہینے کے بعد ہم اپنے دوستوں سے، حکمرانوں سے اپنے لئے بم پروف گاڑی مانگیں گے، بلٹ پروف stage مانگیں گے کیونکہ ہم نے کچھ نہیں کیا، ہم نہیں جا سکیں گے وہاں، ہم جلسہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ ہم نے کیا دیا ہے لوگوں کو؟ صرف اسی بات کی تنخواہ لی ہے کہ یہ ہو گا وہ ہو گا۔ جناب! سیاست میں سیاسی لوگ جاتے ہیں غیر سیاسی لوگوں کا کوئی کام نہیں اور جو یہاں غیر سیاسی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ

President کو یا Prime Minister صاحب کو یہی کہتے ہیں کہ جی آپ بے فکر رہیں بلوچستان ہماری مٹھی میں ہے۔ جناب! بلوچستان کسی کی مٹھی میں نہیں ہے۔ ہمیں سیاست کرنی ہے۔ وہاں سے سیٹیں جیتنی ہیں اور یہ بتانا ہے کہ ہم صحیح بتا رہے ہیں، ہم نے کام کیا ہے اگر ہم اپنے لئے بلٹ پروف گاڑیاں اور stage ڈھونڈنے لگے تو آنے والے وقتوں میں ہمارے لئے مشکلات ہوں گی۔

جناب! بلوچستان کی سرزمین اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ اگر ان کو صحیح معنوں میں utilize کیا جائے تو میں آپ کو ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ احساس محرومی کے نعرے ختم ہو جائیں گے اور پورے پاکستان میں یہ جو بے روزگاری کی باتیں ہو رہی ہیں یہ سب ختم ہو سکتی ہیں۔ جو وعدے کئے گئے بلڈوزر کے، گیس کے اور باقی جو گیس سرچارج کی باتیں ہو رہی تھیں جناب! وہ وعدے کدھر گئے۔ ہم اپنے دوستوں کو یاد دلا رہے ہیں کہ وہ وعدے کدھر گئے ہیں؟ اس وعدے کے مطابق ہم نے الیکشن میں جانا ہے۔ ہم ان کا کیا جواب دیں گے ۔ ہمیں کوئی جواب تو لکھ کر دو۔ ہم ادھر جا کر جواب تو دیں۔ جناب! اس صورتحال میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ، بی این پی عوامی، بلوچستان میں ہمیں بہت کچھ پیش کرنا پڑے گا۔

یہاں تو میں دیکھ رہا ہوں کی میرے ساتھی جتنے بیٹھے ہوئے ہیں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے وہ بھی یہ محسوس کر رہے ہیں لیکن، پتا نہیں وہ کیوں نہیں بولتے۔ الگ بول رہے ہوں گے یا کہیں اور بول رہے ہوں گے۔ لیکن ان کے مسائل ہیں ۔ وہ نہیں جا سکیں گے، ہم نہیں جا سکیں گے۔ اس حوالے سے کہ ابھی الیکشن سر پر ہے۔ ہمیں ادھر دھکیلا گیا ہے۔ اب ہمارے لئے کیا رہا؟ نہ ہم ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے جناب۔ اب ہم جائیں تو کہاں جائیں جناب۔ اگر ایسا رہا جناب! تو آگے ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہو گا۔ جناب! میں ناانصافی کی ایک چھوٹی سی جھلک دکھاتا ہوں۔ جناب! یہ proof کے ساتھ ایک کاغذ ہے۔ ہمارے علاقے خضدار میں ایک Special Education Centre کھلا ہوا ہے۔ جس میں پانچ سکول ہیں۔ ان پانچ سکولوں میں ڈیڑھ سو پوسٹیں آئی ہیں۔ ان میں بھرتی ہونے والے لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ یہ میرے پاس proof ہے، چوکیدار، چپڑاسی سرگودھا سے آئے ہوئے ہیں۔ کیا وہاں کے لوگوں کا حق نہیں ہے کہ وہ چوکیدار اور چپڑاسی اپنے علاقے سے رکھیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خضدار کو

پانچ سکول دیے ہوئے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ دیئے ہیں، وہ کن کے لیے ہیں؟، وہ پانچ سکول لنگڑے، لولے اور بہرے لوگوں کے لیے ہیں اتنے لوگ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ ان پوسٹوں پر باہر کے لوگوں کو لگا دیتے ہیں، وہ بیچارے ادھر آتے ہیں اور حاضری رپورٹ کر کے اپنا ٹرانسفر کرالیتے ہیں تو وہ ڈیڑھ سو پوسٹیں--- ہم بلوچستان کے لوگوں کو کیا جواب دیں گے؟ ہمارے ساتھ یہ ناانصافی کیوں ہو رہی ہے۔ ہمارے اپنے دوست کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں؟ یہ سپیشل ایجوکیشن کس کا department ہے؟ کس کے پاس ہے؟ جناب والا! یہ بہت بڑی ناانصافی ہے۔ میری درخواست صدر پاکستان سے ہے کہ ہماری مدد کیجیے۔ غیر سیاسی لوگوں سے مشورے لیں، لیکن سیاسی لوگوں سے مشورہ لینا ضروری ہے بھلے اس پر عمل نہ کریں۔ بہتر مشورہ لے لیں، غلط کو reject کریں۔ مہربانی کر کے یہ جو ڈیڑھ سو پوسٹیں ہیں یہ واپس بلوچستان کے لوگوں کو دی جائیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ کہیں پھر ماحول گڑبڑ نہ ہو جائے۔ مجھے ڈر لگتا ہے شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بہت شکریہ میر اسرار اللہ زہری۔

سینیٹر کامل علی آغا : جناب چیئرمین! یہ اپنوں کے گلے ہیں ہم سینہ کھول کر بیٹھے ہوئے ہیں، ایسی کوئی problem نہیں ہے، اپوزیشن والے زیادہ خوش نہ ہوں۔ یہ خوشی والی بات نہیں ہے، یہ ان کے لیے جو صحرا کے اندر پانی نظر آتا ہے وہ والی بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، انگریزی میں mirage کہتے ہیں اردو میں سراب کہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں صرف ایک مصرعہ سنانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مصرعہ سنا دیں پھر میڈیم عافیہ ضیاء کو تقریر کرنے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔

سینیٹر کامل علی آغا : جناب چیئرمین! اگر صفدر عباسی صاحب کسی دن مجھے آئینہ دکھائیں تو میں ان کو بتاؤں گا کہ میں برا مانتا ہوں، یا میں اچھا مانتا ہوں۔ یہ تو میں نے عرض کیا کہ اپنوں کے گلے ہیں اور ہم کشادہ دل والے لوگ ہیں۔ ہم نے سیاست کے اندر جو رویے پیدا کیے ہیں، یہ وہ والے رویے ہیں کہ ہم سنتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں اور برداشت بھی کرتے

ہیں۔ یہ برداشت کا رویہ اس حکومت نے دیا ہے۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے دیا اور یہ ہمارا کریڈٹ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈیم عافیہ ضیاء please take the floor.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب والا! جو رویے ان کے ہیں وہ پنجاب میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج پنجاب کے اندر سیاسی کارکنوں کا جو حال ہے، جس طریقے سے انہوں نے چادر اور چار دیواری ----

جناب ڈپٹی چیئرمین، اپنی تقریر میں کہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں تقریر میں بھی اس بات پر آؤں گا۔ پنجاب کے اندر جو چادر اور چار دیواری کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں، سیاسی کارکنوں کے گھروں کے اندر گھس کر جس طرح ان کو گرفتار کیا جا رہا ہے، ہم ان تمام رویوں کی مذمت کرتے ہیں جو رویہ انہوں نے آج پنجاب کے اندر اپنایا ہوا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، مجھے ایک عرض کرنی پڑے گی کہ یہ جذباتی نہ ہوں، میں نے بڑے light mood میں بات کی تھی اگر یہ یہ بات کریں گے تو میرے پاس اس کا جواب یہ ہے کہ، ان کے دور کے اندر مفتی محمود صاحب کو اس ایوان صاحب سے جس طریقے سے باہر پھنکوایا گیا۔ یہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں، جذباتی نہ ہوں، جوابات ہمیں بھی آتے ہیں۔ یہ حوصلہ ہے ایم ایم اے والوں کا کہ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے چہرے پر سیاہ داغ ہے۔

Mr. Deputy Chairman: I give the floor to Senator Wasin Sajjad.

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صفدر عباسی صاحب نے ایک بڑا خوبصورت مصرعہ پڑھا تھا کہ" ان کو آئینہ دکھایا تو برا مان گئے"۔ ہم نے تو کچھ بھی نہیں دکھایا اور وہ برا مان گئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Anyway میڈم عافیہ ضیاء take the floor. یہ تھوڑا بہت

ہوتا رہتا ہے۔ چٹخارے چلتے رہتے ہیں۔ جاگ گئے ہیں سب لوگ ورنہ تھوڑا easy ہو گئے تھے۔

جی میڈم۔

سینیٹر عافیہ ضیاء ، جناب چیئرمین! اپنی بات کا آغاز کرنے سے پہلے سورۃ حشر کی آیت نمبر ، کی تلاوت کروں گی (عربی) ترجمہ اس کا کچھ یوں ہے کہ جو کچھ بھی اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان بستیوں کے لوگوں سے پلٹایا ہے وہ اللہ اور رسول اور رشتے داروں، یتیموں اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔

جناب چیئرمین! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اندر دولت کی منصفانہ تقسیم کا ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے کہ اسلامی ممالک اپنی اقتصادیات اور معیشت کی بنیادیں کچھ اس طرح سے پلان کریں کہ ان کی قومی دولت چند مالدار اور غنی لوگوں میں ہی گردش نہ کرتی رہے بلکہ اس کے ثمرات عوام تک بھی پہنچ جائیں۔ جناب چیئرمین! اس موضوع کو سالانہ بجٹ کی بجائے ملک کے معاشی بحران کی دستاویز سے اگر تشبیہ دیں تو شاید یہ اصطلاح زیادہ مناسب رہے گی کیونکہ حسب معمول حالیہ بجٹ ملک کے دس فیصد مالدار، سرمایہ دار اور جاگیردار طبقے کے مفادات کو تحفظ دینے جبکہ نوے فیصد غریب، مفلوک الحال اور مظلوم عوام کو معاشی ظلم کے شکنجے میں کسنے کے مترادف ہے۔ کسی شاعر نے ہمارے ملک کے امن و امان اور معاشی صورت حال کا کیا خوبصورت نقشہ اپنے اشعار میں کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

ہوتے ہیں میرے شہر میں ہر روز دھماکے
رہتی ہے میرے دیس میں شب رات مسلسل
امراء کے موافق ہے ہوا دیس میرے کی
کرتے ہیں بسر عیش میں لمحات مسلسل

جناب چیئرمین! اگر صحیح معنوں میں 19 کھرب کے اس بجٹ کا تجزیہ کیا جائے تو دراصل کشکول توڑنے کا دعوے کرنے والی حکومت کے پاس ملک کو چلانے کے لیے صرف چار کھرب روپے موجود ہیں۔ وہ اس طرح کہ 19 کھرب کے بجٹ میں آپ کے سات کھرب روپے تو سود اور قرضوں کی ادائیگی میں چلے جائیں۔ باقی بارہ کھرب میں سے تین کھرب روپے براہ راست

دفاعی امور کا بالواسطہ بجٹ رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے اگر ریٹائرڈ فوجیوں کی تنخواہیں نیز ایف سی، ملیشیاء اور دیگر جو نیم فوجی ادارے ہیں اگر ان کے بلاواسطہ اخراجات کو شامل کیا جائے تو خالص دفاعی اخراجات کا تخمینہ چار کھرب سے تجاوز کر جائے گا یوں ہمارا انیس کھرب کا جو بجٹ ہے وہ قرضوں اور فوجی اخراجات کو منہا کرنے کے بعد سکڑ کر آٹھ کھرب رہ جاتا ہے۔ بجٹ کے اخراجات کو پڑھتے ہوئے جناب عمر ایوب صاحب نے قوم کو یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ اس دفعہ خسارہ تقریباً چار کھرب روپے کا ہے جو اندرونی اور بیرونی قرضے لے کر پورا کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! گزشتہ سات سال کے عرصے میں ہمارا ملک معیشت کی تباہی و بربادی کے اس مقام پر آ کھڑا ہوا ہے کہ ہمیں اپنے ملک کے سالانہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی منصوبوں تعلیم، صحت، زراعت اور تمام ملک کے ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر تمام شعبوں کو چلانے کے لیے صرف اور صرف چار کھرب روپے موجود ہیں۔ رہے سہے بجٹ کی جو بندر بانٹ کی گئی ہے اس میں بھی مراعات یافتہ طبقے کو نوازنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی۔ زراعت کی تمام سبسڈی نیز ٹیوب ویلوں پر جو پچیس فیصد بجلی کی رعایت دی گئی ہے اس کے تمام ثمرات پنجاب اور سندھ کے وڈیروں کو جانے والے ہیں۔ اسی طرح سرکاری ملازمین کو دی گئی مراعات کی طرف تو مختصر الفاظ میں تذکرہ کچھ یوں ہے کہ جو lower سکیل کے ملازمین ہیں ان کو ماہانہ 370 روپے اور جو ہائر سکیل کے ملازمین ہیں ان کے لیے 3500 روپے۔ اس کا جب ہم وزراء کرام، وزیراعظم و صدر کی تنخواہوں سے مقابلہ کرتے ہیں تو ایک lower سکیل کے فرد کی پورے سال کی تنخواہ ان کے ایک مہینے کی تنخواہ کے برابر بنتی ہے۔

اسی طرح سرکاری اخراجات کی ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ صدر ہاؤس اور وزیر اعظم ہاؤس کے اخراجات کا باہمی تخمینہ گزشتہ سال ایک ارب روپے سے تجاوز کر گیا تھا۔ جناب چیئرمین! بجٹ کی پوری دستاویز میں ملک کے سرکاری اداروں کی فروخت اور ان سے حاصل ہونے والی رقوم کا تذکرہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ بقول آپ کے پرائیویٹائزیشن کے نتیجے میں حاصل ہونے والی رقم غیر ملکی قرضے اتارنے کے لیے استعمال ہونی تھیں مگر یہ امر عوام سے خفیہ رکھا گیا کہ پرائیویٹائزیشن سے کتنی رقم حاصل ہوئی کتنے قرضوں کی ادائیگی میں خرچ کی گئی اور کتنی بقایا موجود ہے؟ اسی طرح سے اب حکومت نے PIA ریلوے اور KESC کو بھی سفید ہاتھی قرار

دے کر ان سے بھی جان چھڑانے کا عندیہ دے دیا ہے اور اس سے قبل ہم جانتے ہیں کہ کیسے پاکستان کی سب سے بڑی سٹیل مل بھی اسی پرائیو ٹائزیشن کا شکار ہونے والی تھی، لیکن اس کو بر وقت ہمارے چیف جسٹس صاحب نے لوٹ کا مال بننے سے بچا لیا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

غرض یہ کہ کس کس ادارے کا تذکرہ کیا جائے بقول شاعر

کوئی ایک ہوتا تو سی لیا ہوتا
دل کے زخموں کا کچھ شمار نہیں

جناب والا! حالیہ بجٹ جس کو میں ملک کے معاشی بحران کی بدترین دستاویز سے تشبیہ دوں گی اس میں غریبوں کے لیے فقط یوٹیلیٹی سٹورز کے اوپر ملنے والی دالوں کے ریٹ میں ۵ سے ۱۰ فیصد فی کلو کے حساب سے جو رعایت دی گئی ہے اس کے بارے میں صرف اتنا عرض کروں گی کہ یوٹیلیٹی سٹور میں جو دالیں مل رہی ہیں یہ اتنی low quality کی ہیں کہ اگر عام بازار میں بھی آپ چلیں جائیں تو اچھی دالوں کی نسبت ان دالوں کی قیمت دس پندرہ روپے کم ہے اور ملک میں یوٹیلیٹی سٹور کی اس وقت جو تعداد ہے میرے خیال میں صرف 5% لوگ اس facility کو avail کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جناب چیئرمین صاحب ہم بھی جنرل صاحب کی تقریر سنتے ہیں اس میں یہ لفظ اتنی دفعہ استعمال ہوتا ہے کہ اب بچے بچے کی زبان پر ہے اور وہ پوچھتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے enlighten moderate تو جب ہم اپنے آپ کو enlightened moderate لوگ کہتے ہیں تو پھر ہمیں بھی چاہیے کہ ان ملکوں کی طرح اپنے بجٹ میں وہ کام کریں جو وہ لوگ کرتے ہیں ۔یعنی وہ لوگ اپنا بجٹ بناتے ہیں تو اپنے بجٹ ایک بہت بڑا حصہ ایجوکشن health, social sector پر خرچ کرتے ہیں ۔جب ہم اپنے بجٹ کو دیکھیں تو اس میں point some thing percent جو ہے ہمارے ان شعبوں پر لگایا گیا ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! اس ہرے رنگ کی کتاب میں اگر آپ پڑھیں ۔ہری ہری باتیں متاثرین زلزلہ کے بارےمیں تو آپ کو بہت تجسس ہوگا کہ ہم اس جگہ جائیں اور دیکھیں جہاں فصلیں لہلہا رہی ہیں اور لوگ خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں یہ بالکل غلط بیانی ہے ۔ آج بھی آدھے لوگ ٹوٹی ہوئی عمارتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے گھروں کے نام پر ان کو جو shelter دیئے گئے ہیں۔ ذرا

سی آندھی چلتی ہے تووہ shelter ان کے سروں سے اڑ جاتے ہیں اور پھر ایک بھاگم دوڑ شروع ہو جاتی ہے کہ اب دوبارہ ہم اپنی چھت کیسے provide کریں۔ یہ ان کے زخموں پر جو کہا گیا ہے کہ مرہم سازی کی گئی ہے مرہم سازی نہیں بلکہ نمک پاشی کی گئی ہے اور ہم سبھی یہ جانتے ہیں جنرل صاحب نے دنیا کے تمام ممالک کو بلا کر متاثرین زلزلہ کے لیے ۵ کھرب روپے کی رقم جو اکٹھی کی ہے تو آج تک اس کا خرچ اور حسابات نہ بتائے گئے ہیں اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کس کے پاس ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایرا کے اندر ۱۷ گریڈ میں 60,6 0 ہزار payment پر ملازمین employ کیے گئے ہیں اور زلزلہ زدگان کے نام پر اکٹھی کی جانے والی 5 کھرب کی رقم کو مال مفت اور دل بے رحم کے نام سے اڑا دیا گیا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

آخر میں میں چند سفارشات پیش کرنا چاہوں گی ۔میری اس ایوان سے یہ گزارش ہے کہ دفاعی بجٹ جو کہ پورے بجٹ کا 25% سے 30% بنتا ہے اس کو بھی پارلیمنٹ میں باقاعدہ زیر بحث لانے کے بعد پارلیمنٹ سے اس کی منظوری لازمی قرار دی جائے ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

دوسری بات یہ ہے کہ lower scale کے ملازمین کی تنخواہوں کا اضافہ تناسب کے لحاظ سے 25% سے 30% تک جب تک higher scale کے ملازمین کو یہ اضافہ 10% اور وزراء پارلیمنٹرین صدر اور وزیر اعظم کی تنخواہوں میں کسی اضافے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ پہلے ہی ضرورت سے زائد تنخواہیں وصول کر رہے ہیں ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اسی طرح غریبوں کے لیے ایمرجنسی علاج کی سہولت مفت فراہم کی جائے ۔ہیلتھ کے لیے بجٹ کو دوگنا کر دیا جائے اور یوٹیلیٹی سٹورز کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مانیٹرنگ سسٹم بنایا جائے۔ کیونکہ کل آٹھ بجے کی خبروں میں دکھایا جا رہا تھا کہ نو تاریخ کو تو بجٹ پیش ہوا لیکن یوٹیلیٹی سٹورز پر آج تک ان ہی قیمتوں پر چیزیں فروخت ہو رہی ہیں جن پر پہلے فروخت ہوتی تھیں۔ جناب! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آخر میں چند اشعار پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بالکل میڈم' یہ اچھا ہے' آپ پڑھیں ذرا ذوق شوق پیدا ہو۔ لوگ سو نہ جائیں۔

سینیٹر عافیہ ضیاء، یہ اشعار بجٹ کے حوالے سے بہت مناسب معلوم ہوتے۔

سر چھپانے کے لیے چھت نہیں دی جا سکتی
کہ اب ہر کسی کو تو یہ سہولت نہیں دی جا سکتی
حبس کے موسم میں کوئی جھونکا جاں فزا دریچے سے
اے راحت جاں اب اس کی تو اجازت نہیں دی جا سکتی
میری بستی کی فضا تم کو خوش آئے یا نہ آئے
پر یہاں پر زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی
ہر کسی کو تو میسر ہے یہاں پہ سانس لینے کی ہوا
اب اس سے آگے بڑھ کے تو کوئی رعایت نہیں دی جا سکتی

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ میڈم عافیہ ضیاء صاحبہ۔ آپ کی تقریر میں دو حوالوں کا تذکرہ تھا' ایک تو آپ نے کہا کہ بڑی poor quality کی دالیں ہیں۔ ایک دن اخبار میں میری نظر سے گزرا کہ جو گھوڑوں کو دالیں دی جاتی ہیں' وہ پاکستان import ہو گئیں۔ یہ ایک بڑی خوفناک بات تھی' یہ کافی پرانی بات ہے اور دوسری یہ کہ آپ نے ہری ہری باتوں کا ذکر کیا جسٹس کیانی کے حوالے سے ایوبی دور کے بارے میں کہ دنیا تو سبز باغ دکھاتی ہے' اس دور نے ہمیں کالا باغ بھی دکھا دیا۔ You should remember it. جسٹس صاحب کی بات کو سمیٹتے ہوئے' پروفیسر ساجد میر صاحب! please take the floor.

سینیٹر پروفیسر ساجد میر، شکریہ جناب! Treasury benches کے چیف وہپ صاحب ہنستے ہوئے خوشگوار موڈ میں بیٹھے ہیں۔ جناب! میں آپ کی توجہ جناب بنگزئی صاحب کے اس point کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو انہوں نے کل raise کیا تھا ان کمیٹیوں کی تشکیل کے بارے میں جن کے بارے میں طے ہوا تھا۔ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ چیف وہپ

صاحب اتفاق سے تشریف لے آئے ہیں اور خوشگوار موڈ میں ہیں' آپ ان سے یہ بات کرلیں تاکہ ان Departments, Ministries کی monitoring بھی ہو سکے جو تشکیل کے بغیر اور چیئرمین کے بغیر ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کامل آغا صاحب' Committees کی بات کر رہے ہیں' مکمل----

سینیٹر پروفیسر ساجد میر، جناب! بجٹ کسی بھی حکومت کی مالیاتی پالیسی کا آئینہ دار ہوتا ہے سو اس لحاظ سے جب ہم موجودہ بجٹ پر بات کریں گے تو اس حکومت کے گزشتہ بجٹ بھی سامنے آئیں گے اور اس کی جو مالیاتی پالیسی ہے' وہ بھی ہمارے پیش نظر رہے گی۔ Treasury benches پر بیٹھے ہوئے ہمارے دوست یہ گلہ کرتے رہے ہیں کہ اپوزیشن بجٹ میں بےجا کیڑے نکالتی ہے اور اسے بلاوجہ مسترد کرتی ہے۔ جناب! جب حکومتی افراد' حکومت کے آمدن و خرچ کے ایک عام سے حساب کتاب کو تاریخی اور مثالی بجٹ' عوام دوست بجٹ قرار دیں گے تو پھر انہیں تلخ حقائق یقیناً سننے کو ملیں گے۔ حکومتی افراد کے علاوہ سرکاری خرچ پر اخبارات میں اشتہارات کی ایک مہم چلی ہے' اس میں بھی بتایا جا رہا ہے کہ GDP اتنی بڑھی' زرعی اور صنعتی شعبوں میں یہ اضافہ ہوا اور کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ سب کچھ حکومت کی گزشتہ سات' آٹھ سال کی پالیسیوں اور موجودہ بجٹ کا نتیجہ ہے کہ آئندہ ترقی کا خواب دیکھا جا رہا ہے۔ حکومتی ماہرین کے پاس بجٹ کو جانچنے اور پالیسیوں کو کامیاب قرار دیئے کے کئی مختلف طریقے اور شعبدے ہیں لیکن جناب والا! عوام کے پاس ایک ہی طریقہ ہے وہ جو اقبال نے کہا تھا

کہ فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے

قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا

اور فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے

(اس موقع پر اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

سینیٹر ساجد میر، جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے نام نہاد مالیاتی جادوگروں کے پاس بجٹ کو جانچنے کے بہت سے شعبدے اور طریقے ہیں۔ غریب عوام کے

پاس صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ صرف اسے اس معیار پر جانچتے ہیں کہ اس بجٹ سے ان کی زندگی میں کتنی آسانی آئی ہے اور کتنی اور زیادہ مشکل آنے کا امکان ہے؟ گرانی بڑھنے کا امکان ہے یا کم ہونے کا امکان ہے؟ گرانی بڑھی ہے یا گھٹی ہے؟ ان کے پاس یہی ایک معیار ہے۔

میرے دوستوں نے اس سے پہلے کچھ اعداد و شمار پیش کیے ہیں اور میں یہ اعداد و شمار پیش کر کے آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا' لیکن یہ حقیقت ہے کہ آٹے دال کا بھاؤ جو کہ ہمارے ان بہت سے دوستوں کو معلوم نہیں' وہ یقیناً 100% سے 200% بڑھا ہے' اس گزشتہ سات آٹھ سال کے عرصے میں دوگنا اور چوگنا ہوا ہے اور یہی نتیجہ ان کے بجٹ اور مالیاتی پالیسیوں کا ہے۔ کل ہمارے ایک فاضل دوست' جو کہ سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوئے' یہ کہہ رہے تھے کہ آخر لوگوں کے پاس پیسہ ہے تو وہ یہ چیزیں خریدتے ہیں' یہ بڑا ظالمانہ تجزیہ اور تبصرہ تھا۔ کیا واقعی یہ لوگ عام آدمی کا دکھ نہیں پہچان سکتے۔

تم تو مصروف ہو چراغاں پہ تمہیں کیا معلوم

کہ اس دیوالی میں دیے بجھ گئے گھر کے کتنے

بجٹ اور مالیاتی پالیسیوں کا اصل litmus test یہی ہے کہ وہ لوگوں کے لیے زندگی کو کتنا آسان کرتی ہیں اور کتنا مشکل بناتی ہیں۔ اس حوالے سے گزشتہ اور موجودہ بجٹ یقیناً ناکام ہے۔ جناب چیئرمین! معیشت کے چند بنیادی اور عام فہم اصول ہیں' ان کی روشنی میں ذرا اس بجٹ کو دیکھیں۔ میں کچھ مختصر سے سوالات پیش کروں گا اور ان کے جوابات بھی دینے کی کوشش کروں گا۔ پہلا بڑا مختصر سا سوال یہ ہے کہ کیا اس بجٹ پر خوشی اس لیے منائی جا رہی ہے' کیا اس کو مثالی اس لیے قرار دیا جا رہا ہے کہ یہ ایک فاضل بجٹ ہے؟ جیسا کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے ماہرین اور ہمارے وزرامعیشت و خزانہ پیش کرتے رہے' کیا یہ فاضل بجٹ ہے؟ ہرگز نہیں' ساڑھے تین سو ارب سے زائد خسارے کے بجٹ پر خوشی منانا عجیب بات ہے۔ دوسری بات' کیا یہ بجٹ گزشتہ بجٹ یا حکومت کی مالی پالیسی اس لیے کامیاب قرار دی جا سکتی ہے کہ ہمارے ملک میں صنعتی ترقی ہو رہی ہے' اس کی صنعتی base بن رہی ہے' اسے قوموں کی برادری میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل بنایا جا رہا ہے؟ نہیں جناب اس کا جواب بھی نفی میں ہے۔ Large scale manufacturing میں اضافے کی بجائے کمی ہو رہی ہے' سینکڑوں صنعتی یونٹ بند ہیں

اس سلسلے میں جو حالیہ نشانہ بنا ہے وہ Textile Sector ہے جو کہ صنعت کے حوالے سے ملک کا ایک اہم ترین sector ہے۔ آپ دیکھیں کہ گزشتہ چند مہینوں میں فیصل آباد میں کتنے units بند ہوئے ہیں اور کتنے بند ہو رہے ہیں۔ تیسری بات' ایک آسان سا test یہ بھی ہے کہ کیا حکومت کی گزشتہ آٹھ سال کی مالیاتی پالیسی سے تجارتی خسارہ کم ہوا ہے یا اس بجٹ میں تجارتی خسارہ کم ہونے کی کوئی نوید سنائی گئی ہے۔ جناب! اس کا جواب بھی نفی ہے تو ایسا نہیں ہے۔ جب آپ کی درآمدات برآمدات سے زیادہ ہوں گی تو معیشت کامیاب کیسے ہوئی؟ موجودہ مالی سال میں برآمدات 17 billion اور درآمدات 29 billion تھیں' اگر یہ فرق اس لیے ہوتا کہ ہم مشینری درآمد کر رہے ہیں' ملک کو ایک مضبوط صنعتی base دے رہے ہیں تو پھر بھی کوئی بات تھی لیکن یہ رقم درآمدات پر صرف ہو رہی ہے۔ کاریں اور luxuries import کرنے پر صرف ہوئی ہے جس کی وجہ یہ فرق بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! چوتھی بات یہ ہے کہ کیا یہ بجٹ اس لیے کامیاب قرار دیا جا سکتا ہے کہ یہ افراط زر کم کرے گا؟ جواب ہے کہ جس طرح گزشتہ budgets نے افراط زر کم نہیں کیا' یہ بھی نہیں کرے گا' اس کو بڑھائے گا' کم نہیں کر سکے گا۔ جناب! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں روپے کی قدر' اس کی قوت مسلسل کم ہو رہی ہے اور اس کی رسد بڑھ رہی ہے۔ حکومت کے مالی شعبدہ باز یہ کہتے ہیں کہ inflation صرف 5% ہے' باقی یہ 8%, 10% food inflation ہے' اس کو الگ کر دیتے ہیں۔ World Bank کا اندازہ 15% کا ہے' آزاد معاشی ماہرین یہ کہتے ہیں کہ کم از کم 18% inflation ہے اور یہی مہنگائی کی شدت اور معیشت کی بدحالی کا ثبوت ہیں۔

جناب چیئرمین! پانچویں بات یہ ہے کہ کیا 7, 8 سال کی پالیسیوں سے' ان budgets اور موجودہ بجٹ سے ہمارے قرضے گھٹے ہیں یا گھٹنے کا امکان ہے؟ اس کا جواب بھی نفی میں ہے۔ بڑے بڑے دعوے کئے گئے کہ ہم privatization کی آمدنی سے قرضے ادا کر رہے ہیں۔ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ کشکول توڑ کر' انہوں نے پرات اپنے سر پر رکھ لی ہے اور دنیا بھر سے مانگنے کو چلے۔ قرضے کو 34 ارب روپے سے بڑھا کر 38 ارب dollar تک پہنچا دیا ہے ۔ جناب چیئرمین! چھٹی بات یہ ہے کہ اس ملک میں غربت بڑھی ہے یا گھٹی ہے؟ یہ بھی ایک بہت بڑا معیار ہے۔ حکومت کا یہ دعوٰی ہے کہ تقریباً غربت کو 34% سے 24% پر لائے ہیں'

حقیقت یہ ہے کہ ایک dollar روزانہ یعنی تقریباً 60 روپے کو معیار بنانا بہت بڑا ظلم ہے۔ 1800 روپے ماہوار میں کونسا چھوٹے سے چھوٹا کنبہ ہے جو گزارا کر سکتا ہے، دو dollar بھی ظلم ہے، 3600 روپے میں آج کے اس دور میں کونسا کنبہ گزارا کر سکتا ہے ۔ اس کے باوجود آپ دو dollar معیار بنائیں تو کم از کم 70% پاکستانی آپ کو غربت کی لکیر کے نیچے ہی ملیں گے اور اس کا ثبوت روزانہ خودکشیوں اور حرام موت کے ذریعے ہمیں ملتا ہے۔ Boards لگے ہوئے ہیں کہ گردے برائے فروخت ہیں، بازار میں boards لگے ہوئے ہیں کہ بچے برائے فروخت ہیں، پاکستانیوں کے، مسلمانوں کے، گردے فروخت کر رہے ہیں، اپنے اعضاء فروخت کر رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے reserves بڑھے ہیں، ہم نے یہ ترقی کی ہے، ہم نے GDP کو بڑھایا ہے۔ اس کے جواب میں عام آدمی کہتا ہے کہ،

سیم و زر میں اضافے سے جی نہیں سکتا
جو کر سکو تو میری بھوک علاج کرو

جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ یہ بجٹ اور سابقہ سات budgets جو اس سے پہلے پیش ہوتے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہی discuss کر رہے ہیں۔ الیاس بلور کو بیٹھے بیٹھے آپ پر پیار آجاتا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جب کوئی speaker بہت اہم point raise کرے تو discuss کرنا پڑتا ہے، اس کا جواب کیسے دیں گے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ آپس میں notes لیتے ہیں۔ جی بالکل۔

سینیٹر وسیم سجاد، آپ ہر ایک چیز کو negative لیتے ہیں، پروفیسر صاحب بڑی اہم باتیں کر رہے ہیں، ہم آپس میں سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ان کے بڑے اہم points ہیں، ان کا جواب دینا ہے کہ کیا بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی thank you جی ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر، ان کی مہربانی ہے کہ میں عام طور پر اہم باتیں کرتا ہوں، ان کو

موجودہ باتوں کچھ پتا نہیں ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، خیر ہے' اس میں مت پڑیں' ابھی مدرسے والے ڈنڈا نہ ماریں۔ پروفیسر ساجد میر ایک' دو اچھے شعر سنا دیں' ہمیں جگائے رکھیں۔

سینیٹر ساجد میر: آئیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرے خیال میں یہ مذکر' مونث صحیح ہے۔

سینیٹر ساجد میر، جناب والا! موجودہ اور گزشتہ سات Budgets کے بارے میں یہ بالکل درست کہا گیاہے کہ یہ elite class friendly ہیں' امیر نواز ہے' غریب نواز نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جناب! اس بجٹ میں کم از کم بڑے زمینداروں پر Agriculture Income Tax لگتا جس سے کم از کم چالیس ارب روپے حاصل کیے جاسکتے تھے۔ اگر یہ budget elite class friendly نہ ہوتا تو جناب! اس میں Real Estate, پراپرٹی کی خرید و فروخت پر ٹیکس لگتا جس سے اسی طرح اربوں روپے حاصل کیے جاسکتے تھے لیکن حکومت میں شامل چونکہ بہت سے افراد کا اس میں interest نہیں ہے کہ real estate کی خرید و فروخت پر ٹیکس لگے اس لئے وہ نہیں لگ سکتا۔ اگر یہ elite class friendly budget نہ ہوتا۔ اگر یہ بجٹ امیر نواز نہ ہوتا تو جناب اس میں Stock Exchange سے جو کروڑوں' اربوں روپے لوگوں نے کمائے ہیں اس پر بھی ٹیکس لگتا۔ ان تمام sectors کو نظر انداز کرنا اور غریب عوام کو direct and indirect taxes کا نشانہ بنانا کیا ثابت کرتا ہے۔ یہی ثابت کرتا ہے کہ یہ حکومت' اس حکومت کی پالیسیاں' ان کے بجٹ غریب نواز نہیں ہیں' امیر نواز ہیں۔ عوام سے زبانی ہمدردی ضرور ہے لیکن بات وہی ہے کہ

پیاسوں سے ہمدردی رکھی جاتی ہے
بادل اپنے گھر برسایا جاتا ہے

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! حکومت کی غریب دشمنی اور امیر دوستی کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ 1985 سے 1999 تک پندرہ سالوں میں بینکوں کے جو قرضے معاف ہوئے ان کی مالیت تیس ارب

روپے تھی۔ یہ بہت بڑی رقم ہے اور ہم کسی طرح ، میں کم از کم اس کے حق میں نہیں ہوں، ہماری جماعت اس کے حق میں نہیں ہے کہ اس طرح امیروں کے قرضے معاف کیے جائیں۔ موجودہ حکومت اور اس کے ہمنواؤں نے اس پر آسمان بھی سر پر اٹھایا کہ دیکھیں اس کو آپ سیاسی دور کہتے ہیں اس میں اتنے قرضے معاف ہوئے۔ پندرہ سال کے عرصے میں تیس ارب روپے معاف ہوئے۔

جناب والا! اب سات سال کے عرصے میں ایک امیر نواز حکومت نے ارب پتیوں کے قرضے معاف کیے ہیں ، کتنے معاف کیے ہیں؟ سو ارب روپے معاف کیے ہیں۔ یہ کس کا روپیہ ہے ، یہ عوام کا روپیہ ہے ، یہ اس ملک کا روپیہ ہے ، ان کو یہ حق کس نے دیا کہ یہ ارب پتیوں کے قرضے معاف کریں۔ اس کا فائدہ کیا ہوا ، فائدہ صرف یہ ہوا کہ آج وہی ارب پتی ، ان کے بچے اور ان کی آل اولاد وہ اٹھ کر کہتے ہیں کہ یہ مثالی بجٹ ہے ، یہ عوام دوست بجٹ ہے ، یہ فلاں بجٹ ہے صرف یہ فائدہ ہوا ہے۔

جناب والا! ہمارے ملک اور اس کے غریب عوام کا معاشی حلیہ بگاڑنے میں ان مالیاتی پالیسیوں اور بجٹ کےعلاوہ میں سمجھتا ہوں کہ دو روحانی facters بھی ہیں جنھوں نے ہمارے غریب عوام اور اس ملک کا معاشی طور پر حلیہ بگاڑا ہے۔ان میں سے ایک تو چلا آ رہا ہے سود کا مسئلہ ۔ سود کا مسئلہ دیرینہ چلا آ رہا ہے اس سے پہلے والی حکومتوں میں بھی تھا اور وہ چیز جس کو اللہ نے ، اللہ اور اس کے رسول صلعم سے جنگ قرار دیا ہے اس سے تو ہم بچتے نہیں اور توقع یہ رکھتے ہیں کہ ہماری معیشت بھی درست ہو جائے گی ، ہماری سیاست بھی درست ہو جائے گی ، ہمارا ملک بھی درست ہو جائے گا، عوام کی حالت بھی اچھی ہو جائے گی۔یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

دوسری بات جو اس حکومت نے خاص طور پر کی ہے اور جس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں ،جس کے روحانی اثرات سے جناب چیئرمین! یقین رکھیں صرف ایک مسلمان نہیں بلکہ ایک انسان کے ناطے یہ ایک حقیقت ہے جس کو ہمیں ماننا چاہیے کہ مادی factors بھی ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ کچھ اللہ کے فیصلے ہوتے ہیں جو سب چیزوں پر حاوی ہوتے ہیں اور ان ہی کو میں روحانی factors کہہ کر پکار رہا ہوں۔جناب! دوسرا factor جو اسی حکومت میں شروع ہوا اور جس سے میں سمجھتا ہوں کہ معیشت میں بہت بڑی بے برکتی آئی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے مسلمان

بھائیوں کا ' پاکستان کے اندر بسنے والے ' افغانستان کے اندر بسنے والے ' اپنے مسلمان بھائیوں کا خون اور ہڈیاں بیچ کر اس حکومت نے جو پیسے کمائے ہیں ' اربوں ڈالر بنائے ہیں اور ان سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی جیبیں نہیں بھریں ' انہوں نے جیبیں بھی بھریں اور تجوریاں بھی بھریں اور اس کا کچھ حصہ economy میں داخل کیا اس کی بے برکتی بھی آج اپنا اثر دکھا رہی ہے اور ان نیک ، مسلمان ، پاکیزہ دل لوگوں کو بیچ کر ، انہیں گوانتاناموبے کے جنگلوں میں بھیج کر ، انہیں ملکی اور غیر ملکی عقوبت خانوں میں بھیج کر انہوں نے جو مال بنایا اور اس کا کچھ حصہ معیشت میں ڈالا اور دعوے کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس بڑا مال ہے ہم نے فلاں ترقیاتی کام کیا ۔ اس کا account کچھ نہیں ' حساب دوستاں در دل دوستاں ' صرف انہیں پتا ہے کہ کتنا آیا اور کتنا صرف ہوا اور کتنا غائب ہوا ۔ اس کی بے برکتی کی وجہ سے اور حکومت کی بے تدبیریوں کی وجہ سے عوام کی جو حالت ہے وہ ہمارے سامنے ہے ۔ جناب چیئر مین ! جب تک اس فرسودہ ' استحصالی ' آمرانہ اور امیرانہ نظام کو ختم کر کے ملک میں عوام کی حکمرانی قائم نہیں کی جاتی جو عوام کو ان کے حقوق دے ' جو غریبوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ' ان کی فلاح و بہبود کو سامنے رکھتے ہوئے بجٹ بنائے نہ کہ امیروں کو ' اس وقت تک ملک کے حالات نہیں بدل سکتے ۔ جب تک اس ملک میں شوکت عزیز ' جب تک اس ملک میں عمر ایوب ' اس ملک میں سلیمان شاہ بجٹ بناتے رہیں گے ' کسی خیر اور کسی بہتری کی توقع نہیں ۔ کیونکہ وہ عام آدمی کے متعلق کچھ جانتے ہی نہیں ۔ اس لئے جناب ! گزارش یہ ہے کہ

خوشبوؤں کا اک نگر آباد ہونا چاہیے
اس نظام زر کو اب برباد ہونا چاہیے

اسی سلسلے میں عمر خیام کی ایک خوبصورت اور لافانی رباعی ہے ۔ فارسی جاننے والے ہمارے دوست کم ہیں ۔ انگریزی جاننے والے زیادہ ہیں ۔ اس لئے اس کا خوبصورت اور بہترین ترجمہ جو ہو سکتا ہے وہی میں پیش کروں گا ۔

Ah Love! could you and I with him conspire to grasp this sorry scheme of things entire, Would not we shatter it to bits-and then re-mould it nearer to the heart's desire!

بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر دلاور عباس صاحب - پانچ دس منٹ میں تقریر ختم کرلیں - پونے دو بجے تک دوست بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد پھر انشاء اللہ نماز اور کھانے کا وقفہ کریں گے۔ جی دلاور عباس صاحب۔

سینیٹر سید دلاور عباس: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے میں آپ کی اور ایوان کی توجہ پاکستان کے ان زمینی حقائق اور مستند معاشی حقائق کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو دنیا کی مشہور rating agencies نے confirm کئے اور تسلیم کئے ہیں اور اسی وجہ سے پاکستان کی rating B-1 تسلیم کی گئی ہے۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں صدر جنرل مشرف کی صدارت میں شوریٰ نے اپنے پانچ سال مکمل کرنے ہیں اور انشاء اللہ یہ معاملہ چند دن کا ہے that we will be completing our five years. اس تسلسل کے عمل کے نتائج آپ کے سامنے ہیں اور اس کا پیمانہ صرف معاشی ترقی ہے جو حقیقت بن کر ابھری ہے - اور یہ شعر یہاں بجا طور پر اس کیفیت کی عکاسی کرتا ہے کہ وہی قومیں جو آگے بڑھ کر اور جراتمندانہ قدم اٹھاتی ہیں اور عمل کرتی ہیں - جنرل مشرف نے ہماری پارٹی کو ساتھ لے کر اتحادی پارٹیوں کے تعاون سے اس سیاسی عمل کو جاری رکھا اور جراتمندانہ اقدامات شوکت عزیز صاحب نے as a Finance Minister اور as a Prime Minister معاشی معاملات پر اٹھائے' ان کا نتیجہ بھی ہمارے سامنے ہے -

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

اور یہ آئین نو ہے - میں 99,98 اور 96 کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا - ہم صرف پچھلے سال کے بجٹ 2006-07 کے figures کو ساتھ لے کر چلتے ہیں تاکہ پتا چل سکے کہ ہم نے معاشی میدان میں کیا ترقی کی اور ایک سال میں کس طرح بتدریج، مسلسل اور continued economic

policies کی وجہ سے یہ results سامنے آئے ہیں تاکہ ان کا ہم اندازہ کر سکیں۔ اس سلسلے میں
میں پچھلے سال کے بجٹ کے اعداد و شمار آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ پچھلے سال کا مجموعی
بجٹ 1500 ارب روپے سے زائد کا تھا اور حکومت کے اخراجات کا تخمینہ 1314 ارب کا تھا۔ اسی
طرح CBR کی collection کا ہدف 835 ارب روپے تھا۔ اسی طرح پچھلے سال کا خسارہ GDP کا 4.
2% رکھا گیا تھا۔ پچھلے سال PDSP ترقیاتی پروگرام 320 ارب روپے کا تھا۔ پچھلے سال 07-2006
میں مجموعی قومی پیداوار میں اضافہ کی شرح 8.6 فیصد تھی۔ میں یہ بنیادی اعداد و شمار 07-2006
اس لیے سامنے لایا ہوں تاکہ 08-2007 کے بجٹ پر جو بحث جاری ہے اس میں دونوں سالوں کا
موازنہ ہو سکے اور یہ بات ثابت ہو سکے کہ جب ایک سیاسی عمل اور ایک تسلسل قائم رہتا ہے تو قدرتی
طور پر نتائج قوم کے لیے حوصلہ افزا ہوتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس سال کا بجٹ 1874 ارب روپے
کا ہے۔ اس میں ظاہراً ایک growth سامنے نظر آ رہی ہے اور اخراجات کا تخمینہ 1353 ارب روپے
کا ہے۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا اب تک کا سب سے بڑا record budget ہے اور اسی تسلسل سے
معاشی ترقی ان اعداد و شمار سے نظر آ رہی ہے۔ 08-2007 کی معیشت بذات خود ایک بہت بڑی
achievement ہے اور GDP growth جس کا target 7% رکھا گیا تھا 7.02% اس وقت تک
حاصل ہو رہا ہے اور نظر آ رہا ہے۔ اس سال 08-2007 میں CBR revenue collection کا
target 1475 ارب روپے ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ economic policies کا نتیجہ ہے کہ ایک وہ
زمانہ تھا جب taxes perforce with coercion and lots of other measures had to
be used. اب آپ یہ دیکھیں کہ پچھلے تین یا چار سالوں میں جتنے بھی گورنمنٹ پر objections
لگائے جائیں کوئی کسی قسم کی

coercion as far as CBR in the tax collection has come into the light. No. The industrialists, the normal people, salaried class they are paying their taxes and every year you can see the growth with the collection of the CBR.

300 ارب، 400 ارب it is not easy and these figures are not کہ یہ manipulated ہیں،
یہ figures manipulated نہیں ہیں اور نہ ہی یہ ہو سکتے ہیں کیوں کہ ہر چیز کا موازنہ اتنے بڑے

اخراجات---- جب تک آپ کی kitty میں اتنا پیسہ available نہیں ہو گا آپ اتنا خرچ نہیں کرسکیں گے۔ کچھ اور figures میں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ مجموعی خسارے کا اندازہ اس سال 08-2007 میں 398 ارب ہے جو کہ GDP کا 4% ہے جیسے میں نے پہلے بتایا کہ وہ 4.02 تھا' اس کا مطلب ہے کہ there is an improvement. Earthquake and international oil prices کے باوجود پچھلے سال سے Government جو کہ برداشت کر رہی ہے اس سال کا PDSP programme 520 ارب روپے پر رکھا گیا ہے ۔ This is another advancement and growth جو کہ ایک بہت بڑا programme ہے۔

جناب چیئرمین!جیسے آپ پر یہ بالکل واضح ہے کہ یہ

PDSP programme , it is the largest programme for generation of employment in the public sector and at the same time developing the infrastructure for the country for bringing foreign investment on the ground , that there is a continuity in the Government policies because of those policies, these large programmes of PDSP are being carried out.

اور اس پروگرام کا 52% infrastructure کی تعمیر اور 48% social sector development پر خرچ ہو گا۔ یہ پروگرام

totally employment growth oriented , infrastructure building and giving a foundation to the public life in the country to the people of Pakistan.

2006-2007، میں divisible pool سے 45% حصہ صوبوں کو منتقل کیا گیا اور اب 2007-2008، میں صدر پاکستان کو دیئے گئے اختیارات کے تحت رقم کا 46% جو کہ 497.2 ارب روپے بنتا ہے صوبوں کو منتقل کیا جائے گا۔ جناب والا!

That shows the confidence the Provinces have in the President of Pakistan.

اور انہوں نے جب یہ حق دیا تو ان صوبوں کے پیچھے تمام political strength تھی۔ ہر قسم کی parties ہمارے ساتھ اشتراک میں بھی بیٹھی ہوئی ہیں' ہمارے ساتھی بھی ہیں۔

تمام نے مل کے جب President کو یہ confidence دیا تو یہ 2010ء تک 50% تک صوبوں کو منتقل کر دیا جائے گا۔ That is one part which the Provinces have been asking and requesting again and again that their share from the divisible pool should increase to that level. تو یہ انشاء اللہ achieve کیا جائے گا۔

غیر ملکی سرمایہ کاری کو attract کرنے کے لیے صرف ایک چیز required ہوتی ہے which is political stability and continuity in the economic policies of a government unless and until the Capital feels safe and wants to be settled in those areas of the world where they can generate money to get the profits, to make money and their investments are safe.

تو پاکستان میں کیا وجہ ہے جو چھ ارب ڈالر کی غیر ملکی سرمایہ کاری ہوئی اور بڑھ رہی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی achievement ہے اور اس سے آنکھیں پھیرنا، اگر یہ نظر نہیں آ رہی یا معلوم نہیں ہو رہی تو یہ ہمارا قصور نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی foreign investment پاکستان کی history میں کبھی نہیں آئی، 6 billion dollars have been attracted and the foreign investment is there on the ground. July to April, 6 billion جو اس وقت ہماری record foreign investment ہے اس country میں، بیرونی سرمایہ کار تب ہی سرمایہ کاری کی طرف جاتا ہے جب اس کو Government اور اس کی پالیسیوں پر اعتماد ہو۔ اب اعتماد کی فضا بحال ہے جس کی وجہ سے بیرون سرمایہ کاری ہوئی ہے۔

اسی طرح میں اس موقع پر یہ بتاؤں گا کہ ایک جو بہت latest important development ہوئی economic growth میں وہ ہمارے Euro Bond تھے Their acceptance in the world market. یہ 2002-2006ء میں بین الاقوامی مارکیٹ میں جب دس سالہ یورو بانڈ جاری کیے جس کی ساڑھے سات گنا سے بھی زیادہ acceptability آئی، بیس سے تیس سال تک کی foreign and future investment کے لیے یہ یورو بانڈ accept کیے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ foreign world کا اور دنیا کا کوئی ایسا area نہیں جہاں پر یہ confidence show ہوا ہو اور کسی government کی better policies of

re-action کے investment and balanced economic policies پر اور بانڈز کی دنیا

میں ہماری acceptance پہلی دفعہ ہوئی ہے۔ آپ کو اگر یاد ہے تو ایک دفعہ ہم نے نیویارک

میں بھی ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، سعدیہ صاحبہ وہ speech کر رہے ہیں۔

سینیٹر سید دلاور عباس، جناب چیئرمین ! Nobody should interrupt while I am speaking.

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ ایسا کریں once he completes his speech پھر

اس کے بعد آپ point اٹھا لیجئے گا۔

Senator Saadia Abbasi: I am not interrupting him. I just want an explanation.

کل ہارون اختر صاحب نے بھی کہا' آج انہوں نے بھی کہا کہ یورو بانڈ کی وجہ سے پاکستان کی

economy پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے۔

In layman's language explain, what it means, that issuance of Euro Bond is infact,an expression of confidence in the economy of Pakistan?

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی پلیز۔

سینیٹر سید دلاور عباس، بالکل

Euro Bond, acceptance of Euro Bonds or any bonds, which a Government floats on the International Economic Market

جب وہ لے کر جاتے ہیں۔ is like a credit rating to improve and refeel the

pulse of theInternational Market. اور جب آپ foreign investor کی pulse کو

feel کرنا چاہتے ہیں اور ہم نے ابھی اتنے بڑے نہیں کیے تھے' seven and a half billion

dollars کے بانڈ which is not very big, but the pulse says that days are now

acceptable for twenty and thirty years جب کہ نیویارک میں پہلی دفعہ جب ہم بانڈ لے

کر گئے تھے 90s میں تو nobody offered a single penny on earth. Bonds are
like any ordinary bond or domestic bond جس طرح ہم ایشو کرتے ہیں اسی طرح
or انٹرنیشنل بانڈ economic pulse دیکھنے کے لیے اور realise and feel کرنے کے لیے
کہ ہم میں کتنا confidence ہے، گورنمنٹ کی پالیسیوں میں - اس طرح جب یہ بانڈ float
کیے جاتے ہیں تو Government picks on or then you can issue bigger bond to
generate and bring more money اور وہ تب ہی آ سکتی ہے جب foreign investors
کو یہ confidence ہوتا ہے کہ اس ملک میں investment یا ان کے بانڈ خرید لیے جائیں،
ایک تو return بھی بہتر رہے گی اور بیس تیس سال تک وہ money safe ہو گی۔ ورنہ،
who will place اور ساڑھے سات گنا زیادہ مالیت پر ہمارے بانڈ فروخت ہوئے ہیں -

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب ہمیں یہ بھی بتا دیں کہ rate of mark-up کیا دیا گیا؟ interest کا ریٹ کیا تھا؟ مجھے پتہ نہیں ہے ۔ میں معافی چاہتا ہوں -

سینیٹر سید دلاور عباس، نہیں نہیں - معافی کی ضرورت نہیں ہے -

سینیٹر الیاس احمد بلور، آپ ہمارے پیر ہیں سائیں -

سینیٹر سید دلاور عباس، بانڈز کا ریٹ انٹر نیشنل مارکیٹ کی جب return ہوتی ہے---

سینیٹر الیاس احمد بلور، interest کا ریٹ میں کہ رہا ہوں -

سینیٹر سید دلاور عباس، interest کا ریٹ بھی جو مارکیٹ میں ہے basically یہ return کا ریٹ ہوتا ہے - What return you are offering not the interest آپ اس کو کیا return دیں گے on the bond اگر وہ مارکیٹ ریٹ سے کم ہے یا اس سے زیادہ ہے تو زیادہ تو ٹیکس کتنا ہے ۔ But when the rate is offered اور اس basis پر وہ بانڈ accept کیا جاتا ہے وہ اس کی rate of return پر ہے - It is not کہ ایک شخص کو لگا کر آپ کہیں کہ ہم دو سو فیصد آپ کو interest دیں گے، اس طرح تو ہر بانڈ جو بھی بس ....

سینیٹر الیاس احمد بلور، شاہ صاحب with due respect to you, I tell you

انٹرنیشنل ریٹ ' کہ جو ریٹ ہے very categorically, I know it very categorically
سے کافی زیادہ ریٹ پر آپ لوگوں نے رکھا تھا۔ وہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، ان کو بات کر لینے دیں ۔ آپ ریٹ بتا دیں اگر آپ categorical ہیں تو ۔

Senator Syed Dilawar Abbas: I think this budget which has been presented is definitely based on the strength of the continued policies of the Government

اور یہ اتنے بڑے figures ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے دوستوں نے نوے کی دھائی میں اٹھارہ سو پچھتر ارب ' تیرہ سو ترپن ارب کے اگر سنے ہیں اور اگر یہ اسے چیلنج کرنا چاہتے ہیں تو اتنے بڑے PSDP programme یہ گورنمنٹ carry نہیں کر سکتی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی ریلیف کی بات اس بجٹ میں ہے ' وہ اتنی دفعہ repeat ہو چکی ہے' میں اس سے زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا ۔ But I think میں اس بات پر زور دے کر کہنا چاہتا ہوں کہ

continued policies and the political stability, political strength, gives the country a strength to keep improving in the economic field

اور جب آپ economic field کو strong کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ stability بھی achieve ہوتی ہے ۔ And this is what it has been done in the last seven years. Thank you very much Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین ، Thank you very much , adjourn...... کریں گے for نماز and lunch ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، بجٹ کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرے خیال میں ابھی ایسا وقت ہے کہ ....

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، جناب والا! آج ہم budget discuss کر رہے ہیں جیسے ہم عید کے موقع پر خوشیوں کو discuss کرتے ہیں اور دوسروں کی خوشیوں کو یاد رکھتے ہیں۔

میں جناب! کو یاد دلانا چاہوں گا کہ بلوچستان میں سینکڑوں ایسے نوجوان ہیں جن کو ایجنسیاں اٹھا کر لے گئی ہیں اور ان گھروں کا بجٹ متاثر ہو چکا ہے تو آج بجٹ کے موقع پر ہم ان کا بجٹ بھی یاد رکھیں جن کا کوئی اتاپتا نہیں ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تاریک راہوں میں مارے جاتے ہیں تو میں یاد دلانا چاہتا تھا کہ جیسا عید کے موقع پر خوشیوں کو یاد رکھا جاتا ہے ان کو بھی یاد رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ اچھا نکتہ ہے لیکن سپریم کورٹ نے مسئلہ پہلے ہی اٹھایا ہوا ہے لہذا یہ subjudice معاملہ ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب والا! بلوچستان کے لوگوں کا معاملہ اس طرح سے subjudice نہیں ۔ Subjudice تو ان لوگوں کا معاملہ ہے جو یہاں سے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے بلوچستان کی list بھی ادھر ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، اگر ایجنسیاں ان لوگوں کو واپس گھروں میں پہنچا دیں گی تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔ سپریم کورٹ خود کہتی ہے کہ ہر پیشی پر نئے نام آ جاتے ہیں اور وہاں حکومت تسلیم کرتی ہے کہ ان کے پاس لوگ موجود ہیں۔ ہم درخواست کرتے ہیں اور بڑی ہمدردانہ اپیل کرتے ہیں کہ از راہ خدا ان لوگوں کو واپس دلا دو اور یہ ظلم جو حکومت کی ایجنسیاں ڈھا رہی ہیں اس کو ختم کیا جائے اور یہ معاملہ تو subjudice نہیں ہے جناب!---

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب والا! ایک منٹ اور سن لیجیے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ ہم آج وہ بھی نہیں کر سکتے۔ ایجنسیاں لوگوں کو اٹھا کر لے جاتی ہیں، illegal detain کرتی ہیں اور ہم ان کو کہتے ہیں کہ ان کو چھوڑ دو، ہم کوئی ایکشن نہیں لیں گے۔ یہ ظلم کی انتہا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Now, we adjourn for Namaz and lunch and get back together at 5 p.m.

....

(The House was then ad journed to meet again at 5 p.m.)

{The House re-assembled with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian

Soomro) in the Chair}

....

Mr. Chairman: Mr. Farooq Hamid Naek Sahib.

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you Mr Chairman Sir, this is irrelevant for the common man Though it offers some releif to the government employees, there is rapid trade deficit and double digit food price inflation. A special surcharge of 1% has been levied on all imports, making the imports very expensive. Budget has not only made attempts to remove that distortion that has been the subject of public debate in recent months. No concrete measures have been taken to expand the tax net to lodge land owners, big businessmen, industrialists and stock brokers. The inadequate growth rate in the agriculture crops, is responsible for high food price inflation. Subsidy and credit without massive investments in water, energy and human resources have proved to be inadequate to grow crops at the requisite wage No significant allocation has been made in the budget for higher education which remains as tiny as 6 5% of the defence budget of Rs. 275 billion. Sir, Minister for Finance has wrongly claimed that the level of spending on defence has gone to 3%, in actual it is 4% He has forgotten to include about Rs. 60 billion received from Pentagon for logistic support and about Rs. 40 billion spent on pension. Even if it is Rs 275 billion, it is 4 times more than the combined allocation for water, electricity, higher education and motor highways construction in the current budget. Sir, unfortunately unavailability of the water has remained the constant problem in the growth of the agriculture sector

From the last seven years, it has remained for only about 134 million acres in the rural areas which is a major impediment in the growth of agriculture. Exports have grown only by 3% this year and current deficit has swelled to 5% of the GDP. Sir, during the outgoing year, food prices inflation of over 10% has left many a kitchens cold. The poorest have not been able to eat what the rich people are eating. Overall consumer price index of nearly 8%; the consumption of the poorest of 20% has remained below 10%, by the richest 20% of Pakistani enjoyed the consumption rate of merely 50% which is a big disparity. The policies of the Government have increased the gap between the rich and the poor. Sir, the middle class which is the back bone of the nation is slowly eroding and which is a grave concern for this country. There are no concrete proposals in the budget to bridge this gap except hollow promises, that thousands of jobs would be created and thousands of low cost houses for the poor will be built. So, I can simply say that there are promises which are not being fulfilled at all and there are no allocations in the budget which would lead to the fulfilment of these promises.

Sir, the Government is taking shelter behind Utility Stores is a farce. First of all, there are not enough Utility Stores in the country to take care of the needs of the fifteen million. Secondly when you are practicing market economy, it is very important that the private sector should be involved in it. Otherwise, it is impossible to intervene efficiently in the public sector. There was a promise that was made by the government that public and private sectors will join hands in the building of the Utility

Stores but nothing has been mentioned in the budget as to how it would be done and when it would be done. This means the Utility Stores remain very few in the country and a common man is not being able to take advantage of those Utility Stores. The subsidies that are being provided have been mentioned in the budget are equal to 130 billion. Out of this 130 billion only 2.5 million is going for the use of keeping prices of the essential commodities like pulses, suger, ghee and other commodities. Whereas, 98 billion, the major portion of the subsidy outlay is being given to the petroleum companies, to the refineries, to KESC and to WAPDA. Again in the end, if they look into it, the result is, common man is not being benefitted at all by the budget which has been laid down by the Minister of Finance.

Sir, due to increase in wheat prices, the wheat production has increased, no doubt. The prices of Atta has also increased tremendously but no measures have been taken in the Budget to reduce, to tackle this menace, for which the major contributing factors are hoarding, blackmarketing, ineffective distribution network. As a consequence thereof, nothing has been done for the benefit of the commonman and the commonman has not gained anything from the Budget that has been presented by the Minister for Finance. Sir, production sector is stagnant. No new investment is coming forward. No doubt, remittances are coming from abroad by way of dollars and pounds. We are gaining more money through privatisation and what is happening? When more dollars are coming in, the more rupees are pumped into the economy. Mr.

Chairman, you are a banker and remained the Head of the largest bank in this country, the National Bank of Pakistan and you know it very well what happens when the money is pumped in, the inflation goes up. The prices are increased. When more money is in the market, supply is less. As a consequence thereof, what happens is that, this money which is being pumped in is not being used for any domestic economic activity. This is the sad part. No domestic economic activity has taken place which with the use of this money and as a result thereof, the prices of the real Estate have increased tremendously. The money is being sent in the stock markets. Again, the poor man is not benefitting, the common man is not benefitting, only the rich is benefitting, only the rich are becoming richer, the poor are becoming poorer. So, the Budget has again not elevating.

Sir, it is common knowledge that the rates of the electricity, water, gas and other utilities are going on. The petrol is very exorbitant.

The Government of Pakistan is buying petrol at a cheap rate at about Rs. 13 per litre but it is selling it at Rs. 54 per litre. Again, nothing has come in the Budget, whereby the kerosene or the petrol would become cheaper for the people at large. Until and unless these two - the petrol and the kerosene oil will become cheaper. The prices of goods would never go down, if the price of kerosene is increased. If the price of kerosene oil remain stagnant, the prices of the petrol would remain stagnant or increased, the prices of the essential commodities would not go down. As a consequence, no relief has been provided in the budget

by the Minister for Finance laid before the House.

Sir, in the morning also, it has been raised that the laws are being amended through the Finance Bill which is totally illegal and unconstitutional and if this goes on, I do not know where it will end. Sir, the last 8 years, Gen. Musharraf rule has brought the country to dangerous cross roads. The country is divided. All institutions have been ruined and disgraced, ill-advised and ill-planned policies of Gen. Musharraf are only there to perpetuate the rule through illegal means. Nothing is being done for the common man. Nothing is going right. Let us look into it what is heppening in the country. Corruption has increased, religious militancy has increased, terrorist activities have increased, pricces of essential commodities have increased, crime has increased, illegal commercial and industrial activities have increased, gap between the rich and the poor has increased, role of agencies to browbeat the citizens of this country, especially the politicians and the judges have increased. They are doing what they are not required under the law and the constitution to do. Heart burnings of the Pathans, of Balochis and of Sindhis have increased. All such methods are being used effectively to subdue the rights of the citizens. The voice of the citizens and the country is being led to a point where there is a great apprehension with regard to the integrity of this country. Relations with the neighbours have deteriorated. None feels safe and secure living even in their homes, even when the house is locked. If you want security, you should hire your own guards. If you want electricity, you should have your own generator.

If you want water, you should buy from the tanker mafia. Sir, where are we heading towards? The Budget has not provided anything for the common man in order to alleviate the problems which are being highlighted over here.

The foreign policy of the country has failed. Unemployment, dacoities and kidnappings have increased. The National Accountability Bureau is being used to blackmail and terrorise the political opponants rather than weeding out corruption. Not a single case has been filed in the last seven years against a person, against the government, against the Ministers. Are they totally honest? Nothing has been done. In turn, the employees of NAB because they receive instructions not to file any case against the government, do not file any case against the Ministers. Then what happens? In turn, the employees of NAB take advantage of it. They go on free trips abroad, they take perquisites which are not entitled to a common government employees, they spend money of the national exchequer.

بغیرکسی غم کے بغیرکسی فکر کے۔

As a consequence thereof, the non-development expenditure of the country is increasing which is not good for the country. Mr. Chairman! where are we heading towards? Do we want to do away with of what remains as now of Pakistan. Mr. Chairman! our forefathers gave us this country. What are we giving to our children? Nothing! Are we giving them what I just highlighted? Putting them to shame that we are leaving a legacy of hatred, we are leaving a legacy of corruption, political division,

ruled by illegal means, crushing voice of opposition, snatching away the rights of others, becoming rich by exploitation and unlawful means, using unlawful methods to perpetuate rule and destruction of institutions one by one and rule through terror and confusion.

This is what we are going to give to our children. Sir we have got to reform ourselves otherwise our children would never forgive us. What we are giving them? At least we should be grateful to our forefathers. They gave us this country to live in. Sir, it is a high time we give citizens of this country peace, prosperity, happiness, a right to employment, basic necessities of life like water, electricity, roads, housing, employment, medicines, schools, colleges. Budget has not given us a fraction of money for all these basic necessities which a common man needs. At the end we can easily say that nothing has been given to the common man in the budget but only the rich have become more rich. Sir, what we are facing today in this country is the politics of enmity, the politics of hostility. The politics of vindictiveness have got to be finished. We have got to bury the past. We have got to see what is the voice of a common man is saying, we have got to listen to them. Let us start with a clean slate, let us build Pakistan into a modern Islamic state. Let the hatred, inequality, illegality and forced patronage be finished. Unless it is done, I have got a great doubt and great apprehension that this country would prosper and we can become real modren Islamic state. Sir through this august House
اور آپ کی وساطت سے میں Minister for Education کو اور present regime کو
propose کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک اس ملک کے اندر قرآن اور سنت کے مطابق ایک

ہیں پھر کسی سرکاری رہائش گاہ میں ہیں تو اس کو کم از کم چھ سال، آٹھ سال یا دس سال کا period دیا جائے۔ جب تک وہ بچہ بڑا نہ ہو جائے ان کو اس گھر سے بے گھر نہ کیا جائے۔ سب سے زیادہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک تو ظلم یہ ہوتا ہے کہ گھر کا کمانے والا فرد معذور ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے یا انتقال کر جاتا ہے اور دوسرا ظلم یہ ہوتا ہے کہ اس سے وہ سرکاری رہائش گاہ بھی چھین لی جاتی ہے جو اس کا سر چھپانے کے لیے ہے۔ ان سب سے زیادہ، کھانے پینے سے زیادہ، اس چیز کی تکلیف ہوتی ہے کہ اب سر چھپانے کے لیے کہاں جائیں گے۔ اس میں بھی ایک مدت، ایک time period ہونا چاہیے۔ چار سال، چھ سال جب تک اس کا بچہ یا بچی اس قابل نہ ہو جائے کہ وہ خود job کر سکے اور وہ اپنے لیے اس چھت اور اس سائے کو برقرار رکھ سکیں۔ جناب والا! یہاں بات سرکاری ملازمین کی ہے اور یہ بھی ہم نے کہا کہ صنعتی فیکٹریاں، ادارے ان کے جملہ ملازمین بھی ہیں۔ میں نے خود اپنے طور پر دیکھا کہ جو بھٹہ خشت والے جو پتھر بناتے ہیں وہاں پر مزدوروں کی کیا حالت زار ہے؛ میں نہیں سمجھتی کہ ان کو کوئی میڈیکل سہولت دی جا رہی ہے یا ان کو کوئی کھانا دیا جا رہا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھٹہ لگانے سے پہلے وہ دس پندرہ گھر بنا دیتے ہیں تاکہ ان کو قید کر کے رکھا جا سکے اور ان سے یہ کام لیا جائے۔ میں نے خود اس چیز کو دیکھا ہے تو میں اپنی گورنمنٹ سے درخواست کرونگی کہ جہاں اتنی مہربانیاں ہیں، ان کے لیے کوئی قانون کوئی طریقہ کار ہو، وہ لوگ بھی انسان ہیں، اس معاشرے کے آزاد شہری ہیں اور ان کے بھی اتنے ہی حقوق ہیں جتنے باقیوں کے ہیں۔ بے شک سرکاری ملازمین جتنے نہ سہی مگر ایک مزدور کا حق تو اس کو ضرور ملنا چاہیے۔

جناب! اس کے بعد کارپوریشنز آ جاتی ہیں، جیسے سوئی گیس، پی آئی اے ہے، autonomous bodies ہیں، آپ کو پتا ہے کہ ان کے اپنے گریڈ ہوتے ہیں، اپنا طریقہ کار، اپنی تنخواہ ہوتی ہے مگر اس میں بھی جو بڑے گریڈ اٹھارہ، انیس، بیس ہیں، وہاں تک بالکل بہتر ہے، ان کو اچھی تنخواہیں، اچھی facilities ملتی ہیں، مگر جو قاصد، نائب قاصد یا clerical staff ہے ان کو ایسی بہتر سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ یہاں بھی قانون سازی ضرور ہونی چاہیے کہ یہ Corporations بھی اپنے ان ملازمین کو کیا، کیا سہولتیں دیں گی۔ میڈیکل، education گھر کی سہولت لازمی ہونی چاہیے اس کے بعد اس کے بچوں کو بھی وہی سہولت ملنی چاہیے، خدانخواستہ

build modern Islamic State نہیں کیا جائے گا یہ ملک آگے نہیں چل سکتا۔

We have got to finish arrests and victimization. Let all political opponents be released, let all those in exile come back and take part in politics. Let Mohtarma Benazir Bhutto and Nawaz Sharif come back and whatever false, fabricated, and concocted cases are filed against them one after the other be looked into and withdrawn. They should be allowed to take part in politics. The specific laws that have been passed in the form of the Ordinances, in the form of a executive order against Mohtarma Benazir Bhutto should be withdrwan so that she is allowed to come back, and let election take place in a free and transparent manner and let the persons be allowed to command whom the people of this country want. Let there be no rigging and let nobody become over and above the law to rule through illegal and un-constitutional manner. Sir, through this august House I propose Arabic be made compulsory language for study from class 1 to class 8 which has never been done.

آپ یورپ چلے جائیں، انگلینڈ والوں کو، لندن میں جو لوگ رہتے ہیں ان کو French آتی ہے، ان کو اٹالین آتی ہے۔ جو فرانس میں رہتے ہیں ان کو انگلش آتی ہے، جرمن آتی ہے۔ ہم اپنے ملک میں رہ کر، جیسے کہ ہم کہتے ہیں کہ اسلامی ملک ہے، آج تک عربی کو compulsory language نہیں بنا سکے ۔ Look at the education we are giving to our children. قرآن کی study with translation آج تک نہیں آئی۔

It is not a compulsory subject in the schools which it should be made from class 1 to class 8th. So that religious militancy

ختم ہو، so that وہ شخص جس کو اسلام کے بارے میں علم نہیں ہے اور وہ ہمیں پیچھے کی طرف دھکیل رہا ہے، ہمیں نہ دھکیل سکے۔ ہمیں پتا ہو کہ اسلام کیا ہے۔ ہمارے بچوں کو پتا ہو کہ اسلام

کیا ہے تاکہ وہ اس ملک کو ایک modern Islamic State بنا سکے۔ جس کے اندر انہیں دین بھی ملے اور دنیا بھی ملے۔

And that is very important sir! that these two proposals which have been brought farword , should be implemented . They are good for the country, for the future generation and for everybody.

ہمیں دین بھی ملے گا اور دنیا بھی ملے گی اور اس بجٹ کو ہم اس طرف لے کر آئیں جہاں پر ایک common man ایک غریب کو اس کا فائدہ ہو، نہ کہ امیر آدمی کو اس کا فائدہ ہو۔ Sir, in the end I would say long live Pakistan. Thank you.

جناب چیئرمین، کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو اپنی گورنمنٹ کو، صدر مملکت، وزیراعظم، ان کی ٹیم، ڈاکٹر اکرم شیخ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں کہ یہ الیکشن کا سال ہے اور انہوں نے قوم کو نہ صرف ایک متوازن بجٹ دیا بلکہ ایسا ریلیف دیا جس کی کئی سالوں سے ہم تمنا کر رہے تھے کہ کاش کوئی ایسا بجٹ بھی آئے جس میں غریبوں کو ریلیف ملے۔

جناب والا! ویسے تو اس بجٹ پر بڑی سیر حاصل گفتگو دونوں طرف سے ہو چکی ہے اور ہر شخص نے اپنی تجاویز، اپنی تدابیر، کسی نے مثبت، کسی نے منفی، اپنے اپنے طریقے، اپنے اپنے سٹائل سے دی ہیں۔ میں چند چیزوں کو focus کروں گی جن میں خاص طور پر سول ملازمین کی تنخواہوں، ان کی پنشن کی بابت جو کچھ کیا گیا ہے اس میں، میں اپنی طرف سے بھی چند چیزوں پر روشنی ڈالنا چاہوں گی۔

جناب والا! ہماری حکومت نے پہلی دفعہ کلیریکل سٹاف کے لئے دو سکیل آگے بڑھائے ہیں، دو گریڈ آگے ترقی دی ہے۔ اس میں گریڈ پانچ سے لے کر گریڈ گیارہ تک کے وہ ملازمین جو عرصے سے تمنا رکھتے تھے کہ کاش وہ بھی سات ہی میں ریٹائر نہ ہوں۔ موت تک بھی ایسا ہوتا تھا کہ جو کلرک تھا وہ بیچارہ کلرک ہی مر گیا۔ اب اتنا اچھا فیصلہ کیا گیا ہے کہ گریڈ گیارہ تک دو

دو گریڈ بڑھائے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ گریڈ گیارہ تک نہیں بڑھانے چاہیں تھے' بلکہ گریڈ پندرہ تک کے بڑھانے چاہیں تھے۔ ان کے بھلے دو دو گریڈ نہ بڑھائے جاتے بلکہ ایک ایک گریڈ بڑھایا جاتا۔ گریڈ سولہ تک میں وہ ملازمین چلے جاتے جو گریڈ سات سے گیارہ اور گیارہ سے چودہ اور چودہ سے پندرہ اور پھر وہ سولہ میں آجاتے۔ شاید ان کی بھی دیرینہ خواہش پوری ہو جاتی کہ وہ ملازم جو سات گریڈ کا ملازم تھا وہ گریڈ سولہ میں ریٹائر ہوتا اور اس کو اس کے benefit ملتے رہتے۔

دوسرا جناب میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت نے اس دفعہ تقریباً پندرہ فیصد اور بیس فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے۔ جناب والا! بڑی اچھی بات ہے' یہ پنشن والوں کے لیے بھی کیا گیا ہے اور حاضر سروس ملازمین کے لیے بھی کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اضافہ پندرہ فیصد نہیں بلکہ بیس فیصد ہونا چاہیے اور یہ تمام ملازمین کے لیے ہونا چاہیے۔ گریڈ گیارہ سے لے کر گریڈ انیس بیس' گریڈ اکیس اور بائیس اگر نہ بھی دیا جائے تو شاید فرق نہیں پڑے گا۔ ہمارے سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہیں اور دیکھ رہے ہیں' میں ان کی مخالفت نہیں بلکہ ان کی حمایت کرتی ہوں کہ تمام سیکرٹریوں کو ملنے چاہیں تاکہ جب وہ ریٹائر ہوں تو اچھی باعزت زندگی گزار سکیں۔

جناب والا! تنخواہ چار ہزار اور چار ہزار چھ سو روپے بڑھائی گئی ہے' دونوں چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ ریٹائر ہو جاتے ہیں ان کی پنشن میں بھی اسی طریقے سے پندرہ اور بیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ جو پہلے تیرہ سو لیتے تھے اب پندرہ سو روپے لیتے ہیں۔ اچھی بات ہے مگر پھر بات 20%, 15% کے درمیان آ کر کیوں رک گئی ہے' یہ 20% ہی ہونا چاہیے۔ 20% کوئی زیادہ amount نہیں ہے۔ ایک غریب کی تنخواہ چار ہزار یا پانچ ہزار روپے ہے میں سمجھتی ہوں اس میں 20% اضافہ لازمی ہونا چاہیے تاکہ کم سے کم اس کے گھر میں آٹے کی ایک بوری تو آ سکے۔ جناب! چھ ہزار تنخواہ واقعی بہت کم ہے۔ ایک گھر کا فرد کماتا ہے تو پوری نہیں پڑتی۔ ہمارے ہاں شکر الحمد للہ اسلامی نظام ہے ہم پاکستان میں رہتے ہیں اور جائنٹ فیملی سسٹم ہے اور کوئی گھر ایسا نہیں ہے جہاں ایک آدھ بچہ نہ ہو۔ یہ ایک ہی گھر کے دو افراد ہوتے ہیں۔ شکر الحمد للہ چار چار پانچ لوگوں کی فیملی ہے اور وہ چار پانچ گھر والے اور اس کے بچے بھی کوئی محنت

مزدوری کرتا ہے، کوئی ریڑھی چلاتا ہے، کوئی PCO چلاتا ہے اور ان چار پانچ کی آمدنی اکٹھی کرکے خاندان کے کھانے کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے ۔یہ آپ لوگوں نے جو 20% اضافہ کیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ فی الحال کافی ہے، مگر ہر سال اس کو running scale پر رکھ دیا جائے تاکہ مزدوروں کی ہڑتالوں ، دھرنوں کے بغیر تنخواہ خودبخود بڑھتی رہے ۔دوسری ایک چیز ہم مزدور ، ملازمین یا کلیریکل سٹاف کی بات کرتے ہیں ۔ اساتذہ کرام ہمارے معاشرے کا باعزت حصہ ہیں ۔آپ کے بھی اساتذہ ہوں گے، میرے بھی اساتذہ ہوں گے، وہ قابل احترام ہیں۔ان کا کوئی کلینک نہیں چلتا ہے ان کا کوئی ایسا benefit نہیں ہے ۔ استاد کے لیے ایک سپشیل benefit ہونا چاہیے جو کہ بغیر خیرات مانگے ، کسی کو کچھ کہے بغیر، دھرنا یا جلوس کے بغیر اس استاد کو سپشیل benefit ہمیشہ ملتا رہے ۔ یہ استاد کی عزت بھی ہے ، استاد کا مقام بھی ہے، اور استاد کا ہونا بھی چاہیے ۔ جناب ! آپ نے ایک اور چیز کی ہے وہ بڑی اچھی ہے کہ بعض دفعہ میاں اور بیوی کی پنشن انتقال کے بعد اس بیوی یا بیوہ کو لازمی ملنی چاہیے مگر میں سمجھتی ہوں کہ شوہر کو کیوں ملنی چاہیے۔ کیونکہ وہ پنشن کے لیے بیوی کو مار دے ۔ شوہر تو ہٹا کٹا کما سکتا ہے ۔ جا سکتا ہے ۔بلکہ اس کے بچوں کو accommodate کیا جائے ۔ اس کا بیٹا ، اس کی بیٹی ، اس کی بیوہ کسی کو پنشن دی جائے ۔شوہر اگر گھر میں بیٹھے پنشن لیتا رہے اور موج اڑاتا رہے ، بیوی بیچاری اکیلی مر مرا جائے یہ نہیں ہونا چاہیے ۔ میں چاہتی ہوں کہ شوہر کو دینے کی بجائے، اس کی بیٹی ، بیٹا کو accommodate کیا جائے۔ بجائے اس کے کہ وہ خیرات مانگیں وہ اپنے طور پر باعزت زندگی گزار سکیں ۔جناب! یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ 1923ء Workmen ایکٹ کے تحت چھ ہزار روپے تنخواہ تھی ۔ جناب! 1923 میں چھ ہزار روپے کی بے انتہا value تھی کہاں 1923 اور کہاں 2007ء بڑا فرق ہے ۔اس میں ہم نے ملازمین سے کہا ہے کہ بلا تفریق جو ڈیوٹی میں معذور ہو جائے اس کو دو لاکھ روپے کی امداد دی جائے۔ بہت اچھی بات ہے، ہونی چاہیے، مگر میں پھر یہ کہوں گی بجائے اس کے کہ ہم امداد پر چلیں اسی کمپنی میں جہاں وہ معذور ہے یا کوئی ایسی مجبوری آگئی ہے کہ وہ سروس نہیں کر سکتا ، اس کی بیوی ، بیٹا اور بیٹی جو گھر کا سرکردہ فرد ہے ، جو کمانے والا ہے ،اس کو وہیں پر accommodate کیا جائے ۔ہم وقتی طور پر دو چار لاکھ روپے سے مدد کریں مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ مدد کریں اور پھر اگر وہ سرکاری ملازم

اس کی موت یا معذوری کی صورت میں۔

جناب! بے شک، میں سمجھتی ہوں کہ مہنگائی کا طوفان ہے۔ آج سے تیس، پینتیس سال پہلے آپ کو یاد ہو گا ایک روپیہ کلو دودھ تھا۔ یہ نہیں کہ اس گورنمنٹ کے دور میں بڑھا، بڑھتے بڑھتے اس کی قیمت کہاں چلی گئی، سبزیوں کی قیمت کہاں چلی گئی، دالوں کی قیمت کہاں سے کہاں پہنچ گئی، وہ اس لیے کہ ڈیمانڈ بڑھتی رہی، آبادی زیادہ ہوتی گئی، پیسہ آتا گیا اور چیزیں مہنگی ہوتی گئیں۔ جناب! میں یہ عرض کرونگی کہ ہماری گورنمنٹ نے وعدہ کیا ہے یوٹیلیٹی سٹورز کا، ہونے چاہییں۔ میرے ایک honourable Member یہاں پر فرما رہے تھے کہ بڑی بے عزتی کی بات ہے کہ ہم queue میں کھڑے ہوں۔ جناب! ایسی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی آپ جانتے ہیں کہ راشن ڈپو ہوتے تھے اور لوگ فیملی کا راشن کارڈ لے کر صبح سے شام تک کھڑے ہوتے تھے، وہ جتنے فرد ہوتے تھے، اس کے مطابق ان کو آٹا، چینی، دالیں ملتی تھیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، یہاں پر ہم اپنی مرضی سے خرید سکتے ہیں، جتنی میری خریدنے کی طاقت ہے، میں خرید سکتی ہوں۔ جناب! یہ پانچ ہزار سٹور کھلتے کھلتے وقت لگے گا۔ کافی وقت لگے گا آپ کو علاقوں میں، آپ کو گوٹھوں، آپ کو گلیوں میں جانے تک۔ ہم نے کل بھی Prime Minister سے ملاقات کی جس میں تھوڑا سا ذکر کیا، اس سلسلے میں یہ کہوں گی کہ فوری طور پر ظاہر ہے پانچ ہزار سٹور پورے ملک میں پھیلانا، ان کو بڑھانا اور ان سے کام لینا ممکن نہیں ہے تو initially جتنا ہو سکے، اتنا تو start لے لیں، اور جناب! یہ پابندی یوٹیلیٹی سٹور تک کیوں ہو، بلکہ پورے ملک میں equal قیمتیں ہونی چاہییں تا کہ میں جس جگہ پر جاؤں وہ چیز خرید سکوں۔ یوٹیلیٹی سٹور تک رسائی سے پہلے پورے ملک میں ایک ایسا نظام، ایسی monitoring ہونی چاہیے کہ میں جہاں جاؤں، جو قیمت گورنمنٹ نے دی ہے وہ آویزاں ہو، میں اس بھاؤ پر اپنی مرضی سے جتنا چاہوں خریدوں۔ جناب ایک اور چیز جس پر "جیو" نے ایک بہت اچھی رپورٹ دی ہے اور وہ صحیح دی ہے کہ یوٹیلیٹی سٹور کا جو معیار ہے، میں جناب! اسلام آباد کی بات نہیں کر رہی، میں اپنے کوئٹہ شہر کی بات کرتی ہوں، مجھے وہیں کا اندازہ ہے۔ جناب! ایک تو quality اتنی خراب ہے کہ آپ یقین نہیں کریں گے کہ دالوں تک کو رنگ دیا ہوا ہے۔ اگر آپ سرخ دال جس کو شاید مسور کہتے ہیں اور ماش کی دال، ان کو بھگوئیں تو ان کے اپنے رنگ نکلنے شروع ہو جاتے ہیں یعنی اتنی

sugarcane کی پیداوار بہت اچھی ہوئی ہے اور شکر الحمدللہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ملک اس میں خودکفیل ہوا ہے۔ جناب! اس کی دو بڑی وجوہات ہیں' ایک تو پچھلے سال اس پر توجہ بہت زیادہ دی گئی' دوسری export اور smugglingروکی گئی۔ آپ دیکھیں کہ اس سے پہلے permit ہوتے تھے' ساری گندم افغانستان جا رہی ہوتی تھی' sugarcane سارا store والوں نے ذخیرہ کر لیا تھا۔ اب ہم نے اس پر توجہ دی اور یہ وافر مقدار میں گورنمنٹ کے پاس موجود ہے اور الحمد للہ ہم اس سال بڑی آسانی سے اپنے لوگوں کو چینی اور گندم کا relief دے سکتے ہیں۔

جناب! ایک اور چیز کہ ہم نے 2 ارب 50 کروڑ روپے بیت المال میں دیئے ہیں۔ یقیناً بیت المال غریب لوگوں کے لیے ہے' ان کو اس سے گزارہ الاؤنس ملتا ہے۔ کیا اس 2 ارب 50 کروڑ روپے سے ہم کوئی ان کے لیے بہتر اور اچھا روزگار فراہم نہیں کر سکتے؟ بجائے اس کے کہ ہم ان کو گزاروں پر رکھیں اور ان کی ایک عادت بنا دیں' ہم اس 2 ارب 50 کروڑ روپے کو اس طریقے سے utilize کریں کہ یہ زیادہ تر بیوہ عورتوں کو ملے کیونکہ اگر اس کی کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے' یا وہ بیچاری پڑھی لکھی نہیں ہے اور ان پڑھ ہے تو کوئی ایسا روزگار' کوئی ایسا ادارہ' کوئی ایسی سلائی کڑھائی' کوئی ایسا PCO اس کو اسی پیسوں میں سے قائم کر کے دیں تاکہ وہ اپنی آمدنی سےہمیں لوٹائے' بجائے اس کے کہ اس کا مانگنے والا ہاتھ ہو' وہ اسی پیسے کو واپس کرے۔ یہ ایک عزت سے اس کا روزگار بھی ہو گا اور وہ خود بھی مطمئن ہو گا کہ ہر مہینے میں بیت المال کچھ مانگنے نہیں جاتا ہوں بلکہ اب میں دینے جاتا ہوں۔

جناب! میں بجلی پر flat rate اور subsidy دینے کے بارے میں بات کروں گی۔ باقی صوبوں کا تو مجھے نہیں پتا' ڈاکٹر مالک صاحب اس پر بولے اور اچھا بولے کہ بجلی کا relief بلوچستان کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس سے پہلے بجلی پر کسانوں کو flat rate دیئے جاتے تھے اور subsidy بھی دی جاتی تھی۔ خود صدر صاحب نے یہ وعدہ بھی کیا تھا۔ اب شاید بجلی کی مانگ زیادہ ہے یا کچھ حکومت کی اپنی بھی مجبوری ہوتی ہے' کم از کم دو تین سال تک دیں جو flat rate شروع سے تھے وہی ہونے چاہیئں کیونکہ کسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بہت دنوں سے ہڑتال کر رہی ہے' انہوں نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے بھی دھرنے دیئے ہیں' تو ہمیں وہی flat rate ملنے چاہئیں جو کہ اس سے پہلے تھے اور subsidy بھی ان لوگوں کو ملنی چاہیے جو کہ

اپھے grower ہیں، جہاں کپاس، دالیں، موٹھ اور چاول جو لوگ local منڈی میں بڑے اچھے طریقے سے خریدتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ان چیزوں پر subsidy rate کے ساتھ ساتھ بلوچستان کے لوگوں کو، ویسے تو سارے صوبوں کی بات ہے مگر بلوچستان کو specially flat rate دینے چاہئیں جس کے لیے ہم آپ کی اور صدر صاحب کی مدد بھی چاہیں گے کہ انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا اور یہ وعدہ بھی فرمایا تھا کہ جن لوگوں کے تین سے پانچ لاکھ تک کے قرضے ہیں وہ بھی تمام معاف کر دیئے جائیں گے، جس میں سے ایک دو district کے تو معاف بھی ہو گئے ہیں مگر باقی districts میں ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جناب! اس پر ہمیں آپ کی توجہ چاہیے کہ آپ نے ہمارے لوگوں سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرنا چاہیے کیونکہ یہ وعدہ صدر مملکت کا وعدہ تھا، President of Pakistan کا وعدہ تھا، پرویز مشرف کا وعدہ تھا، اس وعدے کو ہر حال میں پورا ہونا چاہیے۔

جناب! ہم یہاں DAP اور کھاد کی بات کرتے ہیں۔ اس میں بھی کافی subsidy دی گئی ہے اور اس سے پہلے کھاد بھی پرمٹوں کی صورت افغانستان جاتی رہی ہے، smuggling ہوتی رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم اپنی سرحدوں پر ایسی monitoring رکھیں کہ یہ چیز smuggle نہ ہو تو میرا خیال ہے ہم اپنے ملک میں بہتر طریقے سے اس کھاد کو استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ کے کاشتکار کو آسانی ہو گی، ملک میں چیزیں ارزاں ہوں گی، اگر ہم تھوڑی سی smuggling روک لیں جو چیزیں smuggle ہوتی ہیں جس میں کھاد ہے، چینی ہے، چاول ہے، آٹا ہے، اب تو میرا خیال ہے کہ ٹماٹر اور سبزیاں بھی جانے لگی ہیں کیونکہ ٹماٹر 40 روپے بلوچستان میں ہے اور 80 روپے اسلام آباد میں ہے جبکہ ٹماٹر ہر جگہ اگتا ہے، ہر جگہ پیدا ہوتا ہے، پورے پاکستان میں ہوتا ہے۔ اس کا اتنا مہنگا ہونا، مجھے وجہ سمجھ نہیں آ رہی جوکہ ایک ایسی سبزی ہے جو ہر گھر میں استعمال ہوتی ہے، غریب سے غریب اور امیر سے امیر، اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ 80 روپے کلو ہے، یہ اتنا کیوں مہنگا ہے؟ کیا نایاب ہو گیا؟ اس کا بیج ختم ہو گیا ہے یا کہیں چلا گیا ہے؟ ہمیں ان چیزوں کی monitoring کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

جناب! Health کے حوالے سے ایک اور چیز کہی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ وہ نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم utility store پر ادویات بھی فراہم کریں گے۔ جناب! وہاں تو چیزیں صحیح

ہے اور دوپہر کو مختلف گھروں سے روٹی مانگ کر دوپہر یا شام کا کھانا کھاتا ہے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ دنیاوی تعلیم کے لیے یونیورسٹیاں، کالج، Ph.D اور کیا کچھ کر رہے ہیں۔ وہ تعلیم جس کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حاصل کرنے کے لیے ہدایت کی تھی، وہ تعلیم جس کے لیے ہمارا بچہ ننگے پیر اور روٹی مانگنے گھر گھر جائے، وہ تعلیم جس کے لیے ہم اس دنیا میں آئے ہیں، وہ تعلیم جس کے لیے قرآن پاک اتارا گیا، وہ تعلیم جس میں ہمیں کہا کہ مضبوطی سے رسی تھامے رکھو۔ جناب! وہ بچہ کیا سیکھے گا، وہ یہی سیکھے گا کہ آج میں نے ایک مدرسہ کھول لیا ہے، میں بھی روٹی مانگ کر لاتا ہوں، میں بھی 100 ,50 بچے کر لوں گا، یہ بھی جائیں گے اور روٹی مانگیں گے اور مدرسہ چلے گا۔ جناب! ان مدرسوں کو reform کرنا ضروری ہے، آج وانا، باجوڑ ہر جگہ پر سب کچھ ہو رہا ہے، اگر ہم ان بچوں کو شعور دے دیں، انہیں تعلیم دے دیں، انہیں computerized کریں، ہم انہیں اچھی education دے دیں۔ جناب! کیا ہم ذاکر نائیک جیسے بندے پیدا نہیں کر سکتے، ہمارے ہاں کوئی ذہانت کی کمی ہے، نہیں جناب یہ بچے ان بچوں سے بھی زیادہ لائق ہیں جو آپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں اور آپ کے کالجوں میں پڑھتے ہیں، آپ Aitchison کالج سے مقابلہ کروا لیں جو بچہ پورا قرآن حفظ کر لے۔ میں کہتی ہوں کہ مجھے ایک سورۃ یٰسین حفظ کرنے کے لیے سالہا سال لگے، میں اب تک حفظ نہیں کر سکی، میرا مطلب ہے کہ وہ بچہ کتنا ذہین ہے، جس نے پورا قرآن پاک پڑھ لیا ہے اور اس کو زیر زبر ساری یاد ہے۔ ہم اس طرف بھی کیوں reforms نہیں کر رہے، جناب! اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے لیے نہیں، یہ ہم ان بچوں کے لیے بلکہ اپنی قیامت کے لیے، اپنی آخرت کے لیے سب کچھ کریں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھئیے۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب! کوثر فردوس کو آپ نے پچیس منٹ دیے تھے۔

جناب چیئرمین: آپ کو بھی تو تیئس منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب! اس پورے بجٹ میں ہم نے منشیات کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا جبکہ منشیات ایک ایسی لعنت، ایک ایسا زہر ہے جس کے ہمارے اپنے ملک میں کوئی

چالیس لاکھ addicts ہیں اور ہسپتال کتنے ہیں؛ صرف چار۔ میں باقی جگہوں کی تو بات نہیں کرتی آپ کوئٹہ میں چلے جائیں، حبیب نالہ تو دیکھا ہوگا، ڈاکٹر عبدالمالک اور دوسرے لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ وہاں سرشام نوجوان بچے اس گندے نالے پر سگریٹ پھونک رہے ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی زندگی کا کوئی شعور نہیں ہے اور پاکستان میں، میں اس کمیٹی کی چیئرپرسن بھی ہوں، میں نے پورے پاکستان کے چاروں صوبوں کا دورہ کیا ہے، آپ یقین کریں کہ جو اس بچے کی حالت ہے وہ میں کہہ نہیں سکتی کیونکہ وہ انسان ہے مگر اس کی حالت کتے سے بھی بدتر ہے۔ ہم نے یہاں اس کے لئے کوئی بجٹ نہیں رکھا ہے۔ جناب! یہ تو بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ قومی مسئلے تو ہوتے رہیں گے، اندر کی لڑائیاں وغیرہ بھی ہوتی رہیں گی، پہلے ہم اپنے بچوں اور لوگوں کو تو سدھاریں کہ یہ آنے والے وقت کے ساتھ صحیح ہوں۔ ہمارے معاشرے کا صحیح حصہ بن سکیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں میری تجویز ہے، آپ سے درخواست بھی ہے کہ اس میں ایک بڑا حصہ ان بیماروں کے علاج کے لئے اور اپنے ملک سے منشیات کو روکنے کے لئے ایک ایسا mechanism ہونا چاہیے کہ ہم اس منشیات کی لعنت سے نکلیں۔

جناب والا! آپ نے دیکھا چین کو، آج اس کی ترقی دیکھیں بام عروج پر ہے۔ وہ اس چیز سے نکل آئے، کوئی چیز دنیا میں مشکل نہیں ہے اگر کرنا چاہیں تو۔ آخر میں، میں تھوڑا سا NFC Award اور اپنی گیس کے مسئلہ پر بات کروں گی۔ ہمارے ایک ایم این اے حافظ حسین احمد صاحب آج چار دن سے بھوک ہڑتال کیمپ لگا کر بیٹھے ہیں۔ جناب! واقعی، گیس جو کہ بلوچستان سے نکلی ہے ساٹھ سال ہوگئے ہیں وہ ہمارا حق بنتا ہے مگر میں ایوان کو یہ بھی بتاتی چلوں کیونکہ ہم اس کی کوئی دس میٹنگوں میں شریک ہو چکے ہیں۔ ساٹھ سال ہوئے ہیں گیس صرف اس سے پہلے چار ضلعوں میں تھی اب جا کر یہ دس ضلعوں میں ہوئی ہے یہ بھی کریڈٹ مشرف کو جاتا ہے، ہماری حکومت کو جاتا ہے مگر یہ بھی ناکافی ہے۔ انتیس اضلاع ہیں کم از کم ان میں سے بیس کو تو گیس فراہم کی جانی چاہیے۔ یہ بلوچستان کا حق ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کی رائلٹی کم ہے آپ زیادہ مانگ رہے ہیں۔ جناب! ہم نے تو گیس بہت پہلے دینی شروع کر دی تھی۔ یہ تو نہیں ہے کہ جو چیز ہم نے چھپن میں دی ہے مجھے ریٹ بھی چھپن کے دیں۔ مجھے آپ 2007 کے ریٹ دیں۔ این ایف سی ایوارڈ میں ہمیں کچھ حصہ ملا ہے جو کہ ناکافی ہے۔ ہمارے

لوگوں کی تنخواہیں بھی overdraft جاتی ہیں وہ ملنی چاہیں وہ بلوچستان کا حق ہے اور ہم اپنے حق کے لئے بات کریں گے ضرور کریں گے وہ اس لئے کہ وہ ہمارے صوبے کا ایک asset ہے جو ہم اپنے تمام صوبوں کو دے رہے ہیں۔

جناب والا! مجھے اپنے چوہدری شجاعت صاحب کی بات بڑی اچھی لگی۔ انہوں نے فرمایا کہ پنجاب بڑے بھائی کا کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہم کہتے ہیں تیار نہیں بلکہ اس کو do it کردو تاکہ لوگوں کی جو محرومی ہے وہ خوشیوں میں تبدیل ہو جائے اور لوگ سمجھیں کہ واقعی بلوچستان کا شہری بھی ایک آزاد اور جمہوری شہری ہے۔ اس کا بھی اتنا حق ہے پاکستان پر جتنا دوسرے صوبوں کا ہے۔

جناب! ایک آخری اور چھوٹی سی بات کہ ہمارے بارڈر افغانستان، چین اور انڈیا کے ساتھ ملتے ہیں۔ ہمیں افغانستان سے اپنے تعلقات بہتر کرنے چاہیں۔ رضا محمد رضا نے بڑی اچھی بات کی ہے ویسے تو وہ بہت کم ہی اچھی بات کرتے ہیں کہ ہم افغانستان سے بڑے مسئلے مسائل کا شکار ہیں، وہاں سے منشیات، ہیروئن، کلاشنکوف لائے گئے۔ بالکل صحیح کہا ہے۔ ابھی ان کے ساتھ negotiation کا وقت آگیا ہے ہم ایک لوئی جرگہ بلائیں، اس میں جتنے "مشیران" ہیں ان کو بلائیں، ان کی تجاویز لیں، یہ جو اپنے بارڈر ہیں یہاں کم از کم ان لوگوں کی وجہ سے، جرگوں کی وجہ سے، بڑے بڑے لوگوں کی وجہ سے شاید حالات settle down ہوں اور یہ جو جگہ جگہ Bomb Blast ہو رہے ہیں، خودکش حملے ہو رہے ہیں ان سے بھی ہمیں پناہ مل جائے اور ہم اپنے صوبے میں، اپنے ملک میں سکون کی نیند سوسکیں۔

جناب! صرف آخری بات۔ کہ اسلام کا دوسرا نام برداشت ہے۔ ہمیں برداشت کرنا چاہیے ایک دوسرے کو، ہم سب مسلمان ہیں، پارٹی اپنی اپنی ہے مگر vision سب کا ایک ہی ہے، تمام لوگ ملک سے اتنی ہی محبت رکھتے ہیں جتنی میں رکھتی ہوں۔ اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ ہوں، یا اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ ہوں ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جو ایک بہن کو بھائی کے ساتھ اور بھائی کو بہن کے ساتھ کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر، کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں تو میں اور آپ کون ہوتے ہیں اس میں تفرقہ ڈالنے والے؟ شکریہ۔

are poor of this country and the promises are کہ اس سال ہم پھر پانچ ہزار بنائیں گے and I do not see any budget allocation for all these shops outlets جو یہ بنانا چاہتے ہیں۔

Sir, کل ایک پروگرام ہوا تھا جس میں The Advisor to the Prime Minster اور سینیٹر اسحاق ڈار صاحب بھی تھے اور انہوں نے randomly لوگوں سے چیک کیا کہ The prices at the Utility Stores were horrifying when you heard peoples' comments جی دالوں میں کچرا ہے۔ چینی جہاں ایک چمچ ڈالتے ہیں وہاں چھ چھ چمچ ڈالنی پڑتی ہے and there was horrifying stories. Sir, یہ اس طریقے سے نہیں ہوگا

I think the government is just trying to appease the rich class of this country which is just one percent of the total population.

پھر

Sales Tax, Sir, I would like to tell the honourable Finance Minister about. They are charging 50% as indirect tax which should be lower at least 8 to 10%. By lowering that sales tax

بوجھ غریب آدمی پر کم ہوگا

All these are indirect taxes which are being collected from a common man on the street. Then sir, salaried and small businesses, their taxation slabs should be lower.

اور جس کو انہوں نے کوئی مراعات نہیں دیں۔

Then sir, the people who make money in this country today. Since the honourable Prime Minister comes from the banking industry, the banking industry of this country are the people who have made over 35% profit, he is protecting banking industry.

I think the government of یہ بہت سخت زیادتی ہے پاکستان کے غریب عوام کے ساتھ

personal سے طریقے اس the day has to look into this very seriously. They are trying to oblige the سے طریقے جس اور گے چلیں نہیں obligations banking community, the big Houses and the same owners of these big اور اپنے بنک سے ہی وہ پیسے لیتے ہیں اللہ جانتا ہے کہ banks are industrialists as well. کوئی letter دیتے بھی ہیں کہ نہیں دیتے۔

With the result that other middle class industrialists or a big, higher in grade person have to go through a letters' mill. Sir, I feel that the industrialist community in this country should not be allowed to own any bank in this country. This is total discrimination and I am just trying to protect your own interest. Sir, I give you one example on this.

جو آپ کو بھی پتہ ہے

and even the House is fully aware of. Sir, there is a gentleman called Mr. Altaf Saleem who is the Chairman of ERRA and they own the Crescent group that owns Crescent Standard Investment Bank. Sir, you have been in a bank yourself and I raised this issue even last year.

The Securities and Exchange Commission of Pakistan have issued a charge sheet against Crescent Standard Investment Bank. There are so many charges but I will just mention one charge. Sir, since you also come from the banking sector

Securities and Exchange اگر Sir, ۔ہےexperience بہت میں banks آپ کا ماشاء اللہ to a bank that you are maintaining parallel ہے ڈالی charge ایک Commission یہ چار سو بیسی کے اندر آتا ہے۔ books of accounts. Sir

Mr. Chairman: I did discuss that with him. He said they have no

share holding in the bank that will issue the charge sheet.

Senator Muhammad Enver Baig: No, Sir they have, they have.

Mr. Chairman: May be

شاید nominal ہو۔

سینیٹر محمد انور بیگ، وہ تو Sir SECP کی جو charge sheet ہے اس میں لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں I can produce that tomorrow morning to you in the House. وہ کوئی problem نہیں ہے۔

The charge sheet which the Securities and Exchange Commission has written to Standard Investment Bank. Altaf Saleem and his brother are there. Sir, they have mis-appropriated above 10 billion rupees. The depositors are running from pillar to post. I have written a letter to Securities and Exchange Commission few months ago.

وہ گول مول جواب دیتے ہیں

and here is a man corrupt upto his neck, sitting in the Prime Minister House, roaming around with the President of Pakistan, roaming with the Prime Minister of Pakistan.

اور مونچھوں کے لیے یہ لندن سے تیل منگواتے ہیں۔ This is a fact I am telling you. اور روز صبح ایک گھنٹہ دونوں بھائی مونچھوں کی مالش کرواتے ہیں یہ۔ Sir, this is serious business. I am telling you Sir, یہ مونچھیں ایسے ہی لمبی نہیں ہوتیں۔ ان کی خاص غذا ہے۔

For God's sake enough is enough for the poor people of Pakistan

غریبوں کے deposits آج تک پتہ ہی نہیں ہیں کہ کہاں چلے گئے۔ Securities and Exchange Commission کہتا ہے

سستی چیز کو بھی رنگ کر کے بیچتے ہیں۔ جناب! یہی دال اور چاول ہم نے سعودی عرب میں کھائے، یقین جانیے کہ وہ پالش کیے ہوئے تھے اور یہ چیزیں پاکستان سے آئی تھیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم یہاں اپنے ملک میں، ہم خود grower ہیں، ہمارے پاس وافر مقدار میں موجود ہے تو ہم یہ چیز یہاں پر کیوں لاگو نہیں کر سکتے؟ وہ قانون اور monitoring بھی ہونی چاہیے۔ دوسری انہوں نے ایک اور چیز بتائی کہ ہم نے یہاں قیمت رکھی ہے 37, 56, 60 اب یوٹیلیٹی سٹور پر گئے، جس خریدار نے خریدی، یہ کل "جیو" کی رپورٹ تھی، اس نے دکھایا کہ میں نے تو یہ دال اسی روپے کلو خریدی ہے اور اس کے پاس واقعی وہ لسٹ تھی۔ جب وہ اس دکاندار کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ ابھی میرا پرانا مال پڑا ہوا ہے، نئے کی مجھے خبر نہیں تھی اس لیے میں نے اس ریٹ پر دے دی۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی، یہ تو حکومت کو بھی بدنام کرنے والی بات ہے، ہمیں بھی بدنام کرنے والی بات ہے۔ پھر ایسے لوگوں کے لیے سزا رکھیں، ان کے لائسنس cancel کریں۔ اگر ہم یہ چند لوگوں کے لیے کریں گے تو میرا خیال ہے معاشرے میں کچھ نہ کچھ تو بہتری آئے گی۔ ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ چند ایک کو لٹکا دیں، باقی خود ہی صحیح ہو جائیں گے تو یہ چند لوگوں کے لیے کم از کم آپ کر دیں۔

تیسری جناب! ایک اور بات، سندھ کی۔ کراچی، آپ کے شہر کی بات ہے کہ چینی کے ٹرک پکڑے گئے اور وہ ٹرک وہ تھے جو یوٹیلیٹی سٹور پر پہنچانے تھے اور وہ چینی انہوں نے کسی اور دکاندار کو، کیونکہ وہ سستی پڑتی ہے کچھ دو، چار روپے اوپر رکھ کر، مہنگی کر کے فروخت کر دی۔ جناب! یہ بھی کتنی شرم کی بات ہے کہ ہم جس چیز میں غریب کو relief دے رہے ہیں۔ اس سے اور بڑا دکاندار سرمایہ دار ہے، وہ پورا ٹرک خرید لیتا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب اس گورنمنٹ نے اتنا relief دیا ہے اور اتنا کچھ کیا ہے تو اس کا relief غریب آدمی تک پہنچنا چاہیے، اس سرمایہ دار کو نہیں پہنچنا چاہیے کہ جو چور وہاں پر بیٹھا ہے، اس چور کے لیے سزا ہونی چاہیے۔

جناب! میں سمجھتی ہوں کہ subsidy ضرور ہونی چاہیے مگر ہم کب تک subsidy دیں گے، گورنمنٹ کب تک اتنا relief دے گی، اگر ہم subsidy کے ساتھ ساتھ monitoring سخت کر دیں تو میرے خیال میں 80% بہتری تو ویسے ہی آ جائے گی۔ اس دفعہ گندم اور

نہیں مل رہیں، دال رنگی ہوئی مل رہی ہے، چاول ملے ہوئے مل رہے ہیں تو ادویات پہلے ہی پورے ملک میں دو نمبر مل رہی ہیں، یہ تو اور برا ہو گا کہ ہم ادویات بھی utility stores پر رکھ دیں گے، نہ ان کی expirty date کا پتا ہوگا، نہ ڈاکٹر کا پتا ہو گا، ویسے ہی ہم دوائیاں دے رہے ہیں۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ ادویات صرف medical stores پر ہوں جن کے پاس license ہے، ان ڈاکٹروں کے پاس جو واقعی جانتے ہیں کہ اس دوائی کا کیا مصرف ہے۔ مجھے خود پتا نہیں ہے کہ کونسی دوائی کس کے لیے استعمال ہوتی ہے تو وہ صورت غڑغائی میں بیٹھا ہوا بندہ کیا جانے گا کہ یہ سیرپ کس کے لیے ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر کے پاس clinic میں، medical store میں پڑھے لکھے لوگوں کے پاس ہونا چاہیئے، ایک ریڑھی میں ڈال کر ہم ادویات فروخت نہ کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ اس کے لیے ہم اگر health کی سہولت دیتے ہی ہیں تو جو units بنے ہیں، یا جو hospitals بنے ہیں، یا جو clinics بنے ہیں، اگر وہاں ادویات رکھ دی جائیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب! ایک اور چیز یہ ہے کہ ہم عوام کے لیے PCO رکشہ سکیم، روزگار سکیم بہت اچھی بات ہے اور خاص کر رکشہ سکیم سے۔۔۔اسلام آباد میں رکشہ نہیں چلتا مگر الحمد للہ میرے کوئٹہ میں بڑے رکشے ہیں، دھواں بھی کافی ہے مگر لوگوں کا روزگار بھی ہے۔ جناب! اسی طریقے سے ہم tractor کو بھی رکھ دیں کہ کسان bank میں اپنی زمین کا کچھ حصہ رکھ کے یا فصل کا کچھ حصہ رکھ کے اس کو ایک tractor دے دیا جائے آسان قرضوں پر اس tractor کو لے وہ ہل چلا سکے۔ ہم Bulldozer مانگیں، ہم گھنٹے مانگیں، ہمیں ان کے مانگنے کے بجائے، bulldozer اور tractor bank سے آسان اقساط مل جائیں۔ اس کے بدلے میں کسان اپنی فصل کا کچھ حصہ رکھ دے، اپنی زمین کا کچھ حصہ رکھ دے تاکہ لوگوں کو بہتر relief مل سکے۔

جناب! میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم انتہائی ضروری ہے، معاشرے کو زندہ رہنے کے لیے، شعور کی آگ بیدار کرنے کے لیے، دین اسلام کو سیکھنے کے لیے، اپنے مذہب کو جاننے کے لیے اگر تعلیم نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ جناب! education پر پیسہ کم رکھا گیا ہے، مگر ہمارے پورے ملک میں specially ہمارے بلوچستان میں مدرسہ اور مساجد جن کو reform کرنے کی بے حد ضرورت ہے، جہاں تعلیم اور شعور کی بھی ضرورت ہے۔ جہاں ہمارا بچہ صحیح قرآن پڑھتا

جناب چیئرمین، رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, I am not feeling well. I would like to speak tomorrow.

جناب چیئرمین، OK. انور بیگ صاحب بولنا چاہتے ہیں۔پہلے چونکہ ادھر سے اس کے بعد آپ کا نمبر ہے۔ جی بیگ صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, a lot of friends have spoken on the budget, presented by the Honourable Finance Minister. I would just like to draw the attention of the House of the figures of the Federal Bureau of Statistics.

یہ حکومت کے اپنے figures ہیں - یہ میرے figures نہیں ہیں۔ and their claim کہ یہ غریبوں کے لئے بجٹ ہے اور یہ امیروں کے لئے بجٹ نہیں ہے۔ Sir, I would just like to give them some analysis کہ وہ یہ سوچیں کہ یہ غریبوں کا بجٹ ہے یا امیروں کا بجٹ ہے۔

Sir, wheat price in June 2000 was 8 rupees 38 paisa per kilo and in June 2007, is 11 rupees 77 paisas. Increase of 41%. Basmati rice broken 15 rupees 93 paisa in June 2000, and in June 2007, it is 27.71. The increase is 49%. Irri rice 12 rupees 35 paisa June 2000, and June 2007, it is 19 rupees 92 paisa. Increase of 61%.

دال مسور دھلی ہوئی

35 rupees 86 paisa in June 2000, and in June 2007, it is 47.36 an increase of 32%. Mong, 29.63 in June, 2000 and 56.12 in June 2007, increase of 9%. Mash Dal 51% increase ہوئی ہے from 2000 to 2007. Beef price increased 113% in seven years.

Mutton price increased 110% ، انڈوں میں 35% increase آئی ہے - ڈبل روٹی میں 41% increase آئی ہے - شوگر میں 17% increase آئی ہے - گڑ میں 52% آئی ہے - and Sir, the list goes on. In Potatos 38% آئی ہے Fresh milk 58% increase increase, onions 88%.

جناب! یہ کس لحاظ سے غریبوں کا بجٹ ہے؟ Sir, I would like to draw the attention of the Hounourable Finance Minister, Sir, ایک average بندہ ، پاکستان کا غریب بندہ جو اسلام آباد میں یا پنڈی میں رہتا ہے average house rent, for a family میاں بیوی دو بچے اور ایک one of the parents living جو ہمارا کلچر ہے - چار سے ساڑھے چار ہزار روپے average monthly rental ہے-

Electricity average 1000, Gas 500 rupees, education of children 2000 rupees, commuting 1000, food and kitchen 5000 on an average, clothing 400, medicine 400, laundery 200, Miscellaneous 500.

جناب! یہ کل ساڑھے پندرہ ہزار روپے بنتا ہے اور ہماری انہوں نے minimum wage ساڑھے چار ہزار fix کی ہے - 4600 rupees.Sir, I do not understand کہ ایک غریب آدمی اس ملک میں کیسے جیتا ہے - How does he meet his days from the 1st to the 31st, the end of the month. Sir, I do not know کہ وہ غریب کھاتا بھی ہے یا بچوں کو فاقے سے سلاتا ہے کیا کرتا ہے-

Sir, I do not understand how the Finance Ministry works these details. I think these are facts of life. Then sir,

حکومت نے پچھلے سال بجٹ میں بڑے فخر سے کہا کہ جی ہم پانچ ہزار یوٹیلٹی سٹورز کھولیں گے - Sir, unfortunately, کوئی سٹور کھلا نہیں - اس سال بجٹ میں پھر کہا کہ ہم پانچ ہزار کھولیں گے - Sir, whom are they trying to fool? Are they trying to fool this nation? کب تک یہ لوگ بے وقوف بنائیں گے؟ - یعنی پانچ ہزار حقیقت میں بناتے بھی ہیں to 160 million people of this nation, پانچ ہزار پورا پڑے گا؟ 95% of the people

yes, we are buying and we are looking for appropriate buyer, and the man sitting in the Prime Minister's House, looking-after ERRA and then he is also the Chairman of Sui Northern, he also owns a Pipe Factory, and he supplies all these Pipes to Sui Northern, Sir

یہ کہاں تک چلے گا؛ مافیا پر مافیا ہے یہاں پر۔ Stock Exchange پر آئیے۔

You know all the brokers of Karachi, you have seen what kind of carsthey were driving, you know what would have started at the Stock Exchange in Karachi.

آپ ایک ایک آدمی کو جناب رگ رگ سے جانتے ہیں - and look at them today کوئی ٹائی خرید رہا ہے ' کوئی Investment Company خرید رہا ہے - کوئی گوادر پورٹ میں جا رہا ہے۔ کوئی سٹیل مل خرید رہا ہے - یہ پیسہ کدھر سے آیا۔

What is happend to the Stock Exchange crisis of march previous? The Prime Minister is to be blamed for all this He is protecting this mafia,

اور جناب پاکستان کی قوم نے اس کا حساب لینا ہے - ٹھیک ہے' آج حساب نہیں ملے گا - ساری زندگی تو کوئی پرائم منسٹر ہاؤس میں نہیں بیٹھا رہے گا - جہاں بھی چلا جائے گا۔ خواہ امریکہ جائے یا ہوانا جائے یا کیوبا جائے یا آئرلینڈ جائے'

Sir, this nation is not going to spare these people, you know it Sir, people have committed suicide in Karachi,

جو یہ Stock Exchange سکینڈل میں مارے گئے ہیں - کنگلے ہو گئے ہیں - انہوں نے اپنا گھر بار سب کچھ بیچ دیا ہے۔

They have committed suicide and here you got those fat looking Stock Brokers, they come on the Television

اس سے اچھا تو بجٹ ہی نہیں دیا کسی نے - وہ جتنی اس کی تعریف کریں کم ہے - جناب خدا کے واسطے

what are we trying to project? and you know Sir, very well, there are ten or twelve brokers who manipulate the Stock Exchange.

بارہ ہزار پوائنٹ پر جناب لے گئے ہیں - جناب یہ مذاق کب تک آپ لوگ کرتے رہیں گے پاکستان کی غریب عوام کے ساتھ اور پھر پتہ نہیں بجٹ کی وجہ سے پرائم منسٹر شاید یہاں رکے ہوئے ہیں - جناب اگر آپ ذرا ایک سال کے tour plans نکال لیں۔ ایک ہفتے کے لیے پرائم منسٹر جہاز پکڑ کر چلے جاتے ہیں گھومنے پھرنے کے لیے۔ آدھے گھنٹے کی میٹنگ ہوتی ہے اور تین دن ہر شہر میں پھرتے ہیں - پرائم منسٹر آتا ہے ' سات دن کے بعد مشرف صاحب اٹھ کر یورپ چلے جاتے ہیں - Sir, can you imagine the amount of money being wasted? شوکت صاحب کہتے ہیں ' پرائم منسٹر صاحب ' او جی

Pakistan is a safe place for investment. It is a beautiful country for investment. Sir, you come from Sindh.

بجلی تو ہے نہیں ' گیس کو ہمارے industrialists رو رہے ہیں - پانی ہمارے پاس ہے نہیں - لوگ مر رہے ہیں ' گٹر کا پانی پی رہے ہیں۔

And we say that Pakistan is a beautiful place for investment. Just to make their trips around the world for hobnobbing here and there. Sir, who are you trying to fool? They are fooling us.

بارہ بلین ڈالر لیے بیٹھے ہوئے ہیں ' چھ بلین You know it sir, You are a banker, a top banker of the country. چھ ہزار بلین they just purchased from the open market. ' جناب چار ساڑھے چار بلین home remittances میں آتا ہے - ان کا کمال کیا ہے؟ Where has that money gone? جو انہوں نے privatisation میں لیا تھا؟ Foreign loans بڑھ گئے ہیں - چھتیں سے پتہ نہیں اڑتالیس ہو گئے ہیں۔

So, what are you trying to do? Sir, I think we should realize. Enough lies they have spoken. Sir, I think they are to be accounted for.

جناب چیئرمین،وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ۔ شکریہ۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ last year in the budget speech میں نے House Building Corporation کے متعلق یہ بات اٹھائی تھی کہ غریبوں کو انہوں نے upto one and half lac rupees loans دیے ہیں' غریب آدمی بے چارے ایبٹ آباد' ہری پور' کوئٹہ' لاڑکانہ' سکھر' منڈی بہاؤ الدین کے' جناب والا! یہ ایک ایک صفحے کے recovery of loans کے اشتہار دیتے ہیں کہ تمہارا گھر ہم اٹھا کر بیچ دیں گے' یہ کریں گے' وہ کریں گے۔ جن کے ساٹھ ہزار روپے کے قرضے ہیں وہ بے چارے ادا نہیں کر سکے' ان کے سود ملا کر ڈیڑھ' دو' اڑھائی لاکھ روپے ہو گئے and they can't pay.

On the other hand sir, there are fat fat filthy rich industrialists, you know all of them, انہوں نے اربوں روپے معاف کروائے ہیں۔

Sir, what is the justification and then they say that we are the government for the poor, this is what they are trying to claim. Sir, I would like to tell the treasury benches please, for God's sake

انہوں نے ان پانچ سال میں کوئی اچھا کام تو کیا نہیں' یہ ایک اچھا کام کر لیں ہو سکتا ہے غریبوں کی دعا سے شاید these guys are re-elected in the new elections this year.

غریبوں کے جو

House loans of Building Corporation upto one and half lac rupees upto as principal amount, they should be written off immediately. Writing off loans are facts for industrialists

جو اربوں روپے معاف کرواتے ہیں and they live in defence housing societies.

جناب والا! ان کی پوزیشن یہ ہے کہ جب یہ loan apply کرتے ہیں یہ دو ہزار گز کے مکان میں رہ رہے ہوتے ہیں اور جب loan write off ہوتا ہے تو

they move to 5000 square yards and from Corolla car they move on to a

Land Cruiser vehicle. Sir, this is what we are trying to do with this nation. We are trying to protect the rich class which is one per cent because Mr Prime Minister, when he finishes his term, they are his clients. They are his potential clients.

جناب چیئرمین، بیگ صاحب! وقت کا خیال رکھیے

Senator Muhammad Enver Baig: Yes sir, I can understand that. I will just finish it up in two minutes. I don't know, where to start and where to end. Sir, this is a never ending story.

Health care: Sir, in the last 5 years I have not seen a new hospital at the Federal level or at the Provincial level for the poor of this nation.

مجھے یہ . pinpoint کر دیں کہ 100 bed کا کوئی نیا ہسپتال کہیں بنایا ہو I don't see anywhere.

Education: I don't see new schools in the rural areas of Pakistan. Sir, you go as an ordinary man into the rural areas of Pakistan, go into Sindh from where you and me come from,

جناب! آپ نے دیکھا ہے کہ غریبوں کا کیا حال ہے

sir, it is pathetic condition, I tell you. Sir, for God's sake, I think this Government has to come to its normal senses and feel what the people of Pakistan want and not the filthy rich class کی protection نہ کریں ، Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Syed Muhammad Hussain.

سینیٹر سید محمد حسین، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-----(عربی)--------

جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ اس اہم موقع پر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر اظہار خیال سے پہلے میرے سامنے ایک اخبار پڑا ہے جس کی خبر میں نے ابھی ابھی پڑھی۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ پڑھ رہا ہوں اور میرے ذہن میں آ رہا ہے حقیقت میں یہی ہوگا لیکن بار بار پڑھنے سے مجھے یہ یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنا چھوٹا چیک اتنے بڑے وزیر اعظم کے ساتھ کیسے مناسب ہے۔ محترم! جو حالت اور جس وجہ سے ہمارا ملک دلدل میں پھنس گیا ہے وہ شریعت سے انحراف اور شریعت کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا ہے، ملک شریعت کے نام پر بنا ہے۔ شریعت کے نام پر حاصل کیا گیا ہے لیکن ہم دوسرے راستے کی طرف جا رہے ہیں۔ سود کو ہم نے شامل کیا ہے۔ بجٹ میں، اللہ جلا جلالہ فرماتے ہیں، اے مومنوں سود مت کھایا کرو، سود سے بچے رہو۔ اگر سود سے تم باز نہیں آتے تو خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس بجٹ کو میں کیسے منصفانہ اور عوام دوست کہوں جس میں خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کی دعوت ہو۔ ساری زندگی ہم نے مغرب کو خوش کرنے پر ضائع کی۔ مغرب کو خوش کرنے کے لئے ہم نے ساری زندگی گزاری۔ یہی وجہ ہے کہ

ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے، خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔

نہ ہمیں انصاف ملا اور نہ انگریزوں کا نظام صحیح طریقے سے ملا۔

ہمارے دوست کہتے ہیں کہ یہ اصول ہے کہ جب کوئی election میں ہارتا ہے تو کہتا ہے کہ دھاندلی ہوئی ہے۔ جب جیت جاتا ہے تو کہتا ہے کہ انصاف ہوا ہے اور opposition پر تنقید کرتا ہے کہ خواہ مخوا یہ بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں۔ بلا وجہ بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں۔ یہ تفریط سے کام لے رہا ہے میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ کونسی منصفانہ بات کرتے ہیں۔ کیا آپ لوگ مبالغہ سے کام نہیں لیتے۔ اگر ہم تفریط سے کام لیتے ہیں آپ لوگ مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہماری رائے ہماری اپنی رائے ہے اور آپ کی رائے کسی دوسرے کی رائے ہے اور آپ کی ذہن پر کسی دوسرے کی رائے مسلط ہے۔

جناب! بہتے ہوئے خون کے جزیروں میں بیٹھ کر، بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلوں میں بیٹھ کر منصفانہ اور عوام دوست بجٹ کیسے تیار کیا جا سکتا ہے۔ کراچی کے حالات دیکھو، پورے ملک کے حالات دیکھو، خون میں لت پت ہیں اور پھر فخر کرتے ہیں کہ طاقت نے جمہوریت کو

کچلا۔ افسوس کی بات ہے کہ وہاں بچے مر رہے ہیں' بچے یتیم ہو رہے ہیں۔ قتل عام ہو رہا ہے اور یہاں بات کرتے ہیں ہمارے صدر صاحب۔ جناب! ایک جرنیل نے بجٹ کو تیار کیا۔ جرنیل کے بیٹوں نے ان سے تعاون کیا اور جرنیل کے پوتے نے اس بجٹ کو پیش کیا تو اس بجٹ کو میں کیسے ایک جمہوری بجٹ کہوں۔ میں کیسے اسے ایک منصفانہ بجٹ کہوں۔ ہم تو اب تک سمجھ رہے تھے کہ یہ سب کچھ مشاورت سے ہو رہا ہے لیکن بجٹ بھی جرنیل تیار کر رہے ہیں اور سینیٹ کے ٹکٹ بھی جرنیل تقسیم کر رہے ہیں۔

مشاہد حسین صاحب نے کل خود اقرار کیا کہ ایس ایم ظفر کو ہمارے صدر صاحب نے ٹکٹ دیا ہے اس کے باوجود انہوں نے اس کی وردی پر اعتراض بھی کیا تھا۔ کہا جا رہا ہے کہ 60 سال کی خرابیوں کو ہم پانچ سال میں کیسے دور کریں۔ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ 60 سال کی خرابیاں کس کی ہیں۔ ساٹھ سالہ دور کس کا تھا اور آج کا دور کس کا ہے؟ محترم! ہم تو سود کی مخالفت کرتے ہیں لیکن آپ ہی کے نظام میں اپنے لوگوں کے ساتھ سودی نظام میں جو زیادتی ہوئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ دو کروڑ عوام ----- محترم میرے خیال میں میری ذرا شوگر ہائی ہو گئی ہے اگر تھوڑی دیر بعد مجھے موقع دیا جائے تو مہربانی ہو گی۔ میں ذرا پانی پی لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے آرام کر لیں۔ میں ایک اور سپیکر کو بلا لیتا ہوں اور اس کے بعد آپ پھر تقریر کر لینا۔ سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی، جناب! میں ابھی نہیں بولنا چاہتی۔

جناب چیئرمین، حافظ رشید صاحب آپ بولنا چاہیں گے؟

سینیٹر حافظ رشید احمد، (عربی) جو کچھ پلٹا دیا اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بستیوں کے لوگوں سے، سو ہے اللہ کا اور اس کے رسول کا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم رشتہ داروں کا اور ہے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے تاکہ نہ کرتا رہے وہ گردش تمھارے مالداروں کے درمیان اور جو کچھ بھی تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیں سو اسے لے لو اور جس سے روک دیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم پس رک جاؤ اس سے۔

شکریہ جناب چیئرمین صاحب! کہ آپ نے مجھے 2007-08 بجٹ پر بولنے کا موقع فراہم

کیا۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس ایوان کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا، صرف دو تین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ موجودہ بجٹ، پہلے بجٹ کی طرح سود کی بنیاد پر قائم بجٹ ہے۔ جس طرح مجھ سے پہلے speakers نے بھی اس بات کی طرف نشاندہی کی۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کو اور ساری ایوان کو معلوم ہے کہ سود ایک ملعون چیز ہے۔ سود ایک ایسی چیز ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ نے اس کو ملک کے لیے ایک خطرناک چیز قرار دیا ہے اور فیصلے میں کہا ہے کہ ملک کو جلد از جلد سود سے پاک کر کے اسلامی نظام معیشت نافذ کیا جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (عربی)

ترجمہ، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑو وہ چیز جو بچ جاتے ہیں سود سے اگر تم ایمان والے ہو، اگر تم یہ کام نہیں کرتے ہو تو پھر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔

جناب چیئرمین صاحب! اس وقت ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت جنگ میں ہیں تو ظاہر بات ہے کہ شکست ہمارے ہی مقدر میں ہو گی۔ جناب چیئرمین صاحب! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ بجٹ کی طرح موجودہ بجٹ میں سرکاری ملازمین کے لیے کوئی خاص relief نہیں دیا گیا ہے اور موجودہ پیش کردہ بجٹ میں بھی پندرہ فی صد اضافہ ملازمین کی تنخواہوں میں کیا گیا ہے۔

ریٹائرڈ ملازمین کی پینشنوں میں پندرہ سے بیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! موجودہ مہنگائی کی مناسبت سے یہ اضافہ اونٹ کے منہ میں زیرہ ڈالنے کے برابر ہے۔ اس کی افادیت نظر نہیں آ رہی۔ جناب چیئرمین! اس بجٹ پر ملازمین طبقہ اور مزدوروں کی نظریں اس لیے لگی ہوئی تھیں کہ یہ موجودہ حکومت کا آخری اور انتخابی بجٹ تصور کیا جاتا تھا مگر افسوس اس بجٹ میں بھی سرکاری ملازمین اور مزدوروں کو مایوسی اور دل شکنی کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔

جناب چیئرمین! موجودہ بجٹ میں محنت مزدوری کرنے والوں کے لیے چھیالیس سو روپے کی ماہانہ اجرت کا مژدہ سنایا گیا ہے جو کہ میرے خیال میں پسینہ بہانے والے غریبوں کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ جناب والا! آپ بھی اندازہ کر لیجیئے کہ اس کمر توڑ مہنگائی

میں چھیالیس سو روپے کی کیا حیثیت ہے۔ بے چارہ مزدور اس سے کھانے پینے کی ضروریات پوری کرے گا، یا علاج معالجے کا بندوبست کرے گا، یا اپنے بچوں کے سکول کی فیسوں کی ضرورت پوری کرے گا، آخر مذکورہ رقم میں کیا کیا کرے گا؟ یہ رقم ایک غریب کی کس مرض کی دوا ثابت ہوگی۔ جناب چیئرمین! تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ میرا تعلق مہمند ایجنسی سے ہے، اس حوالے سے عرض کر دوں کہ پاٹا جو آٹھ ایجنسیوں پرمشتمل ستر لاکھ سے زاید آبادی کا علاقہ ہے، اس بجٹ میں اس وسیع و عریض اور گنجان آبادی کی ترقی کا کوئی بھی قابل ذکر منصوبہ شامل نہیں ہے۔ پاٹا کے لئے مختص چھ سات ارب روپے سے تو پاٹا کے ایک چھوٹے شہر کی ترقی بھی ممکن نہیں۔ پاٹا میں سڑک اور ڈیموں کی تعمیر کا کوئی نظام بنا ہی نہیں۔ پانی بجلی، تعلیم اور صحت جیسی بنیادی ضرورت کا تو پاٹا کے عوام خواب ہی دیکھ سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آخر میں تینوں باتوں کے حوالے سے چند تجاویز پیش کرتا ہوں۔

نمبر ۱۔ بجٹ میں مکمل طور پر سودی نظام ختم کر کے اس کی جگہ اسلامی نظام معیشت متعارف کروایا جائے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں کم از کم بیس فیصد اضافہ کیا جائے۔ ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں پندرہ سے پچیس فیصد اضافہ کیا جائے۔ غیر ہنرمند مزدور کی کم از کم تنخواہ چھ ہزار کر دی جائے۔ پاٹا کے لئے کم از کم ایک صوبے کے برابر ملکی بجٹ میں حصہ دیا جائے۔ جناب چیئرمین! سابقہ گورنر سید افتخارحسین شاہ نے مہمند ایجنسی کے لیے ایک کیڈٹ کالج کا افتتاح کیا ہوا ہے۔ اب اس پر کام بند ہے۔ پچھلے بجٹ میں بھی میں نے ایک گزارش کی تھی لیکن میری میری کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ملکی بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص کی جائے۔ اسی طرح نائی پہاڑ کے چیرنے کا افتتاح گزشتہ سابقہ گورنر سید افتخارحسین شاہ صاحب نے کیا تھا تاکہ باجوڑ اورمہمند ایجنسی کے دشوار گزار اور لمبا فاصلے کو سہل اور قریب بنایا جائے۔ اس پر بھی کام بند ہے۔ ملکی بجٹ میں اس کے لیے بھی رقم مختص کی جائے۔ ہماری مہمند ایجنسی کو فری زون بنایا جائے تاکہ لاکھوں عوام کو روزگار کے مواقع مل جائیں۔ ہمارے مہمند ایجنسی کی سات تحصیلیں ہیں لہذا ہرتحصیل میں ایک یوٹیلٹی سٹور قائم کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا ، جناب والا! دو حضرات نے تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کیا تو وفاقی حکومت نے مزدور کی تنخواہ چار ہزار سے بڑھا کر چار ہزار چھ سو کر دی ہے۔ پندرہ فیصد اضافہ کیا ہے۔ ابھی میں ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ پنجاب کی حکومت نے چار ہزار سے بڑھا کر پانچ ہزار کر دی ہے۔ skilled worker کی پانچ ہزار چھ سو کر دی ہے۔ اب ایم ایم اے کی حکومت نے سرحد میں بجٹ کا اعلان کرنا ہے۔ میرا ان سے مطالبہ ہے کہ یہ پانچ پنجاب نے کی یہ دس ہزار کر دیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کتنے مزدور کے حمایتی ہیں اور مزدور کے لیے کتنا درد رکھتے ہیں یہ practically اس کا ثبوت دیں۔ پانچ ہزار کی بجائے دس ہزار کر دیں یہ ہمارا مطالبہ ہے۔

سینیٹر سید محمد حسین ، محترم ہم پندرہ ہزار کر دیں گے ۔ وفاق سرحد کو اپنا حق دیدیں آپ کی بھی تنخواہ بڑھا دیں گے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان ، وفاق ہمیں اپنا حق دے دے انشاء اللہ ہم بھی دریا دلی دکھائیں گے۔ہم ان کی بھی تنخواہ بڑھا دیں گے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور ،جناب ان کا مقصد یہ ہے کہ جو تھوڑی بہت 5% انڈسٹری صوبہ سرحد میں چل رہی ہے وہ بھی بند ہو اور وہ بھی پنجاب میں منتقل ہو ' مقصد سازش کا ہے اور کوئی بات نہیں ۔

سینیٹر کامل علی آغا، دیکھیں یہ دو متضاد چیزیں سامنے آ گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپوزیشن بنچوں میں اتفاق نہیں ہے اور کچھ لوگ جو معاملات کو سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ حکومت نے جو کیا ہے وہ بالکل درست کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے ۔ بلور صاحب یہ بھی کہہ رہے ہیں ان الفاظ میں کہ جو ہمارا مطالبہ ہے کہ سرحد حکومت پانچ ہزار سے دس ہزار روپے کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ بلور صاحب سمجھتے ہیں اور جو ایم ایم اے والے ہیں وہ اس کو صرف سیاسی نعرے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں ۔اگر یہ سیاسی طور پر اس کو استعمال نہیں کر رہے ہیں تو میرا مطالبہ قائم ہے کہ یہ سرحد میں جو بجٹ آ رہا ہے ۔اس کے اندر مزدور کی تنخواہ پانچ ہزار کی بجائے دس ہزار روپے کریں ۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، آپ سے کم نہیں رہے گی۔

جناب چیئرمین، مولانا محمد حسین صاحب۔

سینیٹر سید محمد حسین ۔ محترم صوبہ سرحد کی حکومت نے جو انصاف اور منصفانہ فنڈ تقسیم کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی ۔مرکز نے ہم پر فنڈ بند کیے اور ہم دوسرے مخالفین کو اور اپوزیشن والوں کو برابر کے فنڈز دیتے ہیں۔سرحد والے تعلیم کے میدان میں دیکھ لیں ۔۔۔

(ڈیسک بجائے گئے)

44000 اساتذہ ہم نے بھرتی کیے ہیں۔ میں وفاق کو چیلنج کرتا ہوں۔ عورتوں کے لیے ہم نے الگ یونیورسٹی بنائی ہے' عورتوں کے لیے ہم نے الگ میڈیکل کالج بنایا ہے' دارلکفالہ بنایا ہے ۔ ہم نے ۸۰ ڈگری کالجز بنائے ہیں ۔ ہم نے پہلی دفعہ فیس معاف کرائی ہے ۔ اس کے بعد پنجاب نے اس کی تقلید کی ہے ۔ خیبر بنک کی مثال دیکھو۔ ہم نے خیبر بنک میں بلاسود بنکاری متعارف کرائی ہے اور جرمنی نے اس میں سے پچاس فی صد لیے ہیں اور باقی ملکوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ جو حکومت صوبہ سرحد میں چل رہی ہے اس کی مثال کم ملتی ہے ۔جیل کی اصلاحات کو دیکھو ہر بات میں میں آپ کو چیلنج کر سکتا ہوں وہاں تین مہینوں بعد بیوی اپنے شوہر سے مل سکتی ہے اور شوہر اپنی بیوی کو مل سکتا ہے ۔میں چیلنج کرتا ہوں کہ

میرا ہر لفظ تیری ہر بات سے اچھا ہوگا
میرا ہر دن تیری ہر رات سے اچھا ہوگا
یقین نہ آئے تو کفن اٹھا کر دیکھ لیناپ
میرا جنازہ تیری بارات سے اچھا ہوگا

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر کامل علی آغا، اللہ رحم کرے جی۔

سینیٹر سید محمد حسین۔ میری تقریر میں رخنہ نہ ڈالیں۔----

جناب چیئرمین، ان کو تقریر کرنے دیں۔

سینیٹر سید محمد حسین۔ میں بجٹ کا موزانہ کرتا ہوں ۔ بجٹ کا میدان ہے ۔ مقابلے کا میدان ہے ۔آئیے ترازو پر تول کر دیکھیں۔ ایک منٹ ' ایک منٹ وقت دے دیں۔ فاٹا آپ

کے under ہے۔ وہاں آج بھی فاٹا میں جانور اور انسان ایک ہی حوض سے پانی پیتے ہیں۔ آپ کے گورنر کا جو گاؤں ہے اس میں بجلی نہیں ہے ۔شرم کی بات ہے۔ آپ کے گورنر کے گاؤں میں ہسپتال نہیں ہے ۔ آپ کے گورنر کے گاؤں میں middle school بھی نہیں ہے ۔میں ان لوگوں کو چیلنج کرتا ہوں۔ ان کا دور ہے ۔ گورنر کا اور میرا گاؤں ایک ہی ہے' یہ ماننے والی بات ہے کہ وہاں پر اب تک بجلی نہیں ہے' کہہ رہے تھے کہ 2007 تک ہم پورے ملک کو چمکا دیں گے۔ ہم ملک کو ترقی دیں گے۔ انہوں نے ملک کو ترقی نہیں تاریکی دی ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

آپ کے پاس ملک چلانے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے۔ اگر 9/11 کا واقعہ نہ ہوتا تو اسی سال آپ کے روپے کی قیمت 18.6 تک گر گئی تھی۔ 9/11 کے بعد مجاہدین اور علمائے کرام کے خلاف فنڈ اکٹھا کر کے خرچ کر رہے ہیں' کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے۔ بجٹ کی تعریف کرتے ہیں

عطر آں باشد کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

اخبار دیکھیں، عوام سے پوچھیں' اخبار کیا کہتے ہیں؟ CDA سالانہ آمدنی میں اضافے کے منصوبے شروع کرنے میں ناکام۔ 2007-08 کا بجٹ' دعوے پورے نہیں ہوئے۔ اخبار کیا کہتے ہیں' عوام کیا کہتے ہیں اور آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ محترم ہم ایسی حالت میں کیوں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم عوام اور خدا کے بھی مجرم ہیں۔ ظاہر بات ہے سودی نظام میں ہم پھنسے ہوئے ہیں اس لیے خدا کے مجرم ہیں۔ عوام کے مجرم اس لیے ہیں کہ ہم نے عوام سے وعدہ کیا تھا' آپ کی حکومت نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ میں فلاں تاریخ تک وردی اتاروں گا لیکن فریب ہوا' دھوکہ ہوا اور اپنے وعدے سے مکر گئے۔ میں ایسے لوگوں کے بارے میں کہتا ہوں کہ

ہر مسافر کو بتا دو یہ میرے تجربوں کا جوہر ہے

رہبر کی فریب کاری سے رہزن کا خلوص بہتر ہے

بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان، جناب چیئرمین! کل اگر موقع ملا تو میں بھی اظہار خیال کرونگا۔ صرف مولانا صاحب کو بتا دوں، انہوں نے فرمایا کہ اپوزیشن کے ساتھ وہی سلوک ہو رہا ہے جو Treasury benches کے لیے ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ ہمارے جو ممبران ہیں، ان کو بالکل کسی قسم کا فنڈ نہیں مل رہا ہے بلکہ میرے ضلع میں جہاں پر میرا بڑا بھائی ضلع ناظم ہے وہاں ایک elected تحصیل ناظم کو ایک سال سے، چونکہ ان کی پارٹی سے تعلق نہیں تو مطلب ہے کاش کہ وہ کہتے ہیں those people who live in glass houses should not throw stones at other, اپنے معاملات ٹھیک کریں، وہ بہتر ہو گا بجائے اس کے کہ آپ اوروں پر نکتہ چینی کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا، آپ کی تقریر کے دوران نہیں بولے، میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ صوبہ سرحد میں جو اپوزیشن ہے اس میں پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) ہماری مسلم لیگ، ANP اور شیرپاؤ صاحب کی جماعت بھی شامل ہے۔ تمام ممبران بار بار پریس کانفرنس، آپ ریکارڈ دیکھ لیں، کم از کم پچھلے سال میں ان کے سینکڑوں بیانات ہیں اور ہمارے ساتھ بے شمار مرتبہ اپوزیشن اور سرحد کے اپوزیشن لیڈر نے وزیر اعظم صاحب، چوہدری شجاعت صاحب سے بھی رابطہ کیا کہ اس معاملے میں کوئی اقدام اٹھائیں کہ پچھلے چار سال سے ان کو کوئی بجٹ نہیں مل رہا، کوئی regularly allocation نہیں ہوتی، ان کے کوئی منصوبہ جات نہیں ہوتے۔ یہ بالکل on record بات ہے اور اس سے ہی اندازہ لگا لیں کہ یہ میری بات کا غصہ کر گئے ہیں، میں نے تو بڑی اچھی تجویز دی تھی، انہوں نے غصے میں ساری تقریر کر دی اور غصے میں، جذبات میں بہہ کر انہوں نے ایک ایسی حقیقت کو جو ایک حقیقت ہے، اس پر انہوں نے ایسا غلط بیان داغ دیا ہے کہ جناب! وہاں پر فنڈز دیے جا رہے ہیں حالانکہ حکومت نے یہ رویہ رکھا ہوا ہے کہ جہاں پر بھی ہماری حکومت ہے، وہاں پر اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ development budget کے معاملے میں وہی رویہ رہا ہے جو حکومتی ممبران کے ساتھ رہا ہے اور ہم نے ہمیشہ ان کا ساتھ بھی دیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کو ایسی غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے جو ریکارڈ پر چیزیں ہیں، وہ تو کم از کم حقائق بیان کرنے چاہییں۔ جناب! میری یہی درخواست

ہے۔

جناب چیئرمین، ریحانہ یحییٰ بلوچ صاحب would you like to speak? میرا خیال ہے Point of Order رہنے دیں، جب آپ تقریر کریں تب کر لیجیئے گا۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، ہمارے گاؤں کا جو MPA ہے وہ پاکستان پیپلز پارٹی بے نظیر گروپ سے تعلق رکھتا ہے، اس کو ڈیڑھ کروڑ روپے ہر سال ملتے ہیں، آج بھی میں ان سے ملا تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ متواتر چار سال سے مجھے مل رہے ہیں۔ یہ ہمارے MPA ہیں----

سینیٹر کامل علی آغا، نام بتائیں جی، میں انہیں کل لے کر آؤں گا اور یہاں پر پریس کانفرنس کراؤں گا۔ یہ مجھے نام بتائیں۔ میں صاحبزادہ گستاسپ صاحب کو on record لے کر آؤں گا، ان کی پریس کانفرنس کراؤں گا، اسمبلی کے اندر کیفے ٹیریا میں کراؤں گا اور وہ statement دیں گے۔ اپوزیشن لیڈر صاحبزادہ گستاسپ علی خان مجھے خود دس مرتبہ ملے ہیں اور وہ احتجاج کر رہے ہیں کہ سرحد کی حکومت اپوزیشن کے ممبران کو کچھ نہیں دے رہی۔ البتہ یہ کہ ایک آدھ آدمی ہو سکتا ہے جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا چہیتا ہو گا، یہی تو ان کا تضاد ہے اور مجھے یقین ہے کہ باوجود ان کی statement کے ان کا یہ تضاد جاری رہے گا۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین صاحب یہ لڑائی کی بات نہیں ہے۔ کامل علی آغا صاحب ہمارے بزرگ ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کے بزرگ ہیں؟

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، محترم ہیں اور سلیم سیف اللہ صاحب بھی ہمارے اکابرین میں سے ہیں۔ یہ لڑائی کی بات نہیں ہے۔ ہم نے بارہا کہا ہے کہ وہاں پر جو اپوزیشن سے رویہ نہ رکھا ہوا ہے اس کے ہمارے پاس دلائل ہیں، ہم درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ایسا رویہ رکھیں۔ یہ درخواست ہے، اگر ان کو منظور نہیں ہے تو ہم پھر دوبارہ درخواست کریں گے۔ اس میں لڑائی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، جناب چیئرمین صاحب! میں بھی کامل علی آغا صاحب کو بزرگ بولوں گا اور یقیناً ہمارے لیے قابل احترام بھی ہیں اور سلیم سیف اللہ خان ہمارے مہذب

دوست ہیں اور ایک خاندانی بندہ ہے، ہم ان کا بھی احترام کرتے ہیں۔ میں ضلع شانگلہ کی بات کرتا ہوں کہ وہاں میرے حلقے کے MPA انجینئر حمید اقبال صاحب پاکستان پیپلزپارٹی کے ہیں اور ہمارے گھر سے تقریباً 5 کلومیٹر کے فاصلے پر رہتے ہیں۔ ہمارے گھر کے سامنے 28 کلومیٹر کی سڑک CM صاحب نے ان کو دی ہے اور انہوں نے افتتاح کیا ہے اور میں نے کوئی احتجاج نہیں کیا، بلکہ میں نے CM صاحب کو کہا کہ ان کو اور بھی فنڈ دیں یہ ہمارے علاقے کے فائدے کے لیے ہے۔ حالانکہ حمید اقبال صاحب نے وہاں اسمبلی میں بارہا مجلس عمل اور CM صاحب کی مخالفت کی ہے بلکہ اس نے ہمارے شریعت بل کو پھاڑا ہے۔ پھر بھی CM صاحب نے ان چار پانچ سالوں میں ان کو چھ کروڑ روپے دیئے ہیں اور basic facility میں سب سے زیادہ schemes ان ہی اپوزیشن بندوں کی ہیں۔ انہیں ایک ڈگری کالج دیا ہے، کچھ اور schemes دی ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ ہم فرشتے نہیں ہیں، ہم سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں لیکن ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں اپوزیشن کے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے اور ابھی جو ہمارے ڈسٹرکٹ ناظم صاحب ہیں وہ انجینئر امیر مقام صاحب کے بھائی ڈاکٹر عباد اللہ خان صاحب ہیں۔ 2 مئی کو CMصاحب آئے تھے انہوں نے ان کے کونسل کے لیے ایک کروڑ روپیہ منظور کیا۔ ہم نے CM صاحب سے درخواست کی کہ مروت سے کام لیں، تو ہم آپ سے بھی درخواست کرتے ہیں، یہاں حافظ حسین احمد صاحب احتجاج کرتے ہیں۔ چیئرمین صاحب! میں نے آپ کو لکھ کر دیا ہے اور آپ نے مجھے کہا کہ مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے، میں معلوم کروں گا۔ یقین جانیئے ہماری schemes local governmentمیں پڑی ہوئی ہیں اور مجھے عمر ایوب صاحب نے بتایا کہ آپ وہاں approach کر لیں، PM صاحب کے سیکرٹریٹ میں جائیں، وہ Directive issue کریں گے۔ ایک کروڑ یا پچاس لاکھ کا فنڈ تو ہر منتخب ممبر کا حق ہے، یہ ہمیں کیوں نہیں مل رہا ہے؟ اگر وہاں یہ بتایا گیا کہ صوبائی اسمبلی کا ممبر جو صوبہ سرحد میں اپوزیشن کا ہے، ان کو ان کا حق نہیں مل رہا ہے تو ہم آپ سے بالکل معذرت بھی کریں گے اور ہم اپنی بات واپس لیں گے۔ میری آپ سے خصوصی درخواست ہے کہ آپ سینیٹ کے چیئرمین ہیں اور سینیٹ کے تقدس کو بحال رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے، Leader of the House کی ذمہ داری ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے، کامل علی آغا صاحب کی ذمہ داری ہے۔ میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ ہماری اتنی

بے حرمتی ہو رہی ہے، ہم سے علاقے میں لوگ کام مانگ رہے ہیں تو ہماری درخواست ہے کہ ہمیں ہمارا فنڈ جو ایک سال سے روکا ہوا ہے، PC1 تیار ہے، ساری schemes تیار ہیں، اس کو release کیا جائے اور کم از کم کامل علی آغا صاحب خدا کا خوف کریں اور ہمارے ساتھ تعاون تو کریں۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیئے۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، میرا Pont of Order بھی یہ تھا کہ اس میں یہ فنڈز کے حوالے سے discrimination ہے، صرف ایک سال سے نہیں بلکہ دو سال یہ فنڈز ہمیں release نہیں ہوئے اور اس سے پہلے کے دو سالوں میں بھی کچھ amount ایسی ہے جو کہ ہمیں نہیں دی گئی ہے، ہمارے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ------

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے اپنی speeches میں یہ سب cover کر لیں، Points of Order میں اتنا time نکل جائے گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب ایک منٹ اور لوں گا۔ ہمارے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ شاید سینیٹر صاحبان نے فنڈز خود رکھے ہوئے ہیں اور اپنے کام میں لا رہے ہیں۔ دوسری بات یہ صوبہ سرحد کی MMA کی گورنمنٹ کے حوالے سے کر رہے تھے، آپ نے بھی پڑھا ہو گا کہ recent past میں ایک survey ہوا تھا تو اس میں جو least corrupt گورنمنٹ ہے، اس وقت بھی چاروں صوبوں میں جہاں پر کم سے کم corruption ہے وہ صوبہ سرحد ہے اور اس کے بعد شاید least corruption میں صوبہ بلوچستان کی باری آتی ہے۔ اگر ان چاروں صوبوں کا پاکستان میں مقابلہ کرنا ہے تو ہم بھی least corrupt ہیں، ہم زیادہ corrupt نہیں ہیں۔

Mr. Chairman: No cross talk.

عباسی صاحب کو سنیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، ہمیں پتا نہیں ہے کہ Frontier میں کیا ہو رہا ہے؟ میں اس Senate کی بات کر رہا ہوں، تضادات سے بھرپور تو ان کی باتیں ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں Opposition کو کچھ نہیں مل رہا، یہاں پر یہ Opposition کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟۔

جناب! کامران صاحب بالکل درست فرما رہے ہیں کہ ہمارے 1 سال کے نہیں 2 سالوں کے funds رکے ہوئے ہیں۔ میری ذاتی scheme Local Government Scheme میں pending پڑی ہوئی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ Prime Minister صاحب نے منع کر دیا ہے کہ پیسے release نہ کریں۔ جناب! ہمارے سارے funds رکے ہوئے ہیں' اس کا جواب کون دے گا؟

جناب چیئرمین، دیکھیں لیں گے' اس کو follow کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، Follow کیا کریں گے؟

جناب چیئرمین، نہیں' follow کر لیں گے' تشریف رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! ایک سال سے یہ باتیں چل رہی ہیں۔

جناب چیئرمین، آغا صاحب! کچھ کہنا چاہ رہے ہیں' ان کو سن لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری intention یہی رہی ہے کہ تمام ممبران کے جو funds ہیں' ان کو allocate ہوں۔ انہوں نے اپنے جو development کے پروگرام دیئے ہیں' یہ مجھے دیں' میں انشاء اللہ check کرتا ہوں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! ان کو کیا پتا کہ Local Government میں پڑے ہوئے ہیں؟

جناب چیئرمین، ان کو سن لیں۔ آپ copies ان کو دے دیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، اگر یہ بات سننا چاہیں۔ یہ سیاسی نعرہ بنانا چاہتے ہیں' میں نے کہا کہ انہوں نے جو کام development programme کے دیئے ہوئے ہیں' یہ مجھے دیں' میں check کرتا ہوں۔ جناب! میرا بھی ایک پروگرام رکا ہوا ہے' ہم پروگرام دے دیتے ہیں لیکن وہ جو تین' چارقسم کی سکیمیں ہیں' ان کے purview میں نہیں آتے تو وہ کام پھر رک جاتے ہیں۔ یہ مجھے دے دیں' میں check کر وا لیتا ہوں اور یہ تسلی رکھیں' انشاء اللہ ہم ان کے کام' ادھر سے بھی کچھ کام رکے ہوئے ہیں' وہ کام کروائیں گے' اگر وہ within that purview آتے ہوں تو انشاء اللہ وہ کام ضرور کریں گے۔ پھر اسی طرح ان کو نیا کام دیں گے' دوسرا کام دیں گے۔

جناب چیئرمین ، تشریف رکھیں ۔ I will call the next speaker now, رتنا بھگوان داس صاحبہ! آپ بولنا چاہیں گی۔ میں کس بات پر کہوں؟ آغا صاحب follow کر رہے ہیں' میں اس بات پر کہوں کہ کیوں follow کر رہے ہیں؟

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! یہ اصل میں کام کروانا نہیں چاہتے' یہ چاہتے ہیں کہ ہم کوئی سیاسی نعرہ بازی کریں۔

سینیٹر احمد علی ، جناب! مجھے اجازت دیں' بنگزئی صاحب روز Prime Minister کے دفتر میں کام کروا رہے ہوتے ہیں' یہاں آ کر ایسی بات کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: You want to have some speeches?

مغرب کا time ہو رہا ہے if you want to break for مغرب prayers?

سینیٹر احمد علی ، جناب! ختم کریں' کل کریں گے۔

جناب چیئرمین، مغرب کا وقفہ کریں' اس کے بعد پھر reconvene کریں گے۔

سینیٹر احمد علی ، جناب! ویسے ہی speakers خراب ہو رہے' اسے ختم کر دیں۔

جناب چیئرمین ، نہیں' یہ ٹھیک ہو جائیں گے ' there is some disturbance. راجہ صاحب! check کر لیجیئے' یہ انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جائیں گے تو مغرب کے لیے break کر لیتے ہیں' ویسے ہی اذان کا time ہے 'You wnat to reconvene at may be 7.45? کس چیز سے' Senate میں' یہ کھڑ کھڑا رہی ہے' اس کو ٹھیک کر دیتے ہیں۔

سینیٹر احمد علی ، جناب! یہ ساری electricity کراچی transfer کر دیں اور Senate کا اجلاس ختم کر دیں' وہاں electricity کی بہت سخت ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین، پری گل صاحبہ آپ کی یہ تجویز نہیں مان رہیں۔

سینیٹر احمد علی ، یہ تو نہیں مانیں گی۔

Mr. Chairman: So, we will adjoun now for Maghrib prayers and

reconvene at 7.45 PM

انشاء اللہ

سبحان ربک رب العزت عما یصفون والسلام علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned for Maghrib prayers]

(مغرب کی نماز کے بعد اجلاس جناب پریذائیڈنگ آفیسر محمد اعظم خان سواتی کی صدارت میں شروع ہوا)۔

Mr. Presiding Officer: Are you ready Mr. Javed? Next speaker Dr. Safdar Ali Abbasi Sahib please.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کیونکہ میں پہلی دفعہ آپ کو chair پر دیکھ رہا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. I accept.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بجٹ 2007-2008 ہمارے سامنے ہے' اور اس پر ہاؤس کے دونوں اطراف کے کافی سارے نمائندوں نے تبصرہ بھی کیا ہے' اور قومی اخبارات اور میڈیا میں عوام کے اندر بھی یہ بجٹ discuss ہو رہا ہے۔ میں جناب اس بجٹ کی بات نہیں کروں گا بلکہ اس حکومت کی economic policies جو ہیں' ان کی معاشی policies ہیں وہ بھی discuss ہو رہی ہیں جناب چیئرمین! اس حکومت کی consistent economic پالیسی یہ رہی جو کہ صرف یہ budget reflect نہیں کرتا بلکہ آپ پچھلے بجٹ کو بھی دیکھ لیں۔ جو دو تین issues ان کی economic policies کے حوالے سے ابھرتے ہیں وہ ہے اس ملک کا بڑھتا ہو budget deficit' اور اس ملک کا بڑھتا ہو trade deficit' اور جناب چیئرمین! یہ دونوں اہداف کی consistenly حکومت خلاف ورزی کر رہی ہے۔

جتنی ہماری چادر ہے اتنے ہمیں پاؤں پھیلانے چاہییں۔ اس سے یہ بڑھ کر اخراجات کر رہے ہیں اور آج صورتحال یہ ہے کہ 400 ارب روپے کا بجٹ deficit ہے۔ یعنی ہماری جتنی آمدنی ہے اس سے چار سو ارب روپے زیادہ خرچ کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ حکومت اس آئر میں یہ بات کرے گی کہ Budget deficit ہمارا GDP کا 4% کا بنتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں پہلے بھی یہ بات کہہ چکا ہوں repeat کر رہا ہوں کہ اس حکومت کا GDP بالکل erroneous ہے' انہوں نے 2004 کے اندر اپنے بجٹ کو rebase کرکے 1999 جو پاکستان کی economy کے حساب سے سب سے خراب سال تھا' کیونکہ اس ملک کے اندر nuclear explosion کئے گئے تھے' Economy کی صورتحال واقعی خراب تھی' international pressures تھے ان کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ یہ 2004 کے اندر rebase کرکے 1999 کی figure سامنے لے کر آتے۔ Rebasing ضرور ہوتی ہے لیکن اس کے یقیناً کوئی نہ کوئی para meters ہوتے ہیں۔ جناب والا! 2004 کے اندر اپنے جی ڈی پی کو rebase کرنا 1999 کے figures پر یہ اس حکومت کا malafide act تھا۔ آج یہ جس 4% budget deficit کی بات کرتے ہیں میں بالکل ان figures میں نہیں جانا چاہتا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس حکومت نے کیونکہ یہ جنرل مشرف حکومت کی continuty ہے جس نے 1999 کے اندر illegal takeover کیا تھا' اب تک جناب والا! اٹھارہ سو ارب روپے کا create deficit کیا ہے اور اس deficit کے نتیجے میں آج ہمارا domestic debt 2.2 trillion پر پہنچ چکا ہے۔ ان کے اپنے economic survey کے figures ہیں۔ ایک trillion کا domestic debt آج 2.2 ٹریلین پر پہنچ چکا ہے یہ اپنے آٹھ سال میں domestic debt کو double کر چکے ہیں۔ اگر یہ اپنی کتابیں دیکھیں تو 428 ارب روپے ہم اپنی debt servicing کے اوپر خرچ کریں گے جس میں سے بیشتر ادائیگیاں یہ اپنے interest کے اوپر کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت پاکستان 428 ارب روپے سالانہ interest دینے کے لئے خرچ کر رہا ہے۔ اگر آپ پچھلے سال میں دیکھیں تو یہ figure جو debt services تھی وہ 275 ارب روپے تھی یعنی ایک سال کے اندر یہ بڑھتا ہوا domestic debt ہے ایک سال کے اندر ہماری 275 interest payment ارب روپے سے بڑھ کر 428 ارب تک پہنچ چکی ہے۔

جناب والا! ساتھ ہی جو دوسرا major issue ہے، کسی بھی economy کا major issue ہے وہ اس ملک کا trade deficit ہے۔ ہماری import اور export کے درمیان فرق۔ آج وہ فرق تیرہ ارب ڈالر پر پہنچ چکا ہے۔ تیرہ ارب ڈالر کی goods ہم زیادہ import کر رہے ہیں بہ نسبت اپنی export کے۔ اپنے current account کو maintain کرنے کے لیے یہ حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ ہماری remittances، ہماری FDI آرہی ہیں، ہماری سب کچھ آرہی ہیں اس کو balance کرنے کے لیے جو انداز اختیار کیا جا رہا ہے میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ آج پاکستان کا foreign debt جب اس حکومت نے، جنرل مشرف نے اقتدار سنبھالا تھا تیس ارب ڈالر کا foreign debt تھا آج وہ 78 ارب ڈالر پر پہنچ چکا ہے۔ میں ان سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بڑھتا ہوا debt ہے یہ ہماری کونسی generation ادا کرے گی؟ کونسی generation آکر 2.2 trillion کا domestic debt اور 38 ارب ڈالر کا foreign debt ادا کرے گی؟ اور اس کے ساتھ ساتھ sixty billion $ اس حکومت کو 2001 کے بعد چاہے وہ FDI تھی، چاہے وہ donation aid تھی، یا چاہے وہ ٹیکس ہو جس کو یہ bond کہتے ہیں۔ بڑے فخر سے کہتے ہیں ہم نے اتنے bond کے لیے اور ہم نے اتنے پیسے لے لیے اور اتنے ہم نے پیسے release کر لیے۔ جناب! 63 ارب ڈالر پچھلے پانچ سال میں آئے 2000 سے لے کر جیسے انہوں نے اپنی پالیسی میں U turn لیا اور جیسے انہوں نے افغانستان کے اندر war on terror میں امریکہ کا ساتھ دینے کی بات کی ہے۔ دراصل کئی ارب ڈالر پاکستان کی اکانومی میں آئے۔ کدھر ہیں وہ ارب ڈالر؟ میں اس حکومت سے پوچھتا ہوں کہ وہ کدھر ہیں ارب ڈالر جو insert کیے گئے جبکہ آپ نے اپنا domestic debt بھی بڑھا دیا آپ نے foreign debt بھی بڑھا دیا اور آپ کا بجٹ ویسے کا ویسے ہی ہے۔ جناب! اس ملک کے اندر، میں نے پچھلی دفعہ بھی اپنی تقریر میں کہا تھا، جب آپ بجٹ بناتے ہیں اس وقت جو اخراجات کا تخمینہ ہوتا ہے اس میں چار پرنسپل باتیں ہوتی ہیں۔ ایک آپ کا debt service، ایک آپ کا defence budget، ایک آپ کا ایڈمنسٹریشن expenditure، اور ایک آپ کا PSDP۔ ۸۸ء کے بعد کی میں بات کروں گا۔ جب ہمارے اوپر پریشر بڑھا اور یہ بات بھی دوہرانا چاہتا ہوں کہ اس ملٹری ڈکٹیٹر نے پاکستان کی اکانومی کے ساتھ وہ حشر کیا ہے جو وکٹورین ڈکٹیٹر نے کیا تھا اس وقت بھی ہمارے پاس وافر پیسے آتے

تھے - اربوں ڈالر پاکستان کے اندر آئے، لیکن کیا آپ نے اپنی اکانومی بنائی؛ جب سویلین گورنمنٹ آئی -نیوکلیئر ڈیٹونیشن کی وجہ سے پاکستان کے اوپر sanctions لگے اور پاکستان کی اکانومی کا حال برا سے برا ہوتا چلا گیا- اس وقت بھی بجٹ کے لیے چار پیرامیٹر ہوتے تھے اوراس وقت بھی ہمارا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ ڈیفنس اور اپنی debt service کرتے فوج کو ہم اپنا بیشتر بہت دیتے - سول ایڈمنسٹریشن جب ہم مکمل کرتے ہیں تو اس کے بعد جو borrowing ہم نے ہمیشہ باہر سے لی ہے -پاکستان کا پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام آج تک borrowing سے چلا ہے اور ان کا پبلک سیکٹر جو ہے اور یہ جو اتنی بڑی بڑی باتیں کریں کہ ہم نے PSDP میں رقم دی ہے - ہم نے پانچسو ارب روپے دیئے ہیں لیکن وہ پانچسو ارب روپے کہاں سے آئے - ہم borrowing سے PSDP کر رہے ہیں اور وہی پچھلے سال تھا وہی اس سے پہلے تھا اور وہی اس سے پہلے تھا کوئی تبدیلی نہیں آئی اس کے باوجود جیسے میں نے آپ کو کہا کہ ۶۳ ارب ڈالر پاکستان کی اکانومی میں آئے لیکن کچھ پتا نہیں کہ وہ کہاں چلے گئے - کون کھا گیا؛ کون پی گیا؛ کون اس کو لے کر چلا گیا؛ کونسی اس اکانومی کے اندر تبدیلی آئی؛ کوئی تبدیلی نہیں آئی -وہی آج ہم اپنے PSDP کے لیے borrowing کر رہے ہیں - جناب چیئرمین! جیسے میں نے آپ کو کہا کہ ہم اس وقت ہماری indebtedness جو ہے میں اس حکومت سے جواب چاہتا ہوں کہ جو debt mess انہوں نے create کیا ہے وہ پاکستان کی آنے والی نسلیں اس کو pay کریں گی اور وہ آپ کو جو ہنی مون دیا تھا - میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو ایک ہنی مون پیریڈ ملا تھا پانچ سال انہوں نے ضائع کر دیئے اور آج میں آپ کو بتاتا چلوں کہ آنے والے دن یہ ایک سال کی بات کرتے ہیں ان کو تین مہینے کے بعد پتا لگ جائے گا کہ انہوں نے اکانومی کے ساتھ کیا حشر کیا ہے - میں نے کل بھی بات کی' بات ذرا سخت ہے کڑوی ہے-شاید ان کو اچھی نہ لگے -

سینیٹر کامل علی آغا، ذرا پیار سے بات کریں-

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں پیار سے بات کر رہا ہوں بڑے مہربان' مشفقانہ طریقے سے بات کر رہا ہوں انتہائی پیار سے کر رہا ہوں لیکن facts & figures ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں-مجھے اس بات پر دکھ ہے کہ آپ لوگ اس سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان

چیزوں کو روک ہی نہیں رہے۔میں نے تین بڑوں کے سامنے بات کی تھی کڑوی بات ہے۔ میں نے کہا شوکت عزیز پاکستان کی اکانومی کے اندر جو mess create کرکے جائے گا آئندہ آنے والی نسلیں اس کو دھو نہیں سکیں گی ۔ آپ سارے پرانے منسٹروں کو بھول جائیں گے۔جناب آپ ایک پرائیویٹ بنکر کا کیا کام ہوتا ہے پرائیویٹ بنکر کا، بنکوں سے پیسے اکٹھے کر رہا ہے اس کے لیے وہ کیا طریقہ کار اختیار کرتا ہے ۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں۔میں اس کا نام نہیں دینا چاہتا کیونکہ پرائیویٹ بنکر کے بارے میں لوگ کہتے ہیں ۔ اس کو آپ نے اکانومی کا head بنا دیا ۔ آج جو آپ کے دعوے ہیں آپ کے دعویٰ کی بنیاد یہ ہے کہ آپ کو پانچ سال فری مال ملا اور آپ اس پر ہنی مون منا رہے تھے لیکن اس ہنی مون کا پاکستان کے عوام کو کیا فائدہ پہنچا ہے ۔ آج اس بازار کے اندر ایک کلو چینی ۴۵ روپے میں مل رہی ہے ۔ ایک کلو گھی 91 روپے، مارکیٹ میں روٹی چھ روپے، ٹماٹر اسی روپے کلو، پیاز پچاس روپے کلو مل رہا ہے۔ میں کس کس چیز کا ذکر کروں؟ جناب! دالیں جن کو ہم common man item کہتے تھے کہ جو گوشت یا chicken نہیں خرید سکتا، وہ دال خریدے۔ جناب! سو روپے کلو اور پھر یہ مذاق کرتے ہیں، یہ پاکستان کے عوام کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں جب یہ بات کہتے ہیں کہ poverty. جناب! ان کی poverty کی definition سنیں، A dollar a day سے نیچے جو رہتا ہے he is poor. Sir, a dollar a day کو آپ calculate کریں تو مہینے کے تیس ڈالر کے اٹھارہ سو روپے بنتے ہیں۔ آپ مجھے یہ بات بتائیں کہ آج پاکستان کے اندر ایک عام شہری اٹھارہ سو روپے میں کیا زندگی گزار سکتا ہے؟ جس ملک میں یہ قیمتیں ہوں، وہاں یہ کہتے ہیں اٹھارہ سو روپے میں گزارہ کرو۔ اگر اٹھارہ سو سے زیادہ ہوں، تو آپ غریب نہیں ہیں۔ جناب! مجھے آپ بتائیں کہ اٹھارہ سو روپے سے جو زیادہ نہ ہو وہ غریب نہیں ہے یعنی جو دن کے ساٹھ یا اکسٹھ روپے کما رہا ہے تو جناب! ان کی نظر میں وہ غریب نہیں ہے۔ اس حکومت کا جو دوسرا barometer ہے two dollars a day وہ مہینے کے ایک سو بیس ڈالر بنتے ہیں، وہ مہینے کے 3600 روپے بنتے ہیں۔ جناب! 3600 روپے مہینہ ان کے minimum wage سے بھی کم ہیں اور آج اس ملک پاکستان میں 74% of the population which is about 12,000,0000 people, جناب ! بارہ کروڑ لوگ two dollar a day سے کم پر زندگی گزار رہے ہیں۔ اس حکومت کو شرم آنی چاہیے جو یہ دعوے

کرتی ہے کہ ہم نے اس ملک کو economic progress دے دی ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، آپ ٹائم کا ذرا۔۔۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! آپ کی مہربانی ہو گی اگر آپ مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔ میں کوئی irrelevant بات نہیں کر رہا ہوں، کوئی بات repeat بھی نہیں کر رہا ہوں کہ کسی اور دوست نے کی ہو، چھتیس سو روپے پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں، اٹھارہ سو روپے سے زیادہ، یہ تو امیر ہو گیا اور 74% افراد جو two dollar a day سے کم پر زندگی گزار رہے ہیں جن کی ماہانہ آمدنی چھتیس سو روپے ہے جناب! مجھے بتائیں وہ کیا زندگی گزاریں گے؟ میں نے ان سے آج نہیں پوچھا، پچھلے سال بھی پوچھا تھا کہ کوئی آ کر کسی گھر کا چھتیس سو روپے میں بجٹ تو بنائے، ہمیں بھی بتائے کہ آپ اٹھارہ سو روپے میں اس طرح گزارہ کر سکتے ہیں۔ آج جناب! یہ حکومت یوٹیلٹی سٹور کی بات کر کے اس ملک کے عوام کے زخموں پر نمک چھڑک رہی ہے۔ تین سو سٹور تھے، ان کو بڑھا کر ان کے دعوے کے مطابق ایک ہزار کر دیا ہے۔ جناب! آج کل اس ملک میں ایسی تحصیلیں موجود ہیں، میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ان تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں یوٹیلٹی سٹور نہیں ہے تو آپ لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ جاؤ یوٹیلٹی سٹور سے خریدو، وہ آپ کو اس قیمت پر دیں گے، لیکن ہر یوٹیلٹی سٹور کے بارے میں میں روز TV channels پر سنتا ہوں کہ ان کو وہی قیمتیں دی جا رہی ہیں جو کہ بازار میں ہیں، کوئی فرق نہیں ہے۔ جناب! انہوں نے اس ملک کے عوام کو جس طرح سندھی میں کہتے ہیں "گھاؤں" وہ جس سے تیل نکلتا ہے، جس کو آپ "کوہلو" کہتے ہیں (سندھی) اس طرح لوگوں کو پیس کر رکھ دیا ہے جناب! ان کی حکومت کی economic policy نے۔ جناب! میں نے پوری بجٹ تقریر پڑھی ہے، اس میں سوائے پچھلی حکومتوں کی بات کرنے کے کوئی بات نہیں کی۔ جناب! کیا میں ان سے پوچھوں کہ بھئی آٹھ سال سے تو تم حکمران ہو، آٹھ سال سے تمہارا وہ مائی باپ جنرل مشرف بیٹھا ہے، پانچ سال سے تم بیٹھے ہو، کیا تبدیلی لے کر آئے ہو کہ آپ پچھلی حکومت کو کہیں؟ ہاں آپ blame کریں، آٹھ سال پچھلی حکومت نہیں تھی اور اس ملک کے عوام آپ کو کیا دیں، کتنا ٹائم اور دیں؟ اس ملک کی معیشت کی تباہی آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں کوشش کرونگا کہ آپ کا زیادہ ٹائم نہ لوں، باتیں تو

ابھی بہت سی ہوتی چلی جائیں گی لیکن میں زیادہ نہیں کرنا چاہتا۔ جناب! ان کا پچھلے سال کا بجٹ جو انہوں نے کہا کہ جی 1.3 billion کا بجٹ ہے۔

جناب! ان کا budget making process یہ ہے کہ اس سال supplementary budget میں یہ ہم سے پچھلے سال کے مقابلے میں 180 ارب روپیہ یعنی 200 ارب روپیہ زیادہ مانگ رہے ہیں، یہ لوگ کیا کرتے رہے ہیں؟ کس طرح کی ان کی budget making کی exercise ہے کہ جب چاہیں supplementary grant لے لیں۔ 1300 ارب مانگو اور اس میں 200ارب کا اضافہ کر دو۔ آج یہ آپ سے 1800 ارب کہہ رہے ہیں کل یہ آئیں گے اور کہیں گے جی ہمیں 2000 ارب دے دو، 2100 ارب دے دو۔ جناب! یہ جو حکمرانی کا انداز ہے، یہ پاکستان کو صرف انٹرنیشنل منڈی بنانے کی سازش ہے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ کی انڈسٹری تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ میں ان کو warn کر رہا ہوں کہ جو 18 billion dollars کی export اس سال آپ نے لی ہے وہ اگلے سال اس سے بھی کم ہو گی، آپ کا trade deficit مزید بڑھے گا۔ آپ نے کھلی import کی اجازت دی ہے کہ جو چاہو منگاؤ، جو چاہے luxury کی چیزیں منگاؤ، اس کے درمیان میں جو تفاوت ہے وہ کون بھرے گا؟ یہ جو 1000 billions کے دعوے کرتے ہیں کہ ہم اتنا revenue اکٹھا کریں گے، میں ان کو کہہ رہا ہوں کہ آپ کا revenue اکٹھا نہیں ہو گا۔ آپ اس ملک کو ایک انٹرنیشنل منڈی بنانے جا رہے ہیں اور کچھ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر صاحب آپ کے جذبات کی بڑی قدر کرتے ہیں، وقت کا خیال کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، بڑی مہربانی جناب میں wind up کرتا ہوں۔ آخر میں ختم کرتے ہوئے میں صرف اتنا کہوں گا کہ میری بہن نے یہاں بیٹھ کر جنرل مشرف کو وعدہ یاد دلایا تھا، وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے۔ جناب! وعدہ تو وفا نہیں ہونا، انہوں نے تو کئی وعدے کیے جس سے وہ مکر گئے۔ میں آخری بات یہ کہوں گا کہ جس انداز میں اب حکمرانی کی جا رہی ہے، جس انداز میں اس ملک کی politics کو چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے، جس انداز میں آپ اس ملک کی politics کو rewrite کرنا چاہتے ہیں، جو چیف جسٹس صاحب کے ساتھ آپ نے

country is up in arms, there is not a single day that we would read that there has been power breakdown. The loadsheddings up to 12 to 15 hours a day in certain parts of the country and 4 to 6 hours a day is normal even in locality like Defence in Karachi as just a normal routine. So, we wonder if it's 4 to 6 hours in Defence, what is the rest of the country doing, 15 hours, 18 hours, 20 hours or if they even see electrical power. We talk about electrification of villages, yes, we have put up the towers, we have put up the cables, but where is the electricity?

And is it the law and order situation? We need to ask the people from the Frontier, from Balochistan, from the upper Sindh and also from Karachi. Are our lives secure, do people feel secure? I mean, there are kidnappings, there are dacoities, there are missing people. Today, the whole nation is playing hostage at the hands of criminals, dacoits, militants, extremists and suicide bombers. Well, you talk to, may be, middle class people and then they say well it's education which is the biggest problem in this country. We have the highest level of illiteracy. Some would say well it's health problems, lack of facilities not only in rural and tribal areas but in cities as well. Large number of people would indentify there is no clean water, there is no sanitation. Forget about clean water, there is no water, there is no water to drink even in cities, there is no water to drink. In villages and rural areas, there is only contaminated water, if at all there is any. Contamination of environment, pollution of air, land, water, noise, the problems just accumulate and most of these problems have been added and accumulated in the last ten years.

The traffic congestion, the traffic jam, the roads and transport, accidents on the highways, the break down in the infrastructure, and more recently the Chief Justice crisis. The matter is subjudice, I will not add anything more on that. Then very recently, the May 12 carnage in Karachi that the whole city of Karachi was playing hostage to criminals. I mean, we were out there and I am sure, the whole world has watched with their own eyes the video footage. I would like to pay my compliments to the media for doing a wonderful job and bringing the ground reality to the people of Pakistan. What is happening in Karachi? The city is playing hostage to one of the largest militant organization of the city. This problem has not just confined to Karachi, we have shifted to extremism and fundamentalism all over the country, even in this city a few kilometres from here, we have incidences of the Madrassas then the Jamia Hafsa and Lal mosque. The happenings in FATA , Northern areas and even cities of Frontier and Balochistan.

So, whereto these problems end, we talk to educated white collar economists and they will say look at the trade deficit running into 14 billion dollors what will that lead to. That will lead to a devaluation of rupee. They will be forced to devalue. We are already running Rs.61 to a dollar. I mentioned we were in India last week; you know what the dollar rate is there? 39 rupees to a dollar, The Indian rupee is 39 to a dollar, while we are 61 and we will slide further down. Soon we will have to pay two rupees perhaps down the road to buy one Indian rupee while we started off at the same point. So what does it tell us? We are not comparing

overselves to the Western developed world; we are comparing to where we all originated from, the same land, from the same soil with the same starting point. And then there are financial scams, the Stock Market scam, the Pakistan Steel Mills, the KESC Privatization, the PTCL Privatization, the list goes on an on and on depending upon who defines the elephant, somebody defines it by the tail, somebody defines it by the ear. So, the list of problems are endless and they just going on and on. And while we are in the middle of this crises here we have the budget 2007 and that is what we are supposed to be talking about. Today is the budget 2007 while we are facing all these problems behind our backs. The budget, let me tell you, of course, like everybody says, is a major disappointment for the nation and has been unanimously rejected by the Opposition. The budget is nothing but a farce, it is an election year budget, and it is a joke on the whole nation. That of course, it can be rectified and the way it can be rectified, of course, if we view it seriously. The recommendations that have been made by the combined Opposition, you know there was a set of recommendations, also made last year. We went through the whole exercise for two weeks and we prepared a set of recommendations. The recommendations were rejected. Not one single recommendation was incorporated in the budget and the nation further down slided. Sir, it is not too late, now, even to seriously consider the set of fifty recommendations that have been given by the Opposition. And, of course, the most important one is that the defence budget must be frozen at 250 billion rupees instead of allowing for a 10% increase. And where it is a 10% to go.

کیا ہوا ہے، جس طریقے سے آپ چاہتے ہیں کہ illegal انداز میں یہ اسمبلیاں آپ کو elect کریں، جس طریقے آپ insist کرتے ہیں کہ میں فوجی وردی میں بیٹھ کر حکمرانی کروں گا' یہ چیزیں اگر آپ نے کرنے کی کوشش کی تو اس economy کا جو حشر ہو گا۔ پاکستان میں اب political instability کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ کا ہر action جو آپ کرنے جا رہے ہیں وہ political instability کی طرف لے کر جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی اگر political instability ہو گی تو economic instability مزید بڑھے گی اور اس کے بعد جو اس ملک کے عوام کا حشر ہو گا' میں ان سے پھر پوچھوں گا انہوں نے اس ملک کے عوام کا کیا حشر کیا؛ ایک Private Banker کبھی economy کو ٹھیک نہیں کر سکتا' اس کا اتنا ہی parameter ہے جتنا اس کا ہے اور جو تباہی اور بربادی میں آگے دیکھ رہا ہوں اور ان کے اقدامات کی وجہ سے جو اس ملک میں ہونے والا ہے' اس کے ذمہ دار یہ خود ہوں گے اور ان کے تمام گرو ہوں گے جو کہ ان کے ساتھ اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑی مہربانی جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، Thank you very much. نصیر مینگل صاحب آپ تیار ہیں؛ اچھا صبح کریں گے۔ لغاری صاحب آپ تیار ہیں۔ جی فرمایئے۔

Senator Dr. Javaid R. Leghari: Mr. Chairman, during lunch break actually I was contacted by a research group, which has conducted a survey and actually asked me a very difficult question that what are the three biggest problems facing this nation today. And you know, I had to think for a few moments to isolate what the biggest problem is, because this nation is facing numerous problems. Is it poverty? Which I think, I would call it number one, where hundreds of suicides are taking place today because of hunger, and which was never there ten years back. Today women are selling their unborn babies, what a shame, we read that in the newspapers yesterday. More than 74 percent, like Senator Safdar

Abbasi pointed out : 12 crore people are earning less than 120 rupees a day. The gap between the rich and the poor is further widening, instead of narrowing and on top of that the rich are becoming richer and the poor are becoming poorer. So, is poverty the single biggest problem facing this nation today. Or is it not unemployment? Unemployment today has risen to the highest level, winning a new level of hunger suicides, acts of desperation, an increasing crime and a break down in the social order of this country

People are unable to feed their families. Or is it inflation? Again I would probably indentify that amongst top 3 problems of this nation. There has been documented, according to an official report in the Economic Survey of Pakistan 2007, more than 10% increase in food prices. This is the largest increase in the last 15 years and why has it happened, is it natural? Are the world prices increasing simultaneously like they are increasing in Pakistan. Of course not In Pakistan, this is due to the creation of ruthless business cartels which like to create artificial shortage of food items and commodities. And the living example here is, only last week we were across in India where tomatoes and onions were selling two rupees a kilogram in *Amratsar* which is less than 30 in minutes away in Lahore, they were selling 40 to 50 rupees a kilogram. So, what makes the land or the law of the land different in Pakistan as it is in India, so is it an artificial shortage created by business cartels or what?

In the last two months, we have been reading about the energy crisis which has been going into worst possible scenario. The whole

This 10% is to be set aside for health, education and job creation in the less developed areas of Pakistan. I think, it is a very rational and a very sensible recommendation that must be adopted but then we should not just stop there. I would like to even go beyond that. This country is not at war, this country has not been at war for the last thirty five years so, why do we see a continuous increase of defence budget by about 10% a year. The open budget, of course, is proposed at 275 billion but the budget, of course, as we all know, even though we don't accept it, probobly runs into 320, 340 billion rupees, if you look at all the other hidden cost that have gone into other heads. I would like to propose that we should reduce the defence budget by yet another 25 billion rupees and we set this 25 billion rupees to tackle the energy crises of this country because we don't see a solution at least for the next four or five years to the energy crises. The Chairman of WAPDA has admitted that the Chairman KESC has admitted that, so how will we get out of it. We need to tackle this problem on war footing and what better way to tackle this problem, then take the money which is proposed to be set aside for supposedly an orgnisation that is involved in war machinery; which is the defence. Take 5 billion rupees out of there and set it to resolve the energy crises. No one seems to have calculated the loss to the national exchequer because of the energy crisis. We have loss of trade, we have loss of taxes, we have loss to education, loss to examination system, loss to health facilities; we don't know the countless number of lives that have been lost which can never be replaced with money to the children, to the family, to the ill, to the sick to

family order, to property. Nobody seems to have caluclated but, I would presume this loss probably runs of the order of a hundred billion rupees. So what is 25 billion rupees to get a return of 100 billion. It is an investment that would be well worth it but then, that of course, is only a temporary solution.

What is a permanent solution to all these problems that I have identified? May be more. The only permanent solution to the crisis we are facing, is let Pakistan be governed by true representatives of the people. Let the true representatives of the people of Pakistan resolve the problems. Let there be free, fair and transparent election under a neutral caretaker government and a neutral Election Commission. Let all the politically fabricated cases against the former leaders be dropped. Let all the exiled leaders return, including the two former Primer Ministers Mohtarma Benazir Bhutto and Mian Nawaz Sharif, and let all participate in free and fair election. Let the true democratic and representative government takes charge of this country. This, I believe, is the only long term permanent solution to all the problems that I have mentioned, lest we be declared a failed state. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Next Speaker is going to be Mrs. Rehana Yahya Balouch.

ایک معزز رکن، کل تقریر کریں گی۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، اچھا۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب! آپ کی بہت مہربانی اور پہلی دفعہ میں

نے آپ کو Chair پر دیکھا ہے تو میں آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں ۔

جناب والا! یہ بجٹ پر ایک ہفتے سے ہمارے اس طرف سے اور اُس طرف سے بھی بحث میں حصہ لے رہے ہیں۔ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ یہاں جو بجٹ بنا کر پیش کیا جاتا ہے ۔ یہ صرف اکائیوں اور ہندسوں میں رد و بدل کرکے وہی بجٹ کی کتابیں جو پانچ سال سے چھپی ہوئی ہیں ان کو لاکر یہاں پیش کرتے ہیں۔ پہلے جو ۲۰۰۶-۲۰۰۵ء تھا ابھی ۲۰۰۸-۲۰۰۷ء وہ کرکے یہاں بجٹ کو پیش کر دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ بجٹ کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے لیکن آج تک اس کے اثرات سامنے نہیں آسکے ۔ کسی غریب کو جو پہلے بجٹ آیا یا اس بجٹ میں ہے کوئی ریلیف یا سہولت ، کسی غریب تک نہیں پہنچی ۔ میں حیران ہوں کہ بجٹ میں حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ بیروزگاری ختم کی جائے گی اور اتنے لاکھ لوگوں کو روزگار دیا جائے گا ۔ پانچ چھ سال سے میں اس حکومت سے سن رہا ہوں لیکن بیروزگاری ختم ہونے کے بجائے بڑھ گئی ہے ۔ مہنگائی کم نہیں زیادہ ہوئی ہے ۔

جناب والا! اس ملک میں لوگ بیروزگاری اور مہنگائی سے تنگ ہوکر خودسوزیاں کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو جلانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اس طرح لوگ تنگ ہیں۔ یہاں جو غریبوں کی بات کی جا رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ غریب کُش بجٹ ہے ۔ امیروں کو امیرتر اور غریبوں کو غریب تر اس بجٹ میں کیا جا رہا ہے ۔ کوئی خاص اصلاحات اس میں بالکل نہیں ہیں ۔ لوگوں کو محض دھوکہ دیا جا رہا ہے ۔ لیکن یہاں عملی طور پر کوئی ہمیں اصلاحات نہیں یہ دکھا سکتے ہیں ۔ آپ بھی امریکہ میں رہے ہیں۔ وہاں کے بجٹ سے آپ دوسرے ممالک کا موازنہ کریں تو وہاں جو بجٹ بناتے ہیں اس کے اثرات عام غریب تک پہنچ جاتے ہیں۔ جناب والا! آپ خود دیکھیں کہ ایک غریب ملازم کی تنخواہ تین ہزار روپے ہے اور اس کے آٹھ بچے ہیں تو اس بجٹ میں اس کے لیے کیا سہولت رکھی گئی ہے۔ اگر آپ اس کے گھر کا بجٹ بنائیں تو پھر آپ ہی بتائیں کہ اس کے بچوں کی تعلیم، علاج اور کھانے پینے کے لیے کیا رقم رکھی گئی ہے۔ یہاں بائیس خاندان جن میں وزراء، ایم این ایز، سینیٹرز وغیرہ آتے ہیں ان کے لیے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ اپنے بچے کی تعلیم کے لیے تیس ہزارفیس بھی ادا کر سکتے ہیں۔ جناب! غریب آدمی کا قصور کیا ہے؟ کیا اس کا جرم یہ ہے کہ اللہ نے اسے غریب کیوں پیدا کیا؟ ایسا نہیں، اس کی ذمہ داری اس

حکومت کی ہے۔ اگر حکومت اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتی تو پھر قیامت کے دن ہمارے یہ حکمران ہوں گے اور یہ غریب ان کا گریبان پکڑ کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔

آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ کی حکومت نے بے روزگاروں کے لیے allowance مقرر کیے ہوئے ہیں۔ ان کے علاج کے لیے کروڑوں تک کی رقم حکومت خرچ کرتی ہے اور بے روزگار کی طرف سے کوئی payment نہیں کی جاتی۔

جناب! آج کل یہ رٹ لگایا جا رہا ہے کہ بلوچستان میں بہت mega projects ہیں اور اتنی ترقی ہو رہی ہے۔ میرا تعلق مکران سے ہے، بلیدا ایک تحصیل ہے آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ ایسے villages ہیں جن کی آبادی دو سو گھر تک کی ہے۔ وہاں اب تک ان کو پینے کے لیے پانی پانچ کلو میٹر دور سے اونٹوں اور گدھوں کے ذریعے لانا پڑتا ہے۔ وہ بجلی کی سہولت سے محروم ہیں۔ ہمارے علاقے خضدار، قلات، نصیر آباد، قلعہ سیف اللہ، ژوب، لورالائی کو جا کر دیکھیں وہاں سوا لاکھ کی آبادی ہے وہاں ابھی تک ایک لیڈی ڈاکٹر بھی نہیں ہے۔

اس ٹیکنالوجی کے دور میں ہم دعوی کرتے ہیں کہ ہم نے اس ملک کو جنت بنا دیا ہے۔ آپ لوگوں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ جناب! یہ سرا سر ظلم ہے۔ بلوچستان کی سڑکوں کی حالت اور کراچی کی بجلی کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ بلوچستان میں operations ہو رہے ہیں۔ لوگوں کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ لوگوں کو اغوا کیا جا رہا ہے اور پتا نہیں چلتا کہ وہ بے چارے کہاں ہیں۔ یہ بلوچستان کے لوگوں کو صدمہ دیا جا رہا ہے۔ جناب! میں تیسری دفعہ سینیٹ میں آیا ہوں اور شروع سے میرا یہ رونا ہے کہ آج تک بلوچستان کو دل سے پاکستان کا حصہ یہاں کے حکمرانوں نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ جناب! یہاں 50 سے زیادہ corporations ہیں جیسے OGDC, PSO, PIA لیکن مجھے ان میں سے کسی ایک corporation میں بھی بلوچستان کا Chairman دکھا دیں، میں آج ہی استعفٰی دے دوں گا۔ پاکستان میں چار بھائی ہیں، وفاق کی علامت چار اکائیوں پر مشتمل ہے۔

آپ تین بھائیوں کی آنکھوں میں سرمہ ڈالتے ہیں اور بلوچستان جو ایک غریب بھائی ہے اس کی آنکھوں میں مٹی ڈالتے ہیں؟ اور پھر آپ ہمیں مارتے بھی ہیں، ہمیں قتل بھی کرتے ہیں اور ہمیں رونے بھی نہیں دیتے ہیں۔ یہ مذاق آپ کر رہے ہیں لیکن یہ مذاق نہیں ہے۔ وہ وقت

چلا گیا ہے۔ اگر آپ نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا، ایک قوم کو زبردستی بندوق کی نوک سے دبایا نہیں جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو مجبور ہو کر ہمارا حق ہمیں دینا پڑے گا۔ ہم بھیک نہیں مانگتے۔ ہم بھکاری نہیں ہیں۔ ہم اپنے right, اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر آپ بلوچستان کے مظلوم عوام کو ان کا حق شرافت سے نہیں دیں گے تو ہم مجبور ہو کر اس ہاؤس کے اندر آپ کو گلے سے پکڑ کر، آپ کے گریبان کو پکڑ کر اپنا حق زبردستی لے لیں گے۔ یہاں فیڈرل گورنمنٹ میں 52 وفاقی سیکریٹری ہیں لیکن کسی ایک کا بھی بلوچستان سے تعلق نہیں ہے۔ یہ المیہ ہے۔ یہاں ایک بھی وفاقی سیکریٹری بلوچستان کا نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ جی یہ چھوٹا صوبہ ہے۔ آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ بلوچستان کے ساتھ آپ زیادتی کر رہے ہیں اور اس کا اعتراف مشرف نے کئی دفعہ اپنے جلسوں میں کیا ہے کہ 57سال سے بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے لیکن اس کا ازالہ آپ نہیں کر رہے۔ آپ یہ joke کرتے رہے، آپ مذاق اڑاتے رہے۔ دیکھیں! آپ اس ملک کے خیرخواہ نہیں ہیں۔ اگر آپ کا رویہ یہی ہے تو اس ملک کو مزید توڑنے کے لیے کوشاں ہیں، کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہوں گے بلکہ آپ ہوں گے۔

اس ملک میں جناب! دعوے تو کیے جا رہے ہیں لیکن یہاں کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ یہاں کسی کی جان و مال کا کوئی تحفظ نہیں ہے۔ یہاں نہ Minister کو تحفظ ہے نہ یہاں وزیر اعظم کو تحفظ ہے نہ President کو تحفظ حاصل ہے۔ وہ حیران ہیں کہ باہر نکل جاتے ہیں اور واپس گھر بھی آ جاتے ہیں۔ یہ ملک میں حالات ہیں اور یہ حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ اس ملک کو ہم آگے لے گئے ہیں۔

جناب! خدارا! بجٹ میں جو باتیں کی گئی ہیں یہ سارا کچھ، میں سمجھتا ہوں ایک ڈرامہ ہے، ایک دھوکہ ہے۔ عوام کے سامنے speech کی جا رہی ہے کہ جی ہم نے پانچواں بجٹ پیش کیا ہے اور ہم نے ایسی ایسی، بڑی بڑی اصلاحات کی ہیں۔ جناب! آپ ہمیں بتائیں آپ نے practically کیا کیا ہے؟ اگر اس ترقیاتی دور میں، ہمیں پینے کا پانی مہیا نہیں ہے، اگر اس ترقیاتی دور میں میں اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکوں گا، اگر اس ترقیاتی دور میں بجلی کی سہولت سے ہم محروم ہیں، اگر اس ترقیاتی دور میں، لوگ بے روزگاری کی وجہ سے اپنے آپ کو

جلانے کے لیے بھی تیار ہیں تو آپ کن اصلاحات کی بات کرتے ہیں؟ آپ کیسی تبدیلی کی بات کرتے ہیں؟ یہ بجٹ تو بڑے سرمایہ داروں کے لیے ہے۔ غریب جو ہے وہ غریب تر ہو جائیں گے کیونکہ کوئی اصلاحات غریبوں کے لیے نہیں ہیں۔

ہم نے کئی دفعہ کہا ہے کہ اگر ہم ادھر آئے ہیں اس ہاؤس میں تو انہی غریبوں کے ووٹوں کی وجہ سے آئے ہیں جو ظلم کی چکی میں پسے ہوئے غریب ہیں۔ یہی لوگ ہمیں ووٹ دے کر اس ہاؤس میں لائے ہیں۔ پچانوے فیصد غریبوں نے ہمیں ووٹ دیئے ہیں' ہم نے ان کے لیے یہاں پر کیا منصوبہ بندی کی ہے؟ ان کو زندگی گزارنے کے لیے کیا ہم نے پروگرام دیا ہے؟ یہاں پر میں دیکھ رہا ہوں کہ چاہیے یہ ہاؤس ہو یا نیشنل اسمبلی ہو' میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ صرف time ضائع کرنے کے لیے ہم یہاں بحث کرتے ہیں اور debate میں حصہ لیتے ہیں' لیکن یہ پارلیمنٹ با اختیار نہیں ہے۔ ایک فرد واحد پورے ملک کو چلا رہا ہے۔ یہ جو ہمارے وزیر صاحبان ہیں نہ ان کے پاس اختیارات ہیں' آپ اس chair پر بیٹھے ہیں نہ آپ کے پاس اختیارات ہیں ' نہ اب ہمارے وزیر اعظم کے پاس اختیارات ہیں۔ارے تلاش کریں کہ میرے اختیارات کہاں ہیں۔ آج تک کسی کو اپنے اختیارات کے مطابق جگہ بھی نہیں ملی۔

وہ پریشان ہیں کہ ہم وزیر تو ہیں ' جھنڈا لگا ہوا ہے ۔ گاڑی میں سوار ہیں ۔ لیکن ایک معمولی آرڈر یا پالیسی کا فیصلہ ہم نہیں کر سکتے ۔ تو ایک ایس او بھی وہ نہیں لگا سکتے ۔ میں حیران ہوں' میں مشرف صاحب کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اپنی جو ڈیوٹی ہے' آپ کا جو کام ہے' آپ اتنے مصروف ہیں تو شیئر کریں جو منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ۔ تھوڑا بہت شیئر کریں۔ زیادہ نہ دیں ۔ نائب قاصد کی تعیناتی کے اختیارات کو کم از کم دے دیں ۔ یہ تو کرا دیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنے آپ کو کیوں اتنا مصروف رکھا ہے ۔ اتنا بڑا بوجھ کیوں برداشت کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چند باتیں ہیں اس ملک میں ۔ جناب یہاں جب تک صحیح معنوں میں ' ایمانداری سے ' یہاں جو بجٹ بنایا جاتا ہے ' ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں' ان کو کیا پتہ کہ مکان کی حالت کیا ہے۔ وہ جو بجٹ بناتے ہیں ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں' وہ باہر نہیں جا سکتے ' نہ جائیں گے۔ ان کو کیا پتہ کہ خضدار' قلات کے مسائل کیا ہیں ۔ ژوب اور لورالائی 'سیف اللہ' چمن کے حالات کیا ہیں ۔ آپ جائیں وہاں کا وزٹ کریں ۔ یہ جو ایئرکنڈیشنڈ میں بنا کر' وہ جو پانچ سال سے

چھپا ہوا ایک بڑا پلندہ ہے ' اسے ہمارے سامنے لا کر رکھ دیتے ہیں کہ جی یہ بجٹ ہے۔ یہ ایک مذاق ہے اس قوم کے ساتھ ۔ سولہ کروڑ عوام کے ساتھ ایک مذاق ہے ۔ اگر آپ باہر سے ایک انٹرنیشنل ٹیم کو دعوت دیں' ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم اپنے ملک کے لیے کچھ اصلاح کر سکیں ۔ پھر وہ بیٹھ کر پانچ سال کے بجٹ کا موازنہ کرے ۔ وہ کہیں گے کہ یہ ملک کس طرح چل رہا ہے ۔ اس ملک کو خدا ہی چلا رہا ہے ۔ خدائی طاقت سے چل رہا ہے' خدا کی قسم ۔ ہم نے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے ۔ کوئی ایمانداری نہیں ہے ۔ہر ایک کے مفادات ہیں ۔ اگر کوئی منسٹر بنتا ہے تو کہتا ہے کہ پانچ سال کے لیے میں ہوں' میں جس طرح کر سکتا ہوں' کروں۔ پتہ نہیں اگلی دفعہ مجھے موقع ملے گا یا نہیں ملے گا ۔ جناب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے حالات ہیں۔ ہماری سرحد حکومت کے بارے میں یہاں بات کی گئی ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت سرحد نے جس طرح پانچ سال حکومت کی ہے ' اس کے باوجود بھی کہ مرکز اس حکومت کو ختم کرنے پر تلا ہوا تھا ' لیکن آج تک ختم نہیں کر سکا۔ اس کی مخالفت کے باوجود بھی ' جس انداز سے انہوں نے حکومت چلائی ' میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا میں' پاکستان میں ایک مثالی حکومت رہی ہے ۔ میں سرحد حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے جس انداز میں پانچ سال حکومت چلائی ۔ ایک مثال ہے پاکستان میں دوسرے صوبوں کے لیے اگر وہ اسے follow کریں اور دوسری بات یہ ہے جناب کہ یہاں ترقیاتی فنڈ کے حوالے سے بات کی گئی ' اور مجھے افسوس ہے کہ کامل علی آغا نے کہا کہ مجھے لکھ کر دیں ۔جناب ہم حیران ہیں ۔ کامل علی آغا صاحب کو بھی پتہ ہے ۔ چونکہ وہ آپس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے جب approach کیا' میں منسٹر صاحب کے پاس گیا۔ میں نے شوکت عزیز سے بھی مل کر بتایا کہ آپ نے ہمارے ترقیاتی فنڈ جو پچاس لاکھ ہیں ' پچاس لاکھ میں پکا روڈ نہیں بن سکتا ۔ یہ کون سی بڑی رقم ہے ۔ آپ نے اپنے آپ کو بدنام کیا کہ میں اپوزیشن کو فنڈ نہیں دیتا ہوں ۔ لوکل گورنمنٹ کے سیکرٹری نے کہا' وزیر نے ' unofficially ہمیں بتایا کہ ان کے funds کو روکو۔ ہم آفیشل آرڈر اس لیے نہیں کریں گے کہ یہ آرڈر کو دکھائیں گے۔ ہم گول مول کریں گے کہ ٹھیک ہے ٹھیک ہے' کریں گے۔ جب تک ٹائم ختم ہو جائے گا ۔ اس سے پہلے تیس لاکھ' اٹھائیس لاکھ میرے فنڈ کے... لوگوں سے میں نے وعدہ بھی کیا تھا ۔ پی سی ون بھی دیر سے پہنچے تھے ۔ وہ پیسے بھی انہوں

نے روکے ۔ پچاس لاکھ تھے اس سال کے پیسے ۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں پیسے بھی نہیں چاہئیں ، ہم بھکاری نہیں ہیں ۔ لیکن آرڈر کرو کہ اپوزیشن کے فنڈز بند۔ یہ کلیئر کرو نا۔ ہم بالکل نہیں دیں گے، ڈرتے کیوں ہو ۔ منافقت کیوں کرتے ہو۔ کہتے ہیں کہ جی کرے گا، کریں گے، تاکہ شور بھی نہ کریں اور یہ سب منسٹروں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کو بتائیں، گول مول کریں تاکہ وہ چلا جائے۔ کامل علی آغا صاحب میرے دوست ہیں، بڑے محترم ہیں، میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں یہ حقائق پر بات کرتے ہیں لیکن اپنی نوکری بھی پکی کرتے ہیں۔لیکن وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ حقائق ہیں اور سب کو پتا ہے کہ فنڈز روک رکھے ہیں، اگر ابھی clear نہیں کرتے اور late کرتے ہیں تو چھ مہینے تو اسی میں گزر جائیں گے تو یہ مذاق ہمارے ساتھ نہ کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقاعدہ طور پر آپ ایک رولنگ دیں اور ان کو بتائیں کہ حکومت اگر فیصلہ کرتی ہے کہ فنڈ نہیں دیتی تو نہ دے اور اگر فنڈز دینے ہیں تو ہمارے فنڈز جو بند ہیں ان کو فوری طور پر جاری کریں کیونکہ پوری دنیا کو کہہ رہے ہیں کہ ہم فنڈ دے رہے ہیں۔ اس پر جناب چیئرمین ! رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم اور صدر پاکستان مسلم لیگ election campaign چلانے کے لیے ایک سال سے اعلانات کر رہے ہیں۔ چار سال سے مختلف تقریروں میں اربوں روپے کا special funds کا project announce کر رہے ہیں تو ایک ضلع کے برابر ہمارے اپوزیشن کے فنڈز نہیں ہوتے کہ آپ نے جب ایک بار خود کہا کہ میں اپوزیشن کو بھی فنڈز دیتا ہوں تو یہ کونسی بات ہے کہ آج تک اپوزیشن کے فنڈز کو روکے رکھنا اور متعلقہ عملے کو یہ کہنا کہ unofficially ان کو روکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب ! ذرا please wind up کریں ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے ابھی سے دال، چینی ، گھی وغیرہ کا، پہلے سے حکومت کے وزیروں نے کہا کہ ان کے rates بڑھاؤ، یہ پہلے سے طے ہوئے ہیں۔ بجٹ سے پہلے کہ بھئی نرخ بڑھاؤ تاکہ بجٹ پیش کرتے وقت ہم نرخ کم کریں تو وہ پہلے سے نرخ آسمانوں تک لے گئے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مہنگائی ختم کریں

گے تو جناب چیئرمین! آپ کس طرف جا رہے ہیں، اس ملک کو کس طرح چلا رہے ہیں۔ میں اس لیے کہتا ہوں کہ ابھی جو اس ملک میں بحران ہے اس کے متعلق وزراء اب بھی کہتے ہیں کہ ملک میں حالات بالکل ٹھیک ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ جب حکومتیں ختم ہوتی ہیں، وہ صبح ختم ہونے والی ہوتی ہیں اور رات کو حکومت والے کہتے ہیں کہ سب کچھ ٹھیک ہے، سسٹم ٹھیک چل رہا ہے، اسی طرح یہ ملک چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا علاج یہ ہے کہ آپ بالکل فوری طور پر ایک نگران سسٹم قائم کریں۔ چیئرمین سینیٹ کو اقتدار دیں یعنی موجودہ حکومت چیئرمین سینیٹ کو اقتدار دے اور ہمارے جو موجودہ صدر صاحب ہیں باعزت طریقے سے وہ خود resign کریں اور اس ملک میں الیکشن کو شفاف بنانے کے لیے فوری طور پر اقدامات کریں۔ میں حیران ہوں کہ امریکہ کی ایک اہم شخصیت جو اب پاکستان کا دورہ کر رہی ہے اور انہوں نے Chief Election Commissioner سے ملاقات کی ہے اور کہا ہے کہ Chief Election Commissioner مجھے brief کرے، میں امریکہ سے آیا ہوں، اس نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کے voters list کی کیا condition ہے؟ کیا طریقہ کار ہے؟ کس کو کامیاب کرانا ہے؟ کس کو نہیں کرانا اور الیکشن کس طرح ہوں گے؟ امریکہ کون ہوتا ہے کہ ہمارے اندرونی معاملات میں اس طرح مداخلت کرے کہ وہ آ کر Chief Election Commissioner کو کہے کہ آپ voters list کے بارے میں مجھے بتائیں، شرم کی بات ہے اور بار بار وہ کہتا ہے کہ میں monitoring کر رہا ہوں کہ elections شفاف ہوں گے۔ تم کون ہوتے ہو monitoring کرنے والے؟ ہم سولہ کروڑ عوام غلام نہیں ہیں، ہمارے حکمران غلام ہیں۔ ہم آزاد ہیں۔ ہم آپ کو کبھی اجازت نہیں دیں گے کہ ہمارے اندرونی معاملات میں اس طرح مداخلت کریں۔ آپ ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں اور امریکہ کی ایمبیسی میں تمام اپوزیشن کے لوگوں کو بلا کر کہتے ہیں کہ مشورہ دیں؛ ہم election کریں یا نہ کریں، یہ مشورہ دیں۔ آپ میرے ساتھ بھیک مانگیں کہ آپ کو جمہوریت دیں یا نہ دیں۔

یار یہ عجیب ملک ہے۔ ہم کیوں آپ سے بھیک مانگیں۔ ہمارے اندرونی معاملات میں، آپ کو کس نے یہ حق دیا ہے۔ آپ کے election جب ہوتے ہیں تو کیا ہم مداخلت کرتے ہیں۔ آپ کے electionجب ہوتے ہیں تو ہم کبھی کہتے ہیں کہ بش کے بجائے کوئی اور آنا چاہئے۔ عجیب آدمی ہے۔ آگر آپ ایک قانون دان ہیں امریکہ کے تو پھر یہ عدل کریں کہ پاکستان

امریکہ کی سیاست ہے۔ تو جناب! یہ غضب کی بات ہے کہ اگر ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں، میں آج آپ کا ساتھ دیتا ہوں کہ اگر elections اس حکومت کی نگرانی میں ہوئے تو یہ کوئی شفاف election نہیں ہوگا۔ اگر یہ election اس حکومت کی نگرانی میں ہونے تو وہی بندوں کا election نہیں ہوگا selection ہوگا جناب! جن بندوں کو لانا ہے ان کی list پہلے تیار کی جاتی ہے۔ بلوچستان کا پہلے سے یہ compromise and gathering کہ کس کو لانا ہے اور کس کو دینا ہے۔ تو ہر ایک صوبہ میں، مرکز میں بھی اسی طرح، تو ہم اس خوش فہمی میں ہیں کہ ہمارے کچھ پارٹی والے، میں معذرت سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی اس خوش فہمی میں نہ ہوں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ deal کی وجہ سے یا ان کے ساتھ مذاکرات کی وجہ سے ہم اس system میں in ہو جائیں گے یا ان کی ترقی ہو گی، اب تمام opposition کو متحد ہو کر جمہوریت کو لانے کے لئے struggle کرنا چاہیے۔ شفاف election کرانے کے لئے struggle کرنا چاہئے۔ جب تک ایک neutral Impartial Election Commission ہو گا، یہ تو بے چارہ yes man ہے۔ جو order مشرف دیں گے وہی list تیار کریں گے۔

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں جو آنے والے elections ہیں، ہم اس پر خوش فہمی میں نہ ہوں کہ ادھر ہمارے ہیں، پبلک ہمارے ساتھ ہے لیکن کامیاب، کوئی فرشتہ ہے کہ اسے کامیاب کریں گے۔ اس ملک میں فرشتے کام کرتے ہیں جناب! اس ملک میں agencies ہیں، ان کا نام فرشتہ ہے۔ یہ agencies جس کو چاہیں گی اس ملک میں وہی لوگ آئیں گے۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے موجودہ حکومت کو مستعفی ہونا چاہئے اور فوری طور پر elections کا اعلان کرانا چاہئے۔ ابھی موجودہ صدر صاحب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں اس اسمبلی سے صدارت کا ووٹ لوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بننے set up کے لئے تیاری کریں۔ ابھی کافی اس نے سات سال تک حکومت کو چلایا ہے۔

جناب! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Dr. Sahib. Since we don't have any speaker for tonight ..

ایک معزز رکن، جناب! اس سے پہلے کہ آپ اس House کو کل reconvene کرنے کے لئے کہیں پہلے تو ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں اور اس کے علاوہ گورنمنٹ کو بھی مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ courage پیدا کی کہ opposition کا آدمی House کو Chair کرے۔ اس پر نہ صرف آپ بلکہ گورنمنٹ والے بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Since we don't have any speaker for tonight and tomorrow we are ....

سینیٹر آغا پری گل، جناب! میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں اور توقع کرتی ہوں کہ آئندہ بھی ہماری حکومت اسی طرح opposition کو موقع دے گی کیونکہ آپ ہمارے اپنے ہیں پرائے نہیں اور مجھے آج بڑی خوشی ہوئی۔ مجھے آپ کو دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ میں اپنی حکومت سے دوبارہ یہی کہوں گی کہ آئندہ بھی تمام Sessions میں ایک ایک باری آپ کو دی جائے۔ شکریہ!

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Since we only have tomorrow that we are going to wind up the debate, I am expecting that all the speakers are going to be in time when their names are called. If they are not here, I think we excuse them and, at the same time, I bless you all. God bless you. *Insha Allah*, we are going to adjourn the session till tomorrow morning at 10 a.m., Please be in time. Try to be brief so we can wind up the session in time. Thank you very much. *Wa Akhiro Dawana Anil Hamdulillah Rabbil Alamin!*

....

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 15th of June, 2007]

....